الحمد للہ والمنت کہ بعون صناع بیکیف و مکان و خلاق زمین و زمان مختصر

نسخۂ چہار گلزار بزبان اردو المسمّٰی بہ

حدیقۂ بلاغت

بسعی انشاہی بندہ فضل الٰہی متعلم جماعت فضیلت کالج علوم مشرقی

لاہور بنظر فائدہ عام خصوصاً بپاس خاطر امیدواران امتحان منشی عالم

بیت العلوم پنجاب بامید قدردانی حضور لامع النور فیض گستر منبع طلبا و مربی

جناب ڈاکٹر جی ڈبلیو لیٹنر صاحب بہادر

بانی مبانی و رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی کالج زبان

فارسی سے اردو مین مختصر ترجمہ معہ اضافہ

بعض مسائل ضروری فن عروض

کے ۱۸۷۸ء مین مرتب ہو کر

بحسن اہتمام کارپردازان

مطبع انجمن پنجاب بماہ اپریل ۱۸۷۹ء قالب طبع مین آیا

طبع اول ۳۰۰ جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

بعد حمد ایزد متعال و نعت رسول کریم صلعم منتہی الکمال کمترین **فضل الہی** منشی فاضل مشرقی علوم
ولد شیخ **کرم الہی** سررشتہ دار پنجاب یونیورسٹی کالج لاہور بخدمت ارباب ذکا
ملتمس ہے کہ محکمہ پنجاب یونیورسٹی کالج کی اولوالعزمی اور جناب ڈاکٹر جی ڈبلیو لیٹنر
صاحب بہادر رجسٹرار و بانی محکمہ موصوف کی جوہر شناسی و قدردانی سے ہر ایک کو
دمبدم تقویت حاصل ہوئی کہ اپنے اپنے کمالات کو بامید قدردانی پیش کرکے اپنی
مراد کو پہونچتے ہین - ہرچند بندہ اس قابل نہین کہ اپنے آپکو زمرہ مصنفین یا مولفین مین
شمار کرے لیکن بوجہ نسبت تلمذی ۱۸۷۱ء مین نسخہ چہار گلزار فارسی کو واسطے فایدہ
امیدواران امتحان اوسط فارسی یعنے منشی عالم کے زبان اردو مین مختصر ترجمہ
کیا اور بیان عروض مین محض پابند اصل کتاب کا نہین رہا بلکہ اور رسالجات
سے بہی افادہ کرکے اس مختصر کو **حدیقۂ بلاغت** کے نام سے موسوم کیا - اہل ہنر
سے امید ہے کہ اگر کہین سہو و خطا پر نظر پڑے تو بقلم اصلاح عیب پوشی فرماوین

اس کتاب مین چار گلزار ہین جنمین سے پہلی گلزار مین ۵ گل ہین

پہلے گل کا بیان

اسمین حروف تہجی کے اسما کی تقسیم اور زبان پارسی کا بیان ہے

حروف تہجی کے تین قسم ہین - مسروری جو دو حرف سے لکہے جاوین جیسا کہ با
تا ثا جا حا خا را زا طا ظا فا ہا یا - ملفوظی جو تین حرف سے لکہے جاوین اور وسط اور آخر
قسم اول سے ہنو - جیسا کہ الف جیم دال ذال سین شین صاد ضاد عین
غین قاف کاف لام - مکتوبی یہہ بہی تین حروف سے لکہے جاتی ہین الا وسط آخر

قسم اول سے ہوتا ہے۔ جیسا میم نون واو اس قسم کو مقلوب مستوی
بھی کہتے ہین۔ ان ہر سہ اقسام کے جمع کرنے سے اٹھائیس حروف ہوتے ہین جنمین
سے ثا حا صاد ضاد طا ظا عین قاف کا استعمال خاص عربی مین ہوتا ہے باقی
حروف عربی و فارسی مین مشترک ہین۔ پ چ ژ گ کا استعمال خاص فارسی مین ہوتا ہے
انمین سے منقوطہ حروف کو معجمہ اور غیر منقوطہ کو مہملہ کہتے ہین الا با تا ثا یا کو موحدہ
و مثناۃ فوقانیہ و مثلثہ و مثناۃ تحتانیہ کہتے ہین۔ متاخرین کے نزدیک متحرک الف
کا نام ہمزہ ہے اور متقدمین کے نزدیک الف کیونکہ ہر ایک حرف کے نام کے پہلے جزو
اوسکا مسمے ہونا چاہیے اور الف ساکن حروف تہجی مین لام کے ہونے کے بعد لام
بوجہ اتحاد قلبی مرکب ہے جسکو لام الف پڑہتے ہین۔ عربی مین ہمزہ کی کوئی صورت
مقرر نہین فارسی مین کبھی یائی وحدت کی جگہ اور کبھی جس لفظ کے آخر ہائی مختفی
ہو اوسکے آخر تغیر اضافت سے آتا ہے جسکا بیان بالتفصیل تیسری و چوتھی
گل مین کیا جاویگا۔

دوسری گل کا بیان

اسمین حرکات و سکنات اور اقسام افعال کے اسماء کا بیان آتا

کلمہ حروف ہجا سے بنتا ہے اور کلمون سے عبارت چونکہ کلمون کی ترکیب مین حرکات
و سکنات کی ضرورت پڑتی ہے اسلئے اونکے بیان کی بھی ضرورت پڑی۔ عربی مین حرکات
فتح کسر ضم (یعنے حرکات ثلثہ) سکون وقف تنوین مد۔ تشدید۔ غنہ ہاین
اور انکے مدخول کو مفتوح۔ مکسور۔ مضموم۔ ساکن۔ مشدد۔ موقوف۔ منون ممدود
غنہ کہتے ہین۔ جیسا کہ گرد۔ مہر۔ نوش۔ گرم۔ مستور۔ گشت۔ ... آمدن۔ جنون
حرف موقوف ہمیشہ بعد حرف ساکن کے آتا ہے اور اوسپر کوئی حرکت نہین پڑہی جاتی
منون وہ لفظ ہے جسکے آخر نون ساکن غیر مکتوب پڑہا جاوے ممدودہ وہ الف

ہے جو لمبا پڑھا جاوے۔ غنہ وہ نون ہے جو حروف علت (یعنے واؤ الف یا) کے بعد واقع ہو اور زبان سے نہ پڑھا جاوے بلکہ ناک سے نکلے۔

کلمہ مستقل اپنے معنو پر دلالت کریگا۔ یا نہ اسکو حرف کہتے ہین پہلی قسم مین یا زمانہ ہوگا جسکو فعل کہتے ہین یا نہ جسکو اسم کہتے ہین۔ روابط کلام مثل و ر و غیرہ بہی قسم حروف سے ہین۔ ... مصدر دو قسم ہے۔ مفرد یعنے جسکے آخر مین دن یا تن ہوا سب فعل ... مشتق ہوتے ہین۔ جامد یعنے جو کسی مصدر سے ملکر مصدری معنے پیدا کرے ... کوئی فعل نہین نکلتا۔ فعل دو قسم پر ہے لازمی یعنے وہ فعل کہ فاعل ... مثلاً خفتن متعدی یعنے وہ فعل کہ مفعول تک ختم ہو جیسا ... فعل خواہ لازمی ہو یا متعدی باعتبار فاعل کے دو قسم پر ہے معروف جسکا فاعل معلوم ہو مجہول جسکا فاعل معلوم نہو فارسی مین ماضی کے پنج قسم ہین۔ مطلق۔ بعید۔ قریب۔ استمراری۔ مشکوک۔ حال و استقبال کا کوئی قسم نہین۔ ہر ایک فعل کے چھہ صیغے ہوتے ہین (واحد و جمع) غایب (واحد و جمع) حاضر (واحد و جمع) متکلم۔ فارسی مین تثنیہ کا کوئی صیغہ نہین جو صیغہ ایک سے زیادہ کے واسطے ہو اوسپر جمع کا اطلاق ہوتا ہے اور مذکر و مونث کے بہی فارسی مین تمیز نہین مصدر کے آخر سے نون گرانی اور دن گرا کر اوسکے آخر نون (دال) ... لری معروف اور لری (دم) موقوف اور میم ساکن۔ اور اہی تم علیحدہ علیحدہ لگانے سے ہر چہ صیغجات مذکور ماضی مطلق کے حاصل ہوتے ہین۔ ماضی قریب کیواسطے ماضی مطلق کے آخر ہای مختفی مع ہست ایزاد کرتے ہین۔ جیسا گفتہ ہست اور صیغہ واحد حاضر ہاے مختفی پر ہمزہ لگاتے ہین۔ اور ماضی مطلق کے اول می لگانے سے ماضی استمراری بنتی ہے۔ ماضی مطلق کے آخر ہاے مختفی مع باشد ملانے سے ماضی شکی پیدا ہوتی ہے لفظ خواہد ماضی مطلق پر بڑہانے سے مستقبل ہو جاتا ہے۔

مضارع حال و استقبال دونون کو شامل ہے صیغجات مضارع پر می بڑھانے سے
خاص معنے حال کے پیدا ہوتے ہین - امر کے دو قسم ہین مجرد جو تنہا سوا کسی اور لفظ
کے مستعمل ہو جیسا کن - اِسکے آخر جمع حاضر کے ضمیر لگانے سے صیغہ جمع حاصل ہوتا ہے
مدامی جو لفظ می سے ملکر مستعمل ہوتا ہے جمع اِسکی بسبب اشتراک صیغہ حال نہین
آتی صیغہ واحد اور جمع امر مجرد پہ میم مفتوحہ لگانے سے صیغہ نہی حاصل ہوتا ہے - ماضی
مطلق کے آخر ہای مختفی لگانے سے اسم مفعول بنتا ہے جیسا گفتہ و رفتہ ہای کو گ سے
بدلکر مع الف و نون جمع کا اوسکے آخر بڑھانے سے صیغہ جمع بنتا ہے جیسا گذشتہ و
گذشتگان ہین اور کبھی فقط ہا کے آخر الف زیادہ کرتے ہین جیسا گذشتہا ہین -
علامت نفی کی نون مفتوحہ ہے جیسا نکرد و نکردہ وغیرہ - اثبات وہ ہے جسمین
نون نفی نہو - صیغہ حال پارسی مین مستعمل ہوتا ہے عربی مین نہین - مضارع بالاتفاق
مشترک معنے حال و استقبال کو ہے - کسیکو حکم کرنیکو امر کہتے ہین کسیکو کام کے
ہٹانے سو نہی کہتے ہین -

تیسرے گل کا بیان

اِسمین حروف مفردہ و مرکبہ کے اقسام اور حروف کے تغیر و تبدل کا بیان ہے - الف
بارہ قسم ہے جنمین سے پانچ اقسام ابتداء الفاظ مین آتے ہین ممدودہ جو پڑھنے مین
دراز ہو دراصل یہہ دو الف ہوتے ہین پہلا متحرک دوم ساکن - جب بای زایدہ یا
نون نفی - یا میم نہی - ماضی - مضارع - امر نہی پہ داخل ہوتے ہین تو الف متحرک ہمیشہ
یا سے بدلجاتا ہے - مقصورہ وہ جو پڑھنے مین دراز نہو جیسا افگندن مین اور یہہ
بھی ہمیشہ وقت دخول بای زایدہ یا نون نفی یا میم نفی یا ر سے بدلجاتا ہے جیسا
بیفگندن مین - الف متحرک کبھی کبھی دال مہملہ متحرک سے بدل جاتا ہے جیسا بدان
و بدین مین - اور کبھی جب ابتداء مین ہو یا ر سے بدلتا ہے جیسا یکدشش ایز

ممدوده مقصوره بھی پڑھا جاتا ہے جیسے آچار رکا اچار ۔ الف وصل وه جو قبل کلمه دو
حرفی کے مفتوح واقع ہو اور مابعد اوسکا اپنے حال پر رہے ۔ جیسا برو ابرو اور ملی و
املی ہین اور جب ثلاثی یا رباعی یا خماسی کلمه پر داخل ہو تو حرکت مابعد اوسکے کی
نقل ہو کر اوسپر آجا دیگی جیسا اُشتر و اِشکم وغیره ہین ۔

اور تین اقسام وسط الفاظ مین آتے ہین ۔ الف رابطه یعنے وه جو ایک قسم کے دو فعلون
یا دو اسمونمین داخل ہو کر معنے با کے پیدا کرے جیسے دمادم و درواره وغیره ۔ الف دعا
و تمنا جیسا شواد مین ۔ الف عطف یہه بھی مثل رابطه کی ہے الا فرق یہه ہے که الف
عطف مختلف اقسام کے دو فعل یا دو اسم مین واقع ہوتا ہے اور واو عطف کا فایده دیتا
ہے جیسا شبا روز اور تگاپو ۔ اور چهه اقسام اخیر الفاظ مین واقع ہوتے ہین ۔ الف ندا
وه جو منادا کے بعد واقع ہوتا ہے جیسا دلا و جانا مین ۔ الف تحسین کلام وه جو
بے معنے فقط حسن کلام کیواسطے آوے مثال ع دلدار گفتا کیستی گفتم دعا گوی
شما ۔ الف مد صوت وه جو درازی صوت سے پڑھا جاوے اور معنے درد و غمناکی کے
پیدا کرے جیسا ع دریغا اے فلک با من چه کردی ۔ الف فاعلیت وه جو معنے
فاعل کے پیدا کرے جیسا گویا مین ۔ الف مبالغه جو معنے زیادتی کے پیدا کرے جیسا
خوشا و بسا مین الف مصدر جیسا فراخا و ژرفا مین **بای موحده تازی** یہه کبھی
فارسی بدلتی ہے جیسا تب و تپ اور کبھی واو سے جیسا خواو و خواب مین ۔ اسکے
تیره اقسام ہین جنمین سے گیاره ابتدای کلمه مین آتے ہین بای زاید جو بے معنے الفاظ
پر داخل ہو ۔ یہه چار قسم پر ہے ۔ اول وه جو افعال و مصادر پر داخل ہو اگر اول
افعال و مصادر کا مفتوح یا مکسور ہو تو یہه مکسور ہوگی اور اگر مضموم ہو تو مضموم دوم
وه جو اوس اسم پر مفتوحه داخل ہو جسکے بعد بد یا در ہو جیسا ع بدر یا در منافع
بے شمار ست ۔ سیوم وه جو تائی انتہا کے بعد اسم یا فعل کے اول با لفتح

داخل ہو جیسا از مشرق تا بمغرب - چہارم وہ جو بجز دجہت پر داخل ہے -
باے ظرف وہ جو بمعنے در ہوتی ہے جیسا بخانہ او رفتم -
باے علویت جو بمعنے بر آتی ہے جیسا - بروے او نگاہ کردم - باے مصاحبت و
جو فایدہ معنے ہمراہی کے دیتی ہے - چنانچہ بفلان رفتم - - باے قسمیہ جو معنے سوگند
مین آتی ہے جیسا کہ برب تو - باے علت جو معنے براے کا فایدہ دیتی ہے جیسا
بخاطر شما آمدم - باے تشبیہ وہ جو مُشبہ کے بعد مشبہ بہ پہ واقع ہو اور اوسسے
فایدہ حروف تشبیہ کا حاصل ہو جیسا ع آتش بسان دیو بندت ماند -
باے الصاق جو بمعنے از آتی ہے چنانچہ ع گنہ بیند و پردہ پوشد بحلم - باے
استعانت جو بمعنے مدد آتی ہے یہہ نظم مین کم اور نثر مین اکثر مستعمل ہے - چنانچہ
برب العباد موقع دعا مین اور سر فلان بہ تیغ بریدہ - باے قرابت جس سے معنے
نزدیکی کے نکلتے ہین ع کہ رستہ بہ یعقوبش فرستاد - باے مفعول جیسا زید بعمر
تیغ بخشید - اور دو قسم وسط کلمات مین آتے ہین - باے انتہائیہ وہ جو معنے
نا مختلف قسم کے دو اسمو نمین آتی ہے مثلاً ع ز مشرق بمغرب مہ و آفتاب
باے رابطہ وہ جو ایک قسم کے دو اسمو نمین آتی ہے - چنانچہ دست بدست - تاے
مثناۃ فوقانیہ اسکے چار اقسام ہین جنمین سے ایک اول کلمات مین آتا ہے -
تاے خطاب وہ جو ابتدا مین خطاب واحد حاضر کے لئے معنوم پڑہی جاتی ہے اور
چونکہ کوئی لفظ دو حرف سے کم نہین ہوتا اِسلئے اِسکے ساتھہ واو معدولہ ملاکر تو پڑہتے
ہین - لیکن جب اسکے آگے مفعول یا اضافی یا است مثبت فعل مضارع آوے ملتا ہے
تو واو معدولہ گر جاتی ہے - اور تین اقسام آخر کلمات مین آتے ہین - تاے
خطاب وہ جو بمعنے تو آخر اسما و افعال مین آتی ہے مثلاً رویت تاے مفعول
یعنے بمعنے ترا مثلاً شاہ اسپت بخشید - بمعنے خود مثلاً عمر این کتاب ببیرت را

گاہے یہہ دال مہملہ سے بہی بدلتی ہے مثلاً تو دو توذ وغیرہ مین -

تاے مثلثہ مخصوص بعربی ہے **جیم تازی** گاہے یہہ تاے مثناۃ زاے پارسی وعربی

شین معجمہ کاف پارسی سے بدل جایا کرتی ہے - مثلاً تارات وگرژ - وزژہ وکاشغ

آخشیگ کہ دراصل تاراج ورنج وزجہ وکاج وآخشیج تہا

جیم پارسی یہہ جب ابتدا مین مکسور واقع ہو تو اوسکے آخر ہاے مختفی لگاتے ہین اور وہ

آٹہہ قسم پر ہے - استفہام مثلاً چہ میکنی - استفہام نفی مثلاً فلان چہ میداند -

مساوات مثلاً ہمہ اشخاص در فنا ئند چہ شاہ وچہ گدا - تحقیر مثلاً فلان چہ قابل ست

تعظیم مثلاً عمر چہ بہادر است - تحسر یعنے درد جو موقع افسوس مین آتی ہے جیسا دریغا

انیلان با من چہ کردی - نہی مثلاً چہ غوغا میکنی - مبالغہ مثلاً چہ خوش وقتی است اور

جب وہ ابتدا مین مضموم واقع ہو تو واو معدولہ اوسکے آخر بڑہاتے ہین جس سے

معنے ادات شرط یا تشبیہ کا حاصل ہوتا ہے - کبہی اوسکے آخر مین نون غنہ لگاتے ہین مثلاً چون

اور کبہی واو حذف کرکے لفظ نان یا ین پیوند کرتے ہین - اور کبہی ان سب کے

اول لفظ ہم فصاحت کیوسطے آتا ہے - اور کبہی چہان کے بعد واسطے افادہ تمثیل کے

واسطے لفظ چہ زیادہ کرتے ہین جس سے فایدہ معنے غیر معین شی کا ہوتا ہے اور کبہی

اسکے بعد بہی لفظ این وآن بڑہاکر الف حذف کرکے چنین وچندان پڑہتے

ہین - اور کبہی چہ کے اول افادہ معنے فاعلیت کے لئے لفظ ہر اور زیادہ کرتے ہین

اور کبہی اثبات فعل موضوع کے لئے ہاے مختفی آخر چہ سے حذف کرکے لفظ است

ملاکر اور الف کو یا سے بدلکر چیست پڑہتے ہین - کبہی یہہ شین معجمہ یا جیم تازی

سے بدل جاتی ہے مثلاً کاشی وبشر جہر کہ دراصل کاچی وبشر جہر تہا - **حاے حطی** مخصوص

بعربی ہے **خاے معجمہ** جب ابتدا مین ہو تو کبہی ہاے ہوز سے بدلجاتی ہے جیسا

ہاک وخاک - اور جب آخر مین ہو تو گاہے غین معجمہ سے بدلتی ہے جیسے شیخ وشیغ

اور جب جیم ابتدا مین مفتوح واقع ہو اور بعد اوسکے الف یا نون واقع ہو تو کبہی بزاے ہوز بدل جاتا ہے ۱۲

اور جب وسط مصادر مین آوے تو صیغہات مضارع و امر و نہی مین دال معجمہ سے بدلتی ہے
جیسا سازد وغیرہ ۳ دال مہملہ یہہ صیغہ حال و مضارع کے آخر ساکن واقع ہوتی ہے کبھی
یہہ تاء مثناۃ فوقانیہ سے بدلتی ہے۔ مثلاً زلو وزات اور کبھی ذال معجمہ سے مثلاً آذر و آدر
ذال معجمہ اگر ماقبل اسکے کوئی حرف علت ساکن نہو تو اوسکو ذال پڑھتے ہین ورنہ
دال ہوا ہا مہملہ یہہ اکثر ہر حالت مین لام سے بدلا کرتی ہے مثلاً لوخ و الوند و جنال
زای معجمہ یہہ بعض وقت جیم تازی یا سین مہملہ یا غین معجمہ سے بدلا کرتی ہے جیسا
جوجہ و دیاس و گریغ سین مہملہ یہہ اکثر صیغہ مضارع و امر و حال و نہی مین ہا ہوز
یا واو یا نون یا ی سے بدلتا ہے مثلاً کاہد و جوید و بندد و بیارابد اور کہا ہے
جب وسط کلمات مین واقع ہو تو شین معجمہ سے بدلتا ہے جیسا فرستو فرشتہ
اور کبھی جب آخر مین ہو تو ج پارسی سے بدلتا ہے مثلاً خروس و خروچ شین معجمہ
یہہ اکثر صیغہات مذکورہ مین ر مہملہ سے بدلتا ہے مثلاً گذرد وغیرہ اور آخر سماء مین ج
تازی سے بدلتا ہے مثلاً کاش و کاج۔ اور یہہ تین قسم ہے ضمیر اضافت اور یہہ
دو قسم ہے متصل از مضاف اسمامین اپنے ماقبل کا مضاف الیہ ہوتا ہے مثلاً
دستش منفصل از مضاف اس حالت مین اسکا مضاف اسکے مابعد کا اگلا لفظ ہوتا
ہے۔ مثلا ع ناچار حشوش بود درمیان۔ ضمیر مفعول مثلا شاہ ایش بخشید
تیسرا مصدر جو صیغہ امر کے بعد آتا ہے مثلا نگارش ص ض ط ظ ع۔ مہملہ
مخصوص بعربی مین الا شاذ و نادر قلیل الاستعمال ہین مثلا طلبیدن و رقصیدن
مگر یہہ بہی اکثر تا و سین سے بدلے ہوئے ہوتے ہین مثلاً تتیغ و شست غین معجمہ
یہہ کاف پارسی اور قاف سے بدلتا ہے مثلا گلولہ و ایاق۔ اور کبھی آخر مین زاید
ہوتا ہے۔ مثلاً کیغ فا یہہ صیغہات مضارع و حال و امر و نہی مین ب تازی
سے بدلتی ہے مثلا یابد وغیرہ مین اور کبھی واو سے مثلا ... اور کبھی پ پارسی

بہی بدلتی ہے مثلاً پیل - **قاف** یہہ مخصوص بعربی ہے اگر کہین مستعمل ہے
تو اوسکا اصل غ معجمہ یا کاف پارسی ہوگا - **کاف تازی** یہہ نو اقسام پر ہے
جن مین سے چہہ اقسام اول کلمات مین جبکہ ابتدا، مین مکسور واقع ہوتی ہین
اسی حالت مین اِسکے آخر ہائے مختفی زیادہ کرتے ہین - بیان مثلاً زید کہ عمر درازدہ
بہادر ہست - علت مثلاً عمر رازدم کہ مفسد بود - استفہام یعنے کدامیہ مثلاً از عمر
و زید کہ بہادر ہست - استفہام نفی مثلاً ای پدر کوتاہ خردمند بہ کہ نادان بلند
مبالغہ یہہ واسطے صفت یا ہجو کے آتا ہے اور معنے بلکہ کے پیدا کرتا ہے مثلاً - مفاجات
مثلاً ع اگر مرغ کباب ست کہ با بال و پر آید - اِسکے بعد جب است آتا ہے تو بسقوط
ہائی مختفی الف است کو ہمی سے بدلکر کیست پڑہا جاتا ہے - اور ایسا ہے جب آخر لفظ الف
آوے تو ہائی مختفی حذف کیجاتی ہے - اور آخر مین جب آوی تو تین قسم ہے تصغیر
مثلاً دخترک - ترحم مثلاً پسرک - زاید یہہ اوس کلمہ کے بعد آتا ہے جسکے آخر واو
مثلاً زنوک لام - یہہ خصوصاً رمہلہ سے بدلتا ہے میم یہہ جب اول امر کے آوے
تو معنے نہی کے دیتی ہے - اور جب آخر اسماء مین آوے تو پنج قسم پر ہوگی ضمیر متکلم
جو صیغجات متکلم از منہ ثلاثہ کے بعد آتی ہے - اضافت بمعنے من یہہ اپنے ماقبل کے
مضاف الیہ ہوتی ہے مثلاً دستم بگیر منفصل از مضاف اسوقت یہہ اپنے مابعد کے
اگلے لفظ کے مضاف الیہ ہوتی ہے مثلاً ع خط معلوم بران حرف خطا کش مفعول
بمعنے مرا جیسا بر کار خیرم بدار - تعین تعداد یا فاعلیت یہہ بعد اسماء اعداد کے آتی ہے
اور ماقبل کو مفہوم کرتی ہے مثلاً یکم - اثبات فعل یہہ اسم کے بعد بمعنے ہستم آتی ہے
مثلاً بیمارم - **نون معجمہ** جب اول الفاظ مین مفتوحہ آوے تو معنے نفی کے پیدا
کرتا ہے اور ہائے مختفی - یا ی یا الف اوسکے آخر زیادہ کرتے ہین اور جب است
اوسکے آخر لگاتے ہین تو بسقوط ہائے مختفی الف است کو ہمی سے بدلکر نیست بکسر نون

پڑھتے ہین کیونکہ ہی کا ما قبل مکسور ہوتا ہے۔ جب یہ ابتدا مین لفظ کے واقع
واقع ہو تو تین قسم پر ہوگا متصل مثلاً نکرو۔ منفصل مثلاً نہ گردن کشا نزا آمد یعنی
اثبات مثلاً اے بھیا ترا بار بار منع نکردم کہ این کار مکن۔ اور جب آخر الفاظ مین آوے
تو دو قسم پر ہوگا اول غنہ جو بعد حروف علت کے آتا ہے لیکن کلمہ کے درمیان یہ فقط
الف کے بعد آتا ہے مثلاً چنان وچون وچنین نشانند۔ مصدر یہ دال مہملہ یا تے
مثناۃ فوقانیہ مفتوحہ کے بعد آتا ہے مثلاً آمدن ورفتن۔ واو۔ یہ بار تازی سے
بدلتی ہے مثلاً بنفشت۔ اور یہ سات قسم ہے معروف مثلاً مشہور مجہول مثلاً
کوشش قدما اکثر اسکو معروف پڑھتے ہین۔ عطف یہ دو اسم یا دو فعل مین واقع
ہوتی ہے مثلاً کتاب وکاغذ اور رفت وگفت۔ معدولہ یہ بعد تا ودال وجیم
پارسی کے آتی ہے مثلاً تو ودو وچو۔ تصغیر جو آخر اسما مین یعنے جزویت آتی
ہے مثلاً ع برمن نظرے بکنید اے پسرو۔ اشمام ضمہ یہ الف کے اول خا معجمہ
کے بعد آتی ہے مثلاً خواہد۔ زائد مثلاً ع دیا بارہ رستم جنگ جو۔ ہای ہوز
یہ دو قسم ہے اول ملفوظی جیسے شاہ مین دوم مختفی جیسے نامہ مین۔ اور یہ
چھہ قسم ہے۔ لیاقت مثلاً شاہانہ نسبت جیسے شاہنامہ۔ اسمیت یہ آخر
اسما مین بے معنی آتی ہے اور جزو کلمہ کی ہوتی ہے مثلاً لالہ۔ فعلیت یہ آخر افعال مین بے
معنی آتی ہے اور جزو کلمہ کی ہوتی ہے جیسے خندہ۔ مفعول جو آخر ماضی مطلق
کے آتی ہے جیسے آمدہ۔ فاعلیت مثلاً گوئندہ۔ جب یہ ذی روح اسما کے
آخر آوے تو اوسکے الف ونون سے جمع کرنیکے وقت یہ گ فارسی سے بدل
جاتی ہے مثلاً بندگان مین۔ اور غیر ذی روح کی آخر سے اوسکے ہا والف
جمع کرنیکے وقت ساقط ہو جاتی ہے۔ مثلاً جامہا اور اگر الف وت سے جمع
کرینگے تو جیم تازی سے بدل جاویگی مثلاً امیجات۔ کبھی یہ تنبیہ کلام کیواسطے

بھی آتی ہے جیسے ع بلند اخترت عالم افروختہ لا جسکو لام والف
پڑھا جاتا ہے عربی مین یہہ واسطے نفی کے آتا ہے مثلا لاتضرب ہمزہ عربی
مین اسکی کوئی صورت مقرر نہین پارسی مین یہہ ہمیشہ علیحدہ لکھا جاتا ہے اور جس
کلمہ کے آخر ہا ے مختفی ہو اوسپر یہہ بحالت اضافت واقع ہوتا ہے اور اوسکے تیرہ
قسم ہین بیانی مثلا خندۂ معشوق موصوفی مثلا جامۂ زرین تشبیہی مثلا جامۂ رضا
اور کبھی کبھی ساتھہ تغیر یائی وحدت یائے اثبات۔ یائی مصدر کے آتا ہے مثلا انبۂ
بدرخت بنیست او دیوانۂ او بندۂ کردر بندگی مقبولست۔ اور جن الفاظ کے آخر
ی معروف ہو اسیطرح جیسا کہ بیان ہوا بتغیر اضافت آتا ہے **یائی مثناۃ**
تحتانیہ اسکے انیس اقسام ہین۔ معروف مثلا ابیر مجہول مثلا بیش وحدت
مثلا امیرے۔ نسبت مثلا فلان پارسی ہست۔ مصدریہہ اکثر اسم فاعل ترکیبی
کے بعد آتی ہے مثلا دلجوئی۔ خطاب مثلا آمدی تنکیر مثلا کسی۔ فاعلیت مثلا
جنگی مصغر یہہ بمعنے آن آتی ہے اور ہمیشہ اسکے بعد کاف تغیر آتا ہے مثلا
ستایش مرد او یرا کہ تعریفش محالست۔ تعظیم مثلا فلان مردیست۔ لیاقت یہہ بعد
مصدر کے آتی ہے مثلا این کار کردنی ہست۔ متکلم مثلا مشفقی و مکرمی استمرار
یہہ بعد ماضی مطلق کے آتی ہے اور مجہول پڑہی جاتی ہے مثلا کردمے زاید
مثلا ع خدائیراست مسلم بزرگی والطاف۔ فاعلیت یہہ جس اسم کے آخر
ہا ے مختفی ہو او سکے بعد آتی ہے اور ہای مختفی گ پارسی سے بدلجاتی ہے
مثلا بندہ و بندگی صفتیہ یہہ اسم صفت کے بعد آتی ہے مثلا راستی متکلم مع الغیر یہہ میم
متکلم کے پہلے واقع ہوتی ہے مثلا کردیم اضافت یہہ جن الفاظ کے آخر الف یا واو
ساکن ہو او نکے بعد آتی ہے مثلا وفائے دوست دکوئے یار ندا مثلا الہی۔
بحث حروف مرکبہ تا یہہ بمعنے منصل آتا ہے مثلا عمر و بازید رفت **تا**

یہہ پنج معنو نکے واسطے آتا ہے انتہا یعنے مثلاً از الف تا یا - ابتدا یعنے مثلاً تا ختن تو در سینہ
مکان گرفت - زنہار یعنے آگاہی مثلا ز صاحب غرض تا سخن نشنوی علت
مثلا بیا تا درین شیوہ چالش کنیم - دعائیہ مثلا پروردگارا تا کہ ترا مثل یا و نہ
خا یہہ فایدن سے امر ہے - را یہہ پنج قسم پر ہے - یعنے مفعول جبکہ بعد اسم یا ضمیر واحد
متکلم کے واقع ہو مثلا فلان را و مرا - یعنے علت جبکہ کلمہ کہ یا چہ کے بعد واقع ہو مثلا کرا اگر
چرا یعنے برائے مثلا اے زید خدا را ببخش استعمال بتغیر اضافت مثلا آنرا ز دست دو مصلحت
بود - یعنے روی آن - یعنے استعلا مگر شاذ ہے مثلا میکند بر پا قیامت ہر صدائے پا مرا
یعنے بر من - زا یہہ امر ہے زایدن سے - لیکن جب اسم کے بعد واقع ہوتا ہے تو مفعول کے
معنے پیدا کرتا ہے - مثلاً ہندوستان زا - سین معرب چین ہے - شین زخم
نشین ہے - صاد نام سورۃ - ضاد جمع ضدع - عین بمعانی چشمہ و آنکھہ و گھٹنا و
انگور و اشرفی و آفتاب و مال ظاہر سے و نگاہ بان و جاسوس و پسندیدہ و شخص
و نقش مستعمل ہے - فا مترادف یا ہے - قاف ایک پہاڑ ہے جسکا طول مشرق سے
مغرب تک ہے - کاف کافتن کا امر ہے - نون مخفف کنون - ما علامت جمع - یا
تردید کے واسطے ہے

چوتھا گل

اسمین اضافت کی تقسیم اور قاعدہ مجہول بہ قلب کا بیان ہے

قاعدہ مجہول بہ قلب - جبکہ مضاف الیہ صفت اور مضاف موصوف ہو
اور مضاف الیہ مضاف پر مقدم ہو تو اضافت دونو نہین پڑہی جاویگی مثلا عالم
پناہ - **اضافت** چار قسم ہے - **بیانی** یعنے مضاف الیہ مضاف کا بیان ہو
اوسکی سات قسم ہے متکلم مثلا پسر من متکلم مع الغیر مثلا سلام ما مخاطب مثلا
پدر تو - مشار الیہ مثلا پدر او - استفہام یعنے مضاف الیہ کوئی اسم یا فعل

سوال آوے جیسے وقت خوردن است - تخصیصی مثلاً درخت انار - ورتیان
قانونِ اضافت یعنے اول لفظ کو دوسرے کی طرف نسبت کرنے سے مخاطب کو
فایدہ تام حاصل ہو مثلاً اسپ زید - جب مضاف الیہ یا صفت یا مشبہ کے بعد
مضاف یا موصوف یا مشبہ بہ آوے تو ہر دو موقوف پڑھے جاتے ہین - اگر
مضاف بہت ہون تو اضافت فقط اخیر مضاف پر کافی ہے اگر مضاف و مضاف
الیہ مین کوئی حقیقی ملابست ہو تو اوسکو اضافت حقیقی کہتے ہین مثلاً خانۂ زید اور
اگر صرف اعتباری ملابست ہو تو اوسکو اضافت مجازی کہتے ہین مثلاً سر ہوش
اگر مضاف کے آخر ہای مختفی ہو تو اوسپر ہمزہ لکھتے ہین **توصیفی** یہہ بہی سات قسم
ہے - مجرد مثلاً سخن درشت - نفی یعنے مضاف الیہ اسم فاعل منفی بے یا نا سے ہو
مثلاً مردم بے ہنر اور مصاحب نادان - بیان حال یعنے مضاف مرکب ہو موصوف
وصفت سے اور صفت مقدم ہو موصوف پر مثلاً یار شیرین گفتار - ترکیبی یعنے
مضاف الیہ اسم فاعل ترکیبی ہو - خواہ وہ مرکب اسم و امر ہو یا اسم اور اون
کلمات سے کہ جنسے معنے فاعلیت حاصل ہوتے ہین اور وہ مند و ور - گر - گین - ناک
گار ہین مثلاً معشوق دلجو و پسر سعادت مند وغیرہ تشبیہی یعنے اسم فاعل ترکیبی
تشبیہی واقع ہو مثلاً یار گلعذار - نفی ترکیبی یعنے مضاف الیہ اسم فاعل مرکب مع
کلمہ نا واقع ہو مثلاً پسر ناسعادت مند - موصوفی صفات یعنے موصوف یا مضاف
کے بعد دو یا کئی صفتین ہون اسمین پہلی ہی صفت پر کسرہ کافی ہوتی ہے مثلاً صاحب
مشفق مہربان والا جاہ **تشبیہی** یعنے مشبہ بہ کے بعد مشبہ واقع ہو اور مشبہ بہ
پر کسرہ پڑھی جاوے مثلاً بحرِ علم **استعارہ** یعنے مستعار الیہ کے مستعار منہ آوے
اور مستعار الیہ پر کسرہ پڑھی جاوے اور اسی کسرہ کو اضافت استعارہ کہتے ہین مثلاً
کمند رجحان -

پانچوان گل

اِسمین امالہ و ترخیم اور اسمار وغیرہ کے قواعد متفرق کا بیان ہے

امالہ حروف علت کے تبدیل کو کہتے ہین۔ **ترخیم** کسی حرف کا گرانا اول یا آخر کلمہ سے ضرورت شعری یا قافیہ کی واسطے۔ مثلاً **شعر** تبارک نگہدار بالا و شیب خداوند دیوان روز حسیب۔ شیب مین ترخیم اور حسیب مین امالہ ہے کہ اصل مین نشیب اور حساب تہا۔ **قواعد متفرق** ۔ کل اسم پارسی مین آٹھ ہین **اسم ذات** جسکا جسم ہو۔ مثلاً خشم۔ **اسم صفت** یعنے جسم مع روح مثلاً حیوان و دواب وغیرہ **اسمای اعداد** مثلاً ایک سے ہزار تک اور دن رات و ماہ و سال **اسم جمع** یعنے وہ اسم کہ واحد اور جمع دونونکا حکم رکہتے ہین مثلاً مردم و فوج و عالم۔ **اسم جنس** یعنے وہ اسم کہ قلیل و کثیر پر اوسکا اطلاق ہو سکے اور متحرک بالارادہ ہو مثلاً قلم و کاغذ **اسم ظرف** یعنے برتنونکے نام اور مجازاً یعنے حوصلہ بہی آتا ہے اور یہہ چہ قسم ہے۔ اوسکے آخر دان آتا ہے مثلاً قلمدان۔ یا کدہ مثلاً میکدہ یا ستان مثلاً گلستان۔ یا زار مثلاً گلزار یا گاہ مثلاً خوابگاہ یا خانہ مثلاً فیلخانہ **اسم مصدر** یہہ دو قسم ہے اصلی مثلاً آمدن۔ ترکیبی۔ یہہ ماضی اور لفظ آر یا امر اور شش سے مرکب ہوتا ہے مثلاً گفتار اور دانش اور قسم دوم کو حاصل بالمصدر کہتے ہین **اسم فاعل** یہ بہی دو قسم ہے اصلی یہہ مشتق مصدر سے ہوتا ہے مثلاً کنندہ۔ ترکیبی یہہ اسم و امر یا اسم و گار یا اسم و گر یا اسم و مند یا اسم اور دیا اسم و گین یا اسم و ناک یا اسم و بان سے مرکب ہوتا ہے مثلاً دستگیر و خدمتگار دستگر و دولتمند و تاجور و خشمگین و خشمناک و فیلبان لفظ ور کے واو کبہی ساکن بہی پڑہتے ہین مثلاً مزدور **ایجاز** یعنے حذف کرنا جزو کلمہ کا ضرورت شعری یا فصاحت کیواسطے مثلاً ماہ کا مہ

گلزار دوسرا اسمین ۶ گل ہین

کلام خواہ نظم ہو یا نثر۔ حسن ذاتی ہوگی یا حسن صفاتی۔ حسن ذاتی وہ جو امداد
نہیں سے تعلق رکھے اور حسن صفاتی وہ کہ علم سے تعلق رکھے

پہلا گل

اسمین صنایع لفظی کا بیان ہے۔ **صنایع لفظی** یہہ سولہ اقسام پر ہین **تجنیس تام**
یعنے ایک فقرہ یا شعر مین دو لفظ جو کہ عدد کتابت اور پڑہنے مین متفق اور معنے مین
مختلف ہون آوین اور یہہ دو قسم ہے۔ منفصل مثلاً **شعر** اگر یکسر موی بر تنہ برم فرق
تیغلے بود ز دیرم۔ متصل مثلاً **ع**۔ مارا بر کنار جوے جوی **تجنیس ناقص** یعنے
وہ دو لفظ جو کتابت مین متفق اور تلفظ اور معنے مین مختلف ہون مثلاً حَسنت و حُسنت
اور یہہ بھی ہر دو اقسام یعنے متصل و منفصل مین آتا ہے **تجنیس مرکب** یعنے دو
الفاظ متجانس مین سے ایک مرکب اور ایک مفرد ہو اور کتابت و تلفظ مین متفق ہون
اور معنے مین مختلف مثلاً بازار و بازار **تجنیس زاید** مثلاً حال اور محال مین
تجنیس مکرر یا مزدوج یعنے دو لفظ متجانس مین سے کسی مین ایک یا دو حرف ابتدا
مین زاید ہون مثلاً گلزار اور زار **تجنیس مطرف** یعنے حروف اخیر متجانسین
مختلف ہون مثلاً یار اور باد **تجنیس خطی** مثلاً تاخت اور باخت **ترصیع** یعنے
کسی فقرہ یا شعر مین چند لفظ ایسے ہون کہ ہموزن و متفق الروے ہون مثلاً
کلم سخت کبست و بدبخت جلیست **شعر** زشعرم خامہ را شکر زبان کن۔ ز عطرم نامہ
را عنبر فشان کن۔ **سجع** یہہ تین قسم پر ہے۔ **متوازی** یعنے دو یا زیادہ لفظ
نظم یا نثر مین ایسے ہون کہ وزن اور تعداد حروف اور روی مین متفق ہون مثلاً
گوی باختہ و اسپ تاختہ۔ **مطرف** یعنے آخر فقرجات مین دو حرف متفق الروی
ہاوین مثلاً زید را کرم بسیار است و ہنر بیشمار **متوازن** یعنے کل شعر یا فقرہ
متفق الوزن اور اعداد حروف مین مساوی اور مختلف الروی ہو۔ یہہ صنعت اشعار

مین اکثر آتی ہے اور اوس شعر کو موازنہ کہتے ہین مثلاً شعر مثنا ہے کہ رخش اورا نفرت
بود دلیل اشتا ہیکہ تیغ اورا دولت بود فسان - **مقلوب** یہہ سب سے عمدہ ہے
اور یہہ چار قسم ہے - مقلوب بعض مثل نگاہ وگناہ - مقلوب کل مثل گنج اور جنگ
مقلوب مجنح یہہ بہی مثل مقلوب کل ہے الا فرق یہہ ہے کہ ایک لفظ ایک مصرع مین
آتا ہے اور دوسرا مصرع دوم مین مثلاً شعر رام گردد نگار من با من * بنبود ہمیشہ
اگر آن مار - **مقلوب** مستوی یعنے سیدہا پڑہنے اور اولٹی طرف سے پڑہنے سے
کچہہ فرق نہ آوے مثلاً مرا دوے دارم وبرا ایدیارب **اشتقاق** یعنے دو زیادہ
الفاظ ایک مصدر عربی یا پارسی سے نظم یا نثر مین آوین مثلاً **ع** کہ طفلست او چو
بیند ترسد ازان ترسم - **رد العجز علی الصدر - تنبیہ** اصطلاح شعرا مین مصرع
اول کے پہلے لفظ کو صدر اور اخیر کو عروض اور مصرع دوم کے پہلے لفظ کو مطلع اور اخیر
کو ضرب یا عجز اور ہر دو کے متوسط الفاظ کو حشو کہتے ہین - اور اسکے کئی قسم ہین جنہین
سے چند ذکر کئے جاتے ہین اونمین سے ایک رد العجز علی الصدر ہے یعنے جو لفظ کہ صدر بیت
مین ہو وہی بعینہ عجز مین مذکور ہو مثلاً شعر محیط ہست علم ملک بر بسیط - قیاس تو
برو سے نگرد محیط - دوم جو لفظ کہ عروض مین ہو وہی ابتدا مین مذکور ہو مثلاً شعر
نگہدار مارا از راہ خطا * خطا در گذار و صوابم نما * سوم جو لفظ کہ پہلے حشو مین ہو
مذکور ہو مثلاً شعر کریما بدہ دادمن از فلک * چو مردان ترا ہرچہ بایست داد -
سیاقۃ الاعداد مرتب یعنے ایک سے دس تک یا کم اسسے یا اسکے
برعکس اسماے اعداد باترتیب نظم یا نثر مین آوین - مثلاً شعر یگانہ کرد و کون
دو سہ روح و چہار طباع و جو پنج حس و شش ارکان تابع انداوراہا اور شعر و بارہ سبع تا
ہشت بہشت و ہفت اختر از شش جہت این نامہ نوشت - اور اگر مقدم و موخر
بیان کئے جاوین تو غیر مرتب ہوگی **ذو قافیتین** یعنے نظم کے ہر ایک آخر

مصرع مین الگ الگ ایکدوسرے کے بعد دو قافیہ آوین مثلاً قصیدہ اے ازکرم
توشدہ درجہان خبر ؎ افگندہ از سیاست توآسمان سپر - آٹھ **مردّف** یعنے شعر
مین سوا دو لفظ قافیہ کے باقی کل ردیف ہوون مثلاً شعر من ورغم ہجر ودل بدیدار تو
خوش ؎ - تن ورغم آنٹھ **توشیح** یعنے نظم مین ہر ایک مصرع یا بیت کے
اول ایسے حروف لائے جاوین کہ اگر کل کو جمع کیا جاوے تو اوسے نام ممدوح کا نکلے
ان ابیات کو موشح کہتے ہین -

دوسرا گل

اسمین صنایع معنویکا بیان ہے **صنایع معنوی** یہہ ۳۶ اقسام ہین - **لف ونشر**
اسکے تین قسم ہین - مرتب مثلاً عمر شمشیر وخنجر زید را برید و درید - معکوس الترتیب مثلاً
دہن وزلف وقد معشوق من الف ولام ومیم است - غیر مرتب مثلاً شعر افروختن و
سوختن وجامہ دریدن - پروانہ زمن شمع زمن گل زمن آموخت - **متضاد** مثلاً
ع پناہ بلندی وپستی توئی - **اعنات** یا لزوم مالایلزم یعنے آرایش کلام کے
واسطے کسی حرف کا التزام کرنا مثلاً آدم اور قدم کا اس شعر مین - قدم باید اندر
طریقت نہ دم - کہ اصلی ندارد دم بے قدم **تضمین المزدوج** یعنے نظم یا نثر مین حدود
قوافی کے بعد دو یا زیادہ الفاظ زدوج آوین مثلاً فلان عادت گزیدہ وسیرت
پسندیدہ دارد - **حسن المطلع** یعنے اول بیت قصیدہ مین الفاظ لطیف اور نیک
شگون لائے جاوین - **حسن التخلص** یعنے شاعر ابتدا قصیدہ کسے اور ذکر
پر شروع کرکے آخر مین مدح ممدوح کی شروع کرے اور نشست الفاظ اور لطافت
معنے مین کچھہ خلل نہ آوے مثلاً شعر گر گلستان بباد خزان زرد شد رواست - بادیکہ
سرخ باشد روے خدایگان - **حسن المقطع** یعنے دو بیت اخیر قصیدہ مثل حسن
المطلع کے ہوون - **حسن الطلب** یعنے شاعر ممدوح سے کوئی شی کسی اچھی طرز سے

طلب کرے اعادت النظیر یعنے شاعر کسی ایک لفظ کے رعایت کے
لیئے اوسکے لوازمات بھی اوس شعر مین لاوے۔ موجہ یعنے شاعر ممدوح کے ایک صفت
بد اوسکی کسی نیک صفت سے تشبیہ دیکر بیان کرے مثلا شعر آن کند تیغ تو بجان
عدو ٭ کہ کند جود تو بکان گہر ٭ محتمل الضدین یا ذوجہتین یعنے مفہوم شعر مدح
و ذم ہر دو کو شامل ہو مثلا شعر ایخواجہ ضیا شود ز روے تو ظلم ٭ با طلعت تو بہشت
نماید ماتم ٭ تاکید المدح بما یشبہ الذم یعنے سیاق مصرع اول سے معلوم
ہو کہ دوسرے مین مذمت ہے لیکن اوسمین تاکید مدح ہو مثلا شعر ہے بغیر تو نکند
دوستان لیکن — بہ بے نظیرے تو دشمنان کنند اقرار۔ ایہام یعنے نظم یا
نثر مین ایک لفظ دو معنے قریب اور بعید والا آوے اور اوسجگہ بعید مراد ہو
مثلا شعر ما ہم این ہفتہ شد از شہر و بچشم سالیست ٭ حال ہجران تو چہ دانے کہ چہ
مشکل حالیست۔ تنسیق الصفات یعنے نظم یا نثر مین ایک شی کی
صفتون سے بیان ہو مثلا۔ فلان راست گفتار پسندیدہ اطوار آلخ ست اور
شعر جہانگیر شاہ ہے عدو بند شیرے ٭ صف آراے گردے سپہ کش سوارے دلیر
اعتراض الکلام یعنے مبتدا و خبر مین جملہ معترضہ واقع کرنا اسکے تین قسم
ہین۔ حشو قبیح یعنے ایک مصرع یا فقرہ مین دو لفظ مرادف بے ضرورت آجاویں
مثلا ع درزیر ہست تو ہاست و ستتر۔ حشو متوسط یعنے لانا اوسکا اچھا ہو
نہ برا مثلا ع زہجر روے تو اید لرزہ بر اندام تن۔ حشو ملیح یعنے اوسکے لانے سے
کلام اور معنی کی زیادہ ہو مثلا شعر خیالات تیغت کہ بہ ندہ یاد ٭ منازل در
ارواح اعدا اگرفتہ ٭ متلون یعنے ایک بیت کئی وزنون پر پڑہا جاوے مثلا
اسے بت سنگین دل ذہین لقا اسکے دو وزن یعنے فاعلاتن فاعلن دوبار اور
مفتعلن فاعلن دوبار۔ ارسال المثل یعنے شعر مین کوئی مثل لائی جاوے

شہر بند ہوئے نقش معاش تو سنگ شہر استخوان سگان کند ارسال المثل یعنے شعر مین دو مثالین لائی جاوین۔ مثلاً شعر تو بوچہ قدر دارد اندر میان بحر گوہر چہ قدر دارد اندر ضمیر کان۔ تجاہل عارف یعنے شاعر دیدہ و دانستہ ناوانی ظاہر کرے مثلاً ع زمین ہست این ندانم یا سپہر ست۔ سوال و جواب یعنے ایک مصرع یا بیت یا دو بیتون مین سوال و جواب ہو مثلاً شعر گفتم کہ مرا جو فرما اے ماہ مہربان تو گفتم کہ ماہ بوسہ کراد رجعت ان وہد تو مسمط یعنے قصیدہ یا غزل کے ہر ایک شعر مین تین مسجع اور چہارم قافیہ اصل قصیدہ کا ہو مثلاً شعر بہ لعل غلطان زبیقش بر گل دوانده غنده قشش و ز عنبر افشان زر وفش بر خاک ور ثریا تو مقطع یعنے شعر کا ہر ایک حرف علیحدہ علیحدہ ہو مثلاً ع زار وزر زردم زروئے آن ع او آزاد دردو زرد دارد وزار۔ معما یعنے وہ کلام موزون جسکی دلالت اور اشارات حرفی اور لفظی سے کوئی چیز غیر مذکور مفہوم ہو مثلاً شعر بہ تقلیب بتر دیف و بہ تجنیس تو زر و سلاے خواہم صد شیر تی۔ اس سے بوسہ مفہوم ہوگا لغز یا چیستان یہ بھی ایک قسم معما کا ہے تضمین یعنے شاعر کسی غیر کے مصرع یا شعر کو اپنے اشعار مین داخل کرے۔ اگر وہ مشہور ہو تو اشارہ کرنا اور نہ کرنا دونون جائز ہین اور اگر غیر مشہور ہو اور پھر شاعر اشارہ نہ کرے تو اسکا نام سرقہ ہے اغراق یعنے خواہش کرنی کسی شی کی جو عقلاً ممکن اور عادتاً محال ہو۔ اور یہہ قسم مبالغہ کا ہے مثلاً شعر مارا بکام خویش بد بید دلش گسیختت تو دشمن کہ ہیچگاہ مبادا بکام ما تو جمع و تفریق و تقسیم اسکے چہہ اقسام ہین جمع یعنے چند اشیا کو ایک صفت مین جمع کرنا مثلاً شعر۔ آسمان بر تو عاشق ہست چو ما تو لاجرم ہمچو ماش نیست قرار تفریق یعنے ایک نوع کی دو چیزون مین فرق کرنا مثلاً شعر دست ترا بابر کہ بارد شبیہ کی کاین بدرہ بدرہ میدہد و قطرہ قطرہ آن تقسیم یعنے اول کئی اشیا یا ایک شی کی

اجزا ربنا کر کے پھر ہر ایک جزو کو اوس شی سے نسبت کرنی **جمع با لتفریق**
یعنے اول چند اشیا کو ایک حکم مین جمع کرکے پھر اونمین فرق کرنا مثلاً **شعر** جامۂ
خصمت چو جا ست رفیع ٭ آن تو تخت و آن خصمت دار ٭ **جمع با لتقسیم** یعنے اول
چند اشیا کو ایک حکم مین جمع کرکے پھر ہر ایک کو کسی شی سے نسبت کرنی مثلا
شعر بے تو چو شمع کردہ ام خندہ و گریہ کار خود ٭ خندہ بروز دل کنم گریہ بروزگار خود
جمع با لتفریق و التقسیم مثلاً **قطعہ** ہمچو چشم تو نگرست لبش ٭ این با ب آن بلولوی شہوار
آب این تیرہ آب آن روشن ٭ آن گہ گریہ آن گہ گفتار ۔ **تقسیم** یعنے کسی
بیت یا مصرع مین چند الفاظ مبہم بیان کرکے دوسرے بیت یا مصرع مین انکی
تقسیم کرنی مثلا **قطعہ** یا بہ بندد یا گشاید یا ستاند یا دہد ۔ تا جہان باقی بود مر شاہ
شاہ را این یادگار ٭ آنچہ بستاند ولایت آنچہ بدہد خواستہ ٭ آنچہ بندد پای دشمن آنچہ
بگشاید حصار ۔ **استدراک یا مدح بما یشبہ الذم** یعنے سیاق مصرع اول
ہجو پہلو دار ہو اور دوسرے مین مدح ہو مثلا **شعر** اثر میر نخواہم کہ بماند بجہان ٭ میر
میر نخواہم کہ بماند بجہان ۔ **کلام جامع** یعنے اشعار مین حکمت و نصیحت و شکایت
زمانہ سب کچھ ہو ۔ **ابداع** یعنے شعر مین غریب الفاظ نئے معنے والے آجاوین
تعجب یعنے شعر مین تعجب کی باتین ہون **حسن التعلیل** یعنے شعر مین کسی شی
کی صفت کا سبب بیان ہو مثلا **شعر** ز بحر آنکہ میگرید ابر بے سببے ٭ ہمین بخندد
برابر لالہ و گلزار ۔ **تشبیب یا غزل** یعنے وہ اشعار جنمین کہ معشوق کی صفات
اور اپنے عشق کا حال بیان ہو ۔ **ترجیع** یعنے شاعر دو یا تین اشعار اپنے کے
بعد اوسی قافیہ اور وزن پہ مثلاً کسی اور کا شعر لاوے **عکس** یعنے ایک مصرع
کہنا کہ اگر اوسکی ترتیب بدلجاوے تو اوسکا دوسرا مصرع بنجاوے مثلا **شعر**
ذوق جہان ندارد بیدوست زندگانی ٭ بیدوست زندگانی ذوق جہان ندارد

گلزار بتیسرا اسمین دو گل ہین

پہلا گل

اسمین شعر اور اوسکے ابتدا ہونے اور نظم کے اقسام کا بیان ہے

شعر لغت مین اسکے معنے جاننا ہے اور اصطلاح مین کلام موزون مقفےٰ بامعنے کو کہتے ہین۔ اول ماہی اول شعر بہرام گور نے کہا۔ اور پہلا مداح رودکی ہے شعر نو قسم ہے **قصیدہ** اسکے پہلے بیت کے ہر دو مصرع مین قافیہ ہوتا ہے اور یہہ ۲۵ اشعار سے کم اور ایک سو ستر سے زیادہ نہین ہوتا **غزل** اسکے بہی پہلے بیت کے ہر دو مصرع مین قافیہ ہوتا ہے اور یہہ ۵ شعر سے کم ۵ اسی زیادہ نہین ہوتے اسمین ذکر عشق و کہا و غمزہ کا ہوتا ہے **قطعہ**۔ اسمین ہر بیت کے اخیر مصرع پر قافیہ کا لحاظ ہوتا ہے یہہ دو سے کم ایک سو ستر سے زیادہ نہین ہوتا **مثنوی** اسمین ہر شعر کا ہر ایک مصرع مقفےٰ ہوتا ہے اور اسکی تعداد مقرر نہین اور یہہ بحور متقارب مثمن رمل مسدس ہزج مسدس سریع مسدس سے آتی ہے۔ **رباعی** اسکے فقط دو بیت ہوتے ہین اور بحر ہزج سے آتی ہے۔ **مربع**۔ وہ ہے کہ شاعر پہلے ایک بند چار مصرع کا متحد القافیہ جو مختلف اللفظ والمعنے ہو کہے اور پھر آخر بند مین قافیہ پہلے بند کا لاوے **مخمس** وہ کہ شاعر ایک بند ۵ مصرع کا مانند مربع کی کہے **مسدس** یعنے پہلے ایک بند چار مصرع کا متفق الوزن والقافیہ کہا جاوے اور پھر ایک شعر کسی اور وزن اور قافیہ پر اوسکے بعد آوے **ترجیع بند** یعنے پہلے سات بیت بطور مثنوی کے کہے جاوین اور پھر اوسکے بعد ایک شعر مختلف الوزن والقافیہ آوے **شاعر** اصطلاح مین وہ ہے جو ایسی کلام ارادۃً کہے اور علم عروض بہی جانتا ہو۔

دوسرا گل

اسمین علم عروض کا بیان ہے۔ واضع اسکا خلیل بن احمد ہے۔ شعر کے وزن کرنیکو

تقطیع کہتے ہین - شعر کو موزون یعنے وزن کیا گیا اور علم عروض کو میزان کہتے ہین
ملفوظ غیر مکتوبہ وہ الفاظ ہین کہ بغیر لکھے کے پڑہے جاوین اور وہ الف
ممدودہ حروف مشدد واو اور یا جو اشباع ضمہ اور کسرہ سے پیدا ہوتی ہین **مکتوبہ غیر
ملفوظ** یہ وہ الفاظ ہین کہ پڑہے جاتے اور تقطیع مین نہ آوین اور وہ مفصلہ ذیل ہین
واو اشمام ضمہ الف وصل یعنے وہ جو دو کلمون نے تلفظ آوے - واو بیان ضمہ ہای
مختفی بغیر ہمزہ کے جبکہ درمیان مصرع کے واقع ہو اور گاہے اخیر مین بہی - نون غنہ
جبکہ درمیان مصرع کے ہو - ہای مختفی بے ہمزہ جب تقطیع مین داخل ہو تو الف
لکہی جاویگی - جب دو ساکن درمیان مصرع کے جمع ہون تو تقطیع مین دوم متحرک
محسوب ہوگا - جب تین ساکن جمع ہون تو دوم متحرک اور سوم ساقط ہوگا اور
بوقت جمع ہونے آخر مصرع کے سقوط سوم ہی کافی ہے - **تقطیع** یعنے برابر کرنا بحث
کے اجزا ارکان افاعیل کی جزؤن سے اسطرح کہ متحرک کے مقابل متحرک اور ساکن کے مقابل
ساکن ہو - اسمین لحاظ ضمہ و کسرہ و فتحہ کا نہین ہوتا - ارکان کو افاعیل و تفاعیل اور
اصول بہی کہتے ہین - اصطلاح مین رکن اول مصرع اول کو **صدر** اور آخر کو **عروض**
اور رکن اول ثانی کو **ابتداء** اور آخر کو **ضرب** اور ہر دو کے مابین کو **حشو** کہتے ہین
میزان وہ شعر بحری ہے جس سے کہ شعر کا وزن کیا جاوے - جن ارکان
مین بحور آتی ہین کل آٹھ ہین - **فعولن فاعلن مستفعلن
مفاعیلن فاعلاتن مفاعلتن متفاعلن مفعولات**
ہر ایک ان مین سے تین چیزون سے مرکب ہے **وتد** یہہ دو قسم ہے مجموع یا مفروق
یعنے وہ کلمہ سہ حرفی کہ دو متحرک کے بعد ساکن آوے مفروق وہ کلمہ سہ حرفی
کہ دو متحرک کے درمیان ساکن ہووے **سبب** یہہ بہی دو قسم ہے خفیف وہ کلمہ
دو حرفی کہ جسکا پہلا حرف متحرک اور دوم ساکن ہو - ثقیل وہ کلمہ دو حرفی کہ جسکا پہلا

حرف ساکن ہو۔ **فاصلہ** اسکو بہی دو قسم ہین صغرےٰ وہ کلمہ چار حرفی کہ تین حروف متحرک کے بعد ساکن آوے کبرےٰ وہ کلمہ پنج حرفی کہ چار حروف متحرک کے بعد ساکن ہووے۔ شعر حرف اوتاد اور اسباب سے بن سکتا ہے اور فقط فواصل سے نہین۔ پارسی مین اکثر ہ افاعیل مستعمل ہین **مفاعیلن فاعلاتن مستفعلن فعولن مفعولات**۔ تغیر ارکان کو **زحاف** کہتے ہین ہر آٹھہ ارکان کیواسطے کئے زحاف ہوتے ہین لیکن اسجگہ مستعملہ ارکان کے زحاف ذکر کئے جاتے ہین **مفاعیلن** کیواسطے بارہ اور **فاعلاتن** کے دس اور **مستفعلن** کے دس او **فعولن** کے ستا **مفعولات** کے نو زحاف ہین جو جدول مفصلہ ذیل سے بخوبی واضح ہونگے۔

اسمائے زحافات	مفاعیلن	فاعلاتن	مستفعلن	فعولن	مفعولات
تسبیغ	سبب خفیف دوم میں الف زیادہ کرنا۔ مفاعیلان ہوا	سبب خفیف دوم میں الف زیادہ کرنا۔ فاعلاتان ہوا اسکی جگہ فاعلیان آتا ہے	•	ایضاً فعولان ہوا	•
قبض	حرف ساکن سبب خفیف اول کا گرانا مفاعلن ہوا۔	•	•	ایضاً فعولُ رہا	•
کف	حرف ساکن سبب خفیف دوم کا گرانا مفاعیلُ ہوا	ایضاً۔ فاعلاتُ رہا	•	•	•
خرم	حرف متحرک اول وتد مقرون کا گرانا فاعیلن ہوا اسکی جگہ مفعولن آتا ہے	•	•	•	•
خرب	اجتماع کف وخرم فاعیلُ ہوا اسکی جگہ مفعولُ آتا ہے	•	•	•	•
شتر	اجتماع خرم وقبض				
حذف	گرانا سبب خفیف کا گرانا۔ مفاعی رہا اسکی جگہ فعولن آتا ہے	ایضاً۔ فاعلا رہا اسکی جگہ فاعلن آتا ہے	•	ایضاً سبب خفیف دوم فعو رہا اسکی جگہ فعل آتا ہے	•

قصر	حرف ساکن سبب خفیف معدوم کو گرا کر اوسکی ماقبل کو ساکن کرنا مفاعیل رہا	ایضاً فاعلات شد رہا اسکی جگہ فاعلان آتا ہے	•	ایضاً بے قید دوم فعول رہا	•
شتم	اجتماع قبض و حذف مفاعیلن رہا اسکی جگہ فعول آتا ہے	•	•	•	•
خب	حروف ہر دو سبب خفیف کا گرانا مفا رہا اسکی جگہ فعل آتا ہے	•	•	•	•
زلل	اجتماع خرم و قبض و حذف فلع رہا	•	• •	•	•
بتر	اجتماع خرم و خب - فاع رہا اسکی جگہ فع آتا ہے	•	•	وتد مجموع کا گرانا لن رہا اسکی جگہ فع آتا ہے	•
خبن	•	حرف ساکن سبب خفیف اول کا گرانا فعلاتن رہا	ایضاً متفعلن رہا اسکی جگہ مفاعلن آتا ہے	•	ایضاً مفولات رہا اسکی جگہ مفاعیل آتا ہے
شکل	•	حرف ساکن سبب خفیف اول و دوم کا گرانا فعلات رہا	حرف ساکن سبب خفیف اول اور وتد مقرون کا گرانا متفعل رہا اسکی جگہ مفاعل	•	•
قطع	•	حروف سبب خفیف اور وتد مقرون کو گرا کر اوسکی ماقبل کو ساکن کرنا فاعل رہا اسکی جگہ فعلن آتا ہے	حرف ساکن وتد مجموع کو گرا کر اوسکی ماقبل کو ساکن کرنا متفعل رہا۔ اسکی جگہ مفعولن آتا ہے	•	•
تشعیث	•	حرف متحرک دوم وتد مجموع کا گرانا فاعاتن رہا اسکی جگہ مفعولن آتا ہے	•	•	•
جحف	•	حروف سبب خفیف اول اور وتد مجموع کو گرانا تن رہا اسکی جگہ فع آتا ہے		•	•
ربع	•	اجتماع خبن و حذف او حرف ساکن وتد مجموع کو گرا کر اوسکی ماقبل کو ساکن کرنا	•	•	• •
اذاله	•	•	حرف ساکن کے اول وتد مجموع میں الف زیادہ کرنا متفعلان ہوا	•	•
حذذ	•	•	حروف وتد مقرون کا گرانا متفع رہا اسکی جگہ فعلن	•	•

نحر	.	.	.	.	ہر دو سبب خفیف اور ساکن وتد مفروق کو گرانا
طے	.	.	حرف ساکن سبب خفیف دوم کا گرانا مستفعلن رہا اسکی جگہ مفتعلن آتا ہے	.	ایضاً مفعلاتُ رہا اسکی جگہ فاعلاتُ آتا ہے
خلع	.	.	اجتماع خبن و قطع مستفعلن سے متفعل رہا اسکی جگہ فعولن آتا ہے	.	.
خبل	.	.	اجتماع خبن و طے متعلن رہا اسکی جگہ فعلاتن آتا ہے	.	ایضاً معلاتُ رہا اسکی جگہ فعلاتُ آتا ہے
ترفیل	.	.	وتد مجموع کے آخر سبب خفیف بڑھانا مستفعلاتن [illegible] اسکی جگہ مستفعلاتن آتا ہے	.	.
رفع	.	.	سبب خفیف اول کا گرانا تفعلن رہا اسکی جگہ فاعلن آتا ہے	.	ایضاً عولاتُ رہا اسکی جگہ مفعولُ آتا ہے
وقف	.	.	.	.	تائے مفعولاتُ کا ساکن کرنا مفعولاتْ رہا
کشف	.	.	.	.	حرف ساکن وتد مفروق کا گرانا مفعولا رہا اسکی جگہ مفعولن آتا ہے
صلم	.	.	.	.	وتد مفروق کا گرانا مفعو رہا ۔ اسکی جگہ فعلن آتا ہے
جدع	.	.	.	.	ہر دو سبب خفیف گرا کر تائے مفعولات کو ساکن کرنا لاتْ رہا اسکی جگہ فاع
ثلم	.	.	.	حرف متحرک اول وتد مجموع گرانا عولن رہا ۔ اسکی جگہ فعْلن آتا ہے	.
ثرم	.	.	.	متحرک اول وتد مجموع اور ساکن سبب خفیف کا گرانا ۔ عولُ رہا ۔ اسکی جگہ فعْلُ آتا ہے	.

افاعیل مذکورۃ الصدر کے تکرار سے ۱۹ بحور مفصلہ ذیل حاصل ہوتی ہیں طویل ۔ مدید ۔ بسیط ۔ وافر ۔ کامل ۔ ہزج ۔ رجز ۔ رمل ۔ منسرح ۔ مضارع ۔ مقتضب

مجتث - سریع - جدید - قریب - خفیف - مشاکل - متدارک
متقارب زحافات مذکورہ سے ہر ایک رکن کے واسطے کئی فروعات پیدا ہوتے ہین اور یہ فروعات بحور مذکورہ مین راہ یاب ہوتی ہین - چنانچہ مفاعیلن کے سولہ اور فاعلاتن کے چودہ اور مستفعلن کے ستائیس - اور فعولن کے آٹھ اور مفعولات کے چودہ فروع ہین - جو کہ جدول ذیل سے بخوبی آشکار ہونگے -

اس نقشہ مین اسمائے فروعات افاعیل اور نام اون بحور کی کہ جنمین وہ راہ یاب ہوے ہین درج ہین

اسمائے فروعات	مفاعیلن	فاعلاتن	مستفعلن	فعولن	مفعولات	نام اون بحور کے جنمین فروعات راہ یاب ہوے ہین	اسمائے فروعات	مفاعیلن	فاعلاتن	مستفعلن	فعولن	مفعولات	نام اون بحور کے جنمین فروع راہ یاب ہوئی
مسبغ	مفاعیلان	فاعلیان	.	فعولان	.	طویل - مدید - ہزج - رمل - مضارع - مجتث - متقارب	اثرم	.	.	.	فعل	.	طویل - متقارب
مقبوض	مفاعلن	.	.	فعول	.	طویل - ہزج - مضارع - متقارب	موقوف	.	.	.	.	مفعولان	منسرح - مقتضب - سریع
مکفوف	مفاعیل	فاعلات	.	.	.	طویل - مدید - ہزج - رمل - مضارع - مجتث - خفیف	مکسوف	.	.	.	.	مفعولن	ایضاً
اخرم	مفعولن	.	.	.	.	ہزج - مضارع	اصلم	.	.	.	.	فعلن	ایضاً
اخرب	مفعول	.	.	.	.	ایضاً	مجدوع	.	.	.	.	فاع	ایضاً
اشتر	فاعلن	.	.	.	.	ایضاً	منحور	.	.	.	.	فع	ایضاً
محذوف	فعولن	فاعلن	.	فعل	.	طویل - مدید - ہزج - رمل - مجتث - متقارب - خفیف	مقصور مسبغ	مفاعلان	.	.	.	.	.
مقصور	مفاعیل	فاعلات	.	فعول	.	رمل - متقارب - ہزج	اخرم مسبغ	مفعولان	.	.	.	.	.
اہتم	فعول	.	.	.	.	ہزج - مضارع	اشتر مسبغ	فاعلان	.	.	.	.	.
مجبوب	فعل	.	.	.	.	ایضاً	محذوف مسبغ	مفولان	.	.	.	.	.
ازل	فاع	.	.	.	.	ایضاً	مجبوب مسبغ	.	فعلیان	.	.	.	.
ابتر	فع	.	.	فع	.	ہزج - رمل - مضارع - مجتث - خفیف - متقارب	مخبون مقصور	.	فعلان	.	.	.	.
مقطوع	.	فعلاتن	مفعولن	.	.	مدید - بسیط - کامل - رجز - رمل - مجتث - سریع - خفیف - متدارک	مقطوع مسبغ	.	فعلاتان	.	.	.	.
مخبون	.	فعلاتن	مفاعلن	.	مفاعیل	رجز - رمل - منسرح - مقتضب - سریع - متدارک	مجحوف مسبغ	.	فاع	.	.	.	.
مشکول	.	فعلات	مفاعیل	.	.	مدید - رمل - مجتث - خفیف	مخبون مذال	.	.	مفاعلان	.	.	.

شعث	•	مفعولن	-	•	•	مدید۔ رمل۔ مجتث۔ خفیف	محذوذ محذوف	•	•	فع	•	•	•
مربوع	•	فعِل	•	•	•	رمل۔ مضارع	مطوی مذال	•	•	مفتعلان	•	•	•
مجحوف	•	فع	•	•	•	رمل	مخبون مرفل	•	•	مفاعلاتن	•	•	•
مذال	•	•	مستفعلان	•	•	بسیط۔ کامل۔ رجز۔ منسرح۔ مقتضب۔ سریع۔ متدارک	مطوی مرفل	•	•	مستفعلاتن	•	•	•
مخذوذ	•	•	فعلان	•	•	کامل۔ رجز۔ متدارک	مرفوع مذال	•	•	فاعلان	•	•	•
مطوی	•	•	مفتعلن	•	فاعلاتُ	رجز۔ منسرح۔ مقتضب۔ سریع	اثلم مسبغ	•	•	•	فعلان	•	•
مخلع	•	•	فعولن	•	•	رجز	مخبون موقوف	•	•	•	•	مفاعیل	•
مجبول	•	•	فعَلتن	•	فعِلاتُ	منسرح	مطوی مکسوف	•	•	•	•	فاعلن	•
مرفل	•	•	مستفعلاتن	•	•		مخبون مکسوف	•	•	•	•	فعولن	•
مرفوع	•	•	فاعلن	•	مفعولُ	رجز۔ منسرح	مطوی موقوف	•	•	•	•	فاعلاتُ	•
اثلم	•	•	•	فعْلن	•	طویل۔ متقارب	مجبول موقوف	•	•	•	•	فعِلاتُ	•

مثمن وہ ہے کہ شعر مین آٹھ دفعہ آوے مسدس وہ کہ چھہ دفعہ آوے مربع وہ کہ چار دفعہ واقع ہو۔ جدول مفصلہ ذیل سے واضح ہو گا کہ افاعیل مذکورہ بحور مذکور مین کتنی دفعہ کے تکرار سے واقع ہوتے ہین۔ پوشیدہ نرہے کہ جو بحر فقط ایک اصول کے تکرار سے پیدا ہو اوسکو بسیط کہتے ہین اور جو زیادہ کے تکرار سے بنے اوسکو مرکب۔

اسمائے بحور	افاعیل	اسمائے بحور	افاعیل
طویل	(فعولن - مفاعیلن) ۴ بار یعنے مثمن	مجتث	(مستفعلن - فاعلاتن) ۴ بار یعنے مثمن
مدید	(فاعلاتن - فاعلن) ۴ بار "	سریع	مستفعلن دو بار - مفعولات ایک بار ۳ مسدس
بسیط	(مستفعلن - فاعلن) "	خفیف	فاعلاتن مستفعلن - فاعلاتن - مسدس
وافر	مفاعلتن - چار و شش و ہشت بار یعنے	متقارب	فعولن ہشت و شش بار - یعنے مثمن و مسدس

کامل	متفاعلن چار و ہشت بار یعنی مربع و مثمن	متدارک	فاعلن ہشت و شش بار - یعنی مثمن و مسدس
ہزج	مفاعیلن - ۔۔ و شش بار یعنی مسدس	قریب	مفاعیلن دو بار - فاعلاتن یکبار مسدس
رمل	فاعلاتن - ۔۔ ۔۔	جدید	(فاعلاتن مستفعلن) دو بار - مربع
منسرح	(مستفعلن مفعولات) ۴ بار یعنی مثمن	مشاکل	فاعلاتن یکبار - مفاعیلن دو بار - مسدس
مضارع	(مفاعیلن فاعلاتن) چار بار یعنی مربع	رجز	مستفعلن ہشت و شش و چار یعنی مثمن و مسدس و مربع
مقتضب	(مفعولات مستفعلن) چار و دو بار مثمن و مربع	۰	مفعولات مستفعلن و مستفعلن دو دفعہ یعنی مسدس

امثلہ بحور ذیل مین درج ہین

بحر طویل سالم مرکب (فعولن مفاعیلن) چار دفعہ - چہ گویم نگارا رہیا کہ با من چہا کردی - **بحر مدید سالم** (فاعلاتن فاعلن) چار بار - بیوفا یار اگہی یا دگنوری بکن **بحر بسیط سالم** چون غار و خس روز و شب افتادہ ام در رہت **بحر وافر سالم بسیط** - اول مربع بدی چہ کنی بجاے کسی - دوم مسدس - خوشا سحرے کہ آہ منت کند اثرے - سوم مثمن - بیا بنشین مے بیرم من از غم تو بصد الم **بحر کامل سالم بسیط** اول مربع بلغ العلے بکمالہ - دوم مثمن بصنوبر قد و گلشنش اگہے ایصبا گذری کنی - یہہ پنج بحور مذکورہ پارسی مین کم مستعمل ہین اسلئے اونکو بالتفصیل نہین لکہا گیا - **بحر ہزج بسیط** - مثمن سالم مفاعیلن آٹہہ دفعہ - اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مثمن مسبغ (مفاعیلن سہ بار مفاعیلان) دو دفعہ - زہے رویت بخوبی گل دہانت غنچہ خندان - مثمن مقبوض - مفاعلن آٹہہ دفعہ - دلم بربود و نشد از غمت غمت ز دل نشد - مقبوض مسبغ (مفاعلن سہ بار مفاعلان) دو بار - مثمن اشتر - فاعلن مفاعیلن - چار دفعہ - سرو من مے بنشین خانہ را گلستان کن - مثمن اخرب مفعول مفاعیلن - چار دفعہ در کنہ جلال تو عقل و دل و جان حیران مسدس سالم اے غزال مشک بوے من - مسدس مقصور (مفاعیلن دو بار مفاعیل) دو بار

خم زلف دوتایم - مسدس محذوف (مفاعیلن دوبار فعولن) دوبا - جفا و جور از
بسیار دیدم - مربع سالم - خوشا وقتیکہ بخرامی - مربع اخرب (مفعول مفاعیلن) دو دفعہ
این غنچہ خندان کو - ساتواں بحر رمل بسیط مثمن سالم - ہر کسی دامن کشان در
پائے گل با گلعذاری - مثمن مسبغ - فاعلاتن تین بار (فاعلیان) دوبا - تا بکی گریم
بزوری ہمچو ابر نوبہار را - مثمن مخبون فعلاتن آٹھ دفعہ شکرت راشدہ ریحان سیہ
مو مرتب - مثمن مقصور (فاعلاتن تین بار فاعلان) دو دفعہ - روز ما را ساخت چون
شب تیرہ آن ماہ از فراق - مثمن محذوف (فاعلاتن تین بار فاعلن) دو دفعہ
گر بدانی قیمت یکتار موئے خویش را - مثمن مخبون مقصور (فاعلاتن فعلاتن فعلاتن
فعلان) دو دفعہ - چارہ ہجر تو سازم با وصال دگران - مثمن مخبون مسبغ (فاعلاتن
فعلاتن فعلاتن فعلیان) دو دفعہ روزگاریست کہ در خاطرم آشوب فلانست
مثمن مشکول - فعلات فاعلاتن چار دفعہ - پہر او ناز نیما بکرشمہ گاہ گاہے - مسدس
سالم - فاعلاتن ۶ دفعہ - ای نگارین رنگی دلبر زال ما - مسدس مقصور (فاعلاتن فاعلاتن
فاعلان) دو دفعہ - باز بوئے گل مرا دیوانہ کرد - مسدس محذوف (فاعلاتن فاعلاتن
فاعلن) دو دفعہ - ماندہ ام از یار دور و زندہ ام - مسدس مخبون مقصور (فاعلاتن
فعلاتن فعلان) دو دفعہ - آنچہ رخسار و چہ زلف و چہ لب است - مربع سالم - فاعلاتن چار
چشم و ندارم کہ گاہے - مربع مخبون فعلاتن چار دفعہ - دل من ہیچ تیر زد آٹھواں
بحر منسرح مرکب مثمن مطوی موقوف (مفتعلن فاعلات) چار با - غارت عشقت سرکا
رفت دل از ما ببرد - مسدس مطوی (مفتعلن فاعلات مفتعلن) دو دفعہ شاہ جہان
ماہ و تا زمانہ بود - نواں بحر مضارع مرکب مثمن اخرب (مفعول فاعلاتن)
چار بار - ابر بہار گریان وین چشم خونفشان ہم - دسواں بحر مقتضب مرکب
مثمن مطوی (فاعلات مفتعلن) چار دفعہ بگذر ای نسیم صبا صبحدم بطرف چمن - مربع مطوی

(فاعلات مفتعلن) دودفعہ۔ نیست چو تو سرو چمن۔ اور (فاعلات مستفعلن) دودفعہ
گر شراب گلگون بود گیارہواں بحر مجتث مرکب۔ مثمن مخبون (مفاعلن فعلاتن)
چار دفعہ۔ ز روی ور میسر نظر بروی تو مارا۔ مثمن مخبون مسبغ (مفاعلن فعلاتن مفاعلن
فعلیان) دودفعہ۔ دلم کہ سوختۂ عشقت چراغ جان بیست آن۔ مثمن مخبون مقصور
(مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان) مکرر از ان گہے کہ دل من بسوی یار من آبار ہوان
بحر سریع مرکب مسدس مطوی موقوف (مفتعلن مفتعلن فاعلات) دودفعہ۔ با تو مرا
سوختن اندر عذاب۔ بہتر [illegible] تیرہواں بحر خفیف مرکب مسدس مخبون۔ (فاعلاتن
مفاعلن فعلاتن) دوبار۔ ایکہ [illegible] ز من [illegible]۔ مسدس مخبون مقصور (فاعلاتن
مفاعلن فعلان) دوبار۔ ماہ [illegible] بجوی من مشتاب چودہواں بحر متقارب بسیط
مثمن سالم۔ فعولن آٹھ دفعہ۔ ز بتا ہد بہ ستی نشانی ندارد۔ مثمن مسبغ (فعولن سہ بار فعول)
دودفعہ۔ زہی ابرویت قبلۂ پاک دینان۔ مثمن مقصور۔ (فعولن سہ بار فعول) دوبار۔ دلم
حق وفائی نداشت۔ مثمن محذوف۔ (فعولن سہ بار فعل) دودفعہ۔ چکا کاک گرز دستانیا
زہ۔ مثمن اثلم (فعلن فعولن) [illegible] آشوب [illegible] شوخ جہانی۔ مسدس سالم (فعولن) چہ دفعہ۔ زدرد جدائی خیالم
مسدس محذوف (فعولن فعولن فعل) دودفعہ۔ چو زلفت فشاند صبا۔ پندرہواں بحر متدارک
بسیط مثمن سالم فاعلن آٹھ دفعہ۔ ای سمن سینہ از تیرہ شب قمر۔ مثمن مخبون۔ فعلن آٹھ دفعہ
بمارخ و جانان سہ با۔ مثمن مقطوع۔ فعلن آٹھ دفعہ۔ تا کے ما را در غم داری۔ بحر قریب اور جدید
ہر دو پیچھے وضع ہوئی ہین کسی استاد کا شعر ان بحور مین نہین آیا اسلئے انکا ذکر نہین کیا جاتا [illegible]
بحر رجز بسیط مثمن سالم مستفعلن [illegible] دفعہ۔ ای زندگانی بخش من لعل شکر گفتار تو۔ مثمن مذال
(مستفعلن سہ بار مستفعلان) دوبار۔ یارب چہ شد کان ترک من ترک جفا کردہ است۔ مثمن مطوی (مفتعلن
آٹھ دفعہ۔ تا تو چو آئینہ دلا ما ہمہ یکدیگر نگی۔ مثمن مطوی مذال (مفتعلن سہ بار مفتعلان) دوبار۔ مسدس سالم
مستفعلن چھہ دفعہ۔ اے ہر گزم نا رفتہ از پیش نظر۔ مسدس مطوی (مفتعلن) چھ دفعہ۔ نیست

چوتھا گلزار اسمین تین گل ہین

پہلا گل اسمین تشبیہ کا بیان ہے **تشبیہ** اسمین چار چیزین ضرور ہوتی ہین مشبہ مشبہ بہ وجہ
تشبیہ ادوات تشبیہ ہین سے کوئی ایک خفا اور مفصلہ ذیل ہین - چون - چو - مثل - مثال - ہمچو - مانند -
سان - گوئی - ہنداری - ہمچون - بانند - تائی - رنگ - سا وغیرہ - تشبیہ دو قسم ہے - **مثمر** مثلا
زید شیر ست اگر شیر مقل وار **تسویت** یعنے مشبہ متعدد اور مشبہ بہ تنہا ہو -
دوسرا گل اسمین استعارہ کا بیان ہے **استعارہ** یعنے لازم معنو کسی لفظ کے جبکہ کوئی قرینہ دال
اسکے اصلی معنے ہونے پر اسکی حقیقی و مجازی معنوں مین علاقہ تشبیہ ہوتا ہے مشبہ بہ کو مستعار منہ
اور اسکے لفظ کو استعارہ اور مشبہ کو مستعار لہ اور وجہ تشبیہ کو وجہ جامع کہتے ہین - استعارہ کے ایک
طرف جانبین سے ضرور حذف ہوتی ہے اور اوسکے لوازم وہان ذکر کیے جاتے ہین -
تیسرا گل اسمین قافیہ و ردیف کا بیان ہے **قافیہ** وہ الفاظ مختلفہ ہین کہ آخر ہر بیت مین بغیر تکرار الگ
الگ آوین **ردیف** وہ الفاظ جو مختلف اللفظ والمعنی آخر بیت کے آوین - جب کسی شعر مین ردیف
آوے تو اسمین قافیہ ضرور ہوگا اور برعکس نہین - روی اصل قافیہ ہے اسکے سوا قافیہ نہین ہوتا اور روی
آگے پیچھے چار چار حرف ہوتے ہین وہ چار کہ آگے ہوتے ہین یہ ہین - **تاسیس** یعنی وہ الف کہ روی سے اور اوس
ایک حرف متحرک واسطہ ہو - جیسا کہ الف یادر اور رفادر کا - اسکا تکرار مستحسن ہے **دخیل** یعنے وہ حرف
کہ درمیان تاسیس روی کے ہو - اسکا تکرار بھی مستحسن ہے **ردف** یعنے وہ حرف علت کہ اسکی
ماقبل کی حرکت موافق اوسکے ہو اور روی سے پہلی بیفاصلہ واقع ہو - اسکے دو قسم ہین - یا اسمین ملفوظ ہوگا
جیسا کہ الف واو یا نشان و زلو چنین مین - انکو ردف اصلی کہتے ہین اور یہہ ۶ حرف ہین خ ر
س ش ف ن - مثلا تاخت و کارد و کاست و کاشت و تافت و راند **قید** یعنے وہ حرف ساکن سوا
روف کے جو بیفاصلہ روی سے اول آوین - یہہ ۱۲ ہین - ب ح خ ر ز س ش غ ف ن و ہ ی
مثلا صبر - تخت - درد - بزم - بست - گشت - مغز - جفت - بند - نہر - زیتون - بہا - اسکی رعایت قوافی مین
واجب ہے - اور روی کے چار کہ روی کے بعد آتے ہین یہہ ہین **وصل** وہ حروف کہ روی سے ملے ہوئے
ہون - یہہ و ہ ی ہین - ہائے کنایہ - ہ - ی - حروف جمع - حروف اضافت - حروف مصدر -

فایض المعانی

مولفہ حافظ عمر دراز فایض عفی عنہ

سنہ ۱۸۷۷ء

مطبع پنجابی لاہور میں چھپی

فائض المعانی

مؤلفہ

حافظ عمر دراز فایض عفی عنہ

در ۱۸۷۵ء

در مطبع پنجابی لاہور باہتمام منشی محمد عظیم مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یارب فایض سرگردانِ وادیِ محبت و کوچہ گردِ شہرِ الفت کو زبان دی کہ تیری حمد مین جادو سرائی کرے اور دلکو ذوق بادۂ یگانگی سی بے اختیار کر کہ زبان کے ساتھ ہمنوائی کرے مین کون ہون کہ تیری مدح کی دعوی مین ہرزہ سرائی کرون اور اپنی اکہو مرداس سید انکا تصور کرون فصیح العرب و العجم امی لقب ہاشمی نسب مورد وحی رب فخر اولین رسول رب العالمین حضرت محمد مصطفی علیہ التحیۃ والثنا تیری حمد سے معترف بعجز ہین **بیت** بہیج ای رب ہمیشہ درود و سلام + برگزیدہ نبی پر اپنی مدام + اور اونکی آل و اصحاب پر کہ نجوم آسمان ہدایت ہین

گزارش مدعا

بندہ محمد عمر المعروف بحافظ عمر دراز المتخلص فایض عفا اللہ عنہ

اہل فن کی خدمت میں التماس کرتا ہی کہ فصاحت و بلاغت ایسا عزیز و شریف فن ہے کہ جبتک انسان اس سے واقف نہین ہوتا زبان کی خوبی اور کلام کی خوش اسلوبی سی لذت نہین اوٹہاتا اور یہہ نہین جانتا کہ یہہ لفظ کسو اسطی استعمال کیا گیا اور اسمین کیا فایدہ تھا اگر اسکی جگہ کوئی اور لفظ ہوتا تو کیا خوبی نکلتی اور کونسا کلام زیادہ تر موثر ہوتا ہی اور کونسا دلچسپ ایجاز اچھا ہی یا اطناب جملہ معترضہ سی کیا فایدہ ہے حشو کسکو کہتی ہین غرض اس فن کی طرف ہر ایک اہل زبان کو توجہ کرنا ضروری اور لابدی ہے کیونکہ انسان دواب پر جو فضیلت رکہتا ہی تو محض نطق اور کلام کی سبب ورنہ اسقدر تمیز تو حیوان مین بہی ہے کہ بہوک کی وقت کہانا تلاش کر لیتا ہی نیند کا غلبہ ہوتا ہی تو سو رہتا ہی شہوت کا غلبہ ہوتا ہی تو جماع کر لیتا ہی انسان کو ایزد باری نے اشرف المخلوقات اسی جہت سے بنایا ہی کہ وہ علاوہ عقل و تمیز کے ناطق بہی ہے لیکن ظاہر مین دیکہا جاتا ہی کہ نطق بہی ہر ایک انسان کا یکسان نہین ایک آدمی ایسا ہی کہ جب وہ بات کرتا ہی تو اوسکا کلام سامع کے دل پر نہایت اثر کر جاتا ہی اور ایک مخلوق کے دلونکو ادہر کا اودہر کر دیتا ہے

ایسی شخص کا نطق ایک زمانہ کو اوسکا مطیع بنا دیتا ہی اور ایک شخص ایسا ہی کہ
اوسکا کلام محض بے اثر ہوتا ہی بلکہ کان بہرے لوگ سنتی بہی نہین اور اوسکی صحبت
سے متنفر ہو جاتی ہین اس سے معلوم ہوتا ہی کہ انسان کے شرف اور امتیاز کا باعث
سب حیوانون پر اوسکا نطق ہے اور اوسکا فصیح ہونا اپنے غیر فصیح ہمجنسون پر اوسے
شرف دیتا ہے پس جسقدر انسان زیادہ تر فصاحت و بلاغت کے ساتھہ کلام
کریگا اوسیقدر اپنے ہمجنسون مین معزز و ممتاز ہوگا اور اسکی امتیاز کو وہی نسبت
ہوگی جو انسان کو حیوان سے شرف و فضیلت کے باب مین ہے اور یہہ خاص شرف
جبلی نہین بلکہ کسبی ہے تجربہ سے ثابت ہے کہ صحبت یافتہ اور جہاندیدہ آدمی ناخواندہ
کی نسبت بہت فصیح ہوتا ہی اور عالم جاہل کی نسبت زیادہ بلیغ قواعد
فصاحت و بلاغت سے واقف ہونا اور پہر اونکو استعمال مین لانا کند طبیعون کو
ذکی بنا دیتا ہی اور ذکی طبیعت والون کے ذہن کو جلا دیتا ہی اور مین کہتا ہون
کہ اردو زبان مین باوجودیکہ وہ آجکل بوجود شعرای ہند سے معراج پر ہے
اور ہر ایک صوبہ کا سررشتہ تعلیم اوسکی ترقی و رواج مین ہمہ تن مصروف ہے
اور حکام وقت بہی اسکو نہایت پسند کرتے ہین اس علم کی کوئی کتاب نہین

اور فارسی مین سوای رسالہ موہبت عظمی و عطیہ کبری کے جو سراج الدین علیخان
آرزو کی تصنیفات سی ہین اور کوئی کتاب اس باب مین نظر نہین آئی اور مین یہہ نہین کہتا کہ
مین تمام زمانہ کی کتابون پر حاوی ہوگیا ہون یا غیب دان ہون لیکن جہانتک مجھی
کوشش کی کوئی کتاب کامل نہ پائی پس غرض یہ ہے کہ اگر اس زمانہ مین بھی یہہ علم
مروج ہو جاوے تو بیشک اہل مذاق کو پسند آئیگی اس کتاب کو کمال کوشش اور
عرق ریزی سے مرتب کیا گو قواعد سب نہین عربیون کے ہین لیکن تلاش امثلہ ہندیہ اور
اوسکو قواعد کے ساتھ مطابق کرنا مین میری سعی ابدالوصف ہے اہل فن کی خدمت
مین گذارش ہے کہ مجھی یکتائی کا دعوی نہین البتہ یہہ کہتا ہون کہ اس علم کی کوئی
کتاب جو اردو مین ہو میری مطالعہ مین نہین آئی میری اس تحریر سی غرض یہہ ہے
کہ اہل کمال اگر کوئی نقص پائین تو نکتہ چینی نکرین بلکہ اصلاح فرمائین اور علت غائی
اس خامہ فرسائی سے یہہ ہے کہ مین نرہونگا اور یہہ نقوش پریشان صفحہ ہستی پہ
یادگار رہینگے شاید کوئی صاحب درد انہین دیکھکر مجھی یاد کرے اور دعا خاتمہ بالخیر
میری حق مین زبان پہ لائے نام اس کتاب کا **فایض المعانی** ہے اور تاریخ
تالیف ۱۳۱۲ ہجری ہے اور ۱۸۹۴ عیسوی علی صاحبہا التحیۃ والسلام - اب اصل

مدعا بیان کیا جاتا ہی **مقدمہ** کلام فصیح وہ کلام ہی جو تنافر
حروف اور غرابت اور مخالفت قیاس لغوی اور عیوب ترکیب سے مبرا ہو **تنافر**
حروف یہہ ہے کہ کلام مین ایسے حروف جمع ہو جائین کہ اونکا تلفظ طبع سلیم پر دشوار ہو
اور یہہ امر متعلق مذاق ہے یعنی طبیعت اوس سے خود بخود متنفر ہو جاتی ہے ظاہر مین اسکا
بیان کرنا ممکن نہین اگر یہہ کہا جای کہ اجتماع حروف یک جنس سے کلام ثقیل ہو جاتا ہی مثلا
حکیم مومن خان دہلوی کا شعر **بیت** یادون ترے بیمر دیکھیہ سنبھل کر کہنا ؏ جو دل ہی شیشہ
دل سنگ ستم سی بسکی ؏ تو یہہ محض بے اعتبار ہی البتہ ہم یہہ کہہ سکتی ہین کہ انتقال
ایک مخرج سی دوسرے مخرج کی طرف خواہ بعید ہو خواہ قریب بعض اوقات موجب
ثقل کا ہوتا ہی **غرابت** یہہ ہے کہ کلمہ غیر مانوس الاستعمال کلام مین واقع ہو
اور استعمال سے زباندانان ہند کا استعمال مراد ہی بعض اہل فن کا قول ہے کہ کلام
مین ایسا لفظ مذکور ہو کہ اکثر اہل زبان اوس سے ناواقف ہون چنانچہ بعض شعرای
ہند قصاید طویلہ مین رعایت قوافی سی ایسے الفاظ استعمال مین لاتے ہین جیسا کہ
؎ ایک خورشید لقا طرفہ جوان رشق تاب رخسار فلق سرخی رخسار شفق
کر ہی دو ٹکڑے ہی جگر کھینچ کے ابرو تلوار باندھکر کھینچ لی دل نے لٹ سلسل کی دہق

ارشق فلق دہق اسمین ایسی الفاظ ہین کہ اکثر اہل زبان انسے نا واقف ہین علی
ہذا القیاس حدق جمع حدقہ یعنی مردمک چشم اور الیق صیغہ تفضیل اور عمعق
ایک شاعر عرب کا ادیق جسکی معنی ہین مہر یہ سب الفاظ اسی قصیدہ مین ہین
جسکے دو تین شعر مثال مین لکھی گئی **مخالفت قیاس لغوی اور**
عیوب ترکیب واضح ہو کہ اردو زبان کئی ایک بولیون سے مرکب ہے ہن بانکا
رکن اعظم فارسی ہے یعنی جسقدر فارسی اسمین مخلوط ہی اور کوئی زبان نہین پس ترکیب
نحوی اور فصاحت و بلاغت مین ہندی فارسی کی تابع ہی مگر بعض قواعد مین
جسکو ہم تصرف اہل زبان سے تعبیر کرتے ہین پس جو الفاظ اور تراکیب فارسی زبان مین
متروک اور غیر فصیح ہونگی اردو مین بہی نا محمود ہونگے۔ میری اس بیان سے معلوم
ہو گیا کہ اہل ہند کو اپنی تقریر و تحریر مین تین باتونکا خیال رکہنا چاہئے ایک اپنی
زبان کے قواعد کا دوسرے فارسی زبان کے ضوابط کا تیسری ایسی تراکیب کا جو فارسی
مین درست ہون اور اپنی زبان مین قبیح و نا زیبا ہون چنانچہ عبد اللہ خان مہر
لکہنوی کا شعر ؎ کسی چہلی کے گہنگرو دست رنگین مین نظر کرلی * جسی ہو تے
کی گچہی دیکہنی ہون شاخ مرجان مین * دست رنگین اہل مذاق کے نزدیک علی الخصوص

اسموقع پر قبیح ہے نظر کردن فارسی کا مرکب مصدر ہے جسکے مضارع کا ترجمہ یہان
اس نہج سی واقع ہوا ہی کہ اہل طبع سلیم اس سے خواہ مخواہ تنفر ہین بمقام مقتضی اس
بات کا ہی کہ دیکھیے لکھا جاے و نظر کر لی خلاف روزمرہ ہے کیونکہ کوئی زبان دان نہین کہتا
مینی زید کو نظر کر لیا یا زید مجھی نظر کرتا ہی ع کسی حیلے گھنگرو دیکھیے دست نگار میں
مین ✤ ہوتا تو خوب تہا اسکا نام عیب ترکیب ہے اور مختص بزبان ہندی مخالفت
قیاس لغوی یہہ ہے کہ خلاف ضابطہ فارسی یا ہندی کوئی لفظ اپنی کلام مین
وارد کیا جاے فارسی الفاظ کا بیان اس فن کی کتابون مین مفصل مرقوم ہی صرف بیان
ہندی کا بیان کیا جاتا ہے سو یہہ کئی قسم ہے ایک **زیادت** یعنی کلمہ مین
رعایت وزن شعر کی لحاظ سی کوئی حرف زیادہ کرنا جو معنو نہین کچھ دخل رکھتا
ہو چنانچہ ادہر کا ایدہر نا لینا اور وہان کا وہین ع اوجا والے شخص تک
ایدہر بہی دیکھنا ✤ یہان بہی تڑپ ہی ہین گہنگار چار پانچ ✤ صاحب شاہ ہنا ہے
اردو ع اٹہا وہین اور کہینچکر اوسنی تیغ ✤ کیا چاک پہلو مرا ایدہر تیغ!
اس قسم کی زیادت مین اصل یہہ ہی کہ متقدمین کے نزدیک یہہ جائز تہی مگر اب اسکا
محاورہ متروک ہو گیا ہے اگر ابتدائی حالت دیکھی جائی تو تاہنوز فنی سی خارج ہوگا

ورنہ اسمین داخل رہیگا یا **اواخر کلمات مین یا زیادہ کرنا** چنانچہ صفائے
قربانی وغیرہ کہ اصل مین صفا اور قربان ہے میر حسن ؎ اس آئینہ رو کا کرون
کیا بیان + صفا رکھے سی وہ چمکی وہان + اور ابوظفر فرماتی ہین ؎ ہمسی ملنا ہی کر
صفائی کے ساتہہ + کوئی تو بات کر صفائی کے ساتہہ + تمام غزل کے ردیف یہی ہے
مگر صفائی کا لفظ کثرت استعمال کے سبب غیر فصیح نہین خیال کیا جاتا مولوی الطاف
حسین صاحب حالی فرماتی ہین کہ میرے نزدیک یہہ مخالفت قیاس لغوی سے مستثنی ہے اردو
کا قیاس لغوی اب یہہ ٹھیر گیا ہی کہ اکثر مصادر عربیہ فارسیہ مین ایک حرف مفید معنے
مصدریت بڑھا لیتی ہین جیسے فراغ فراغت سلاست سلاستے سومزاجی معقولے
وغیرہ - قربانی اگر عید کے ساتہہ متصل ہو اور عید بفک اضافت مذکور ہو یعنی
عید قربانی مستعمل ہو تو درست ہے یعنی عید منسوب بقربان اس صورت مین یای نسبت
ہوگی نہ زاید لیکن قربانی بمعنی ذبیحہ خاص جو عید کے دن ذبح کیا جاتا ہی حق یہہ ہی کہ
اس قسم سی نہین بلکہ خاص محاورہ اہل ہند کا ہو چکا ہی ذوق ؎ تا یہہ قربانی صراط
عشق پر مرکب بنے + اسی قسم سے ہی میرزا خاور کا قول ؎ کوچہ سے ترا یار کے
یا کوہ مری ہے + (کہ) خود حرف تردید ہی چنانچہ ذوق ؎ مژہ سیکا نکا ہی ٹکڑا

کہ سرے کا ٹکڑا + بعد اسکے حرف یا تردید کی واسطے استعمال کرنا فضول ہے یا ردیف
کی رعایت سے **کوئی کلمہ زیادہ کرنا** چنانچہ دیوان اول ظفر کی ردیف الیائے
کا مطلع ہے ع دیکھی گر چشم تری اے گل شاداب حباب + شرم کی مارے ہین بحر
مین ہو آب حباب + صریح ہے کہ دیکھے کا فاعل حباب اول ہے اور وہی فعل ہو کا فاعل
ہے اور ہو مین جو ضمیر مستتر ہے وہ حباب اول کے طرف راجع ہے پس اظہار مضمر کا یہان
محض مہمل اور بیکار ہے یا **وضع الفاظ مین کوئی حرف زیادہ کرنا**
چنانچہ قصیدہ مدح شاہزادہ سلیمان شکوہ مین میر انشاء اللہ خان لکھتے ہین ع آفتاب
اوسکی جبین کے جو مقابل ہووے + صدقے صدقے ہو کہی اُف بی تیری چمکاہٹ + چمکاہٹ
حاصل مصدر ہے چمکنا کا میر صاحب نی رعایت قافیہ کے واسطے یہہ لفظ استعمال کیا ورنہ
مجرد اسکا چمک موجود ہے اسیطرح دوسرے شعر مین اوبہاوٹ باندہتے ہین حالانکہ
اوبہاو موجود ہے میر صاحب فرماتے ہین ع اتنی ہی بدمزاجی ہر لحظہ میر تمکو +
اوبہاو ہی ہین سے جھگڑا ہے آسمان سے + دوسرا **کلمہ کو بیموقع استعمال کرنا**
چنانچہ اگر کی جگہ اگرچہ استعمال کرنا ظفر ع تجھی دیکھین تو پھر اوروں کو کن آنکھون
سے ہم دیکھین + یہہ آنکھین پھوٹ جائین گرچہ ان آنکھون سے ہم دیکھین **دقیقہ** اگرچہ

حروف شرط مین سے ہے لیکن موقع اوسکی استعمال کا مخصوص ہے کیونکہ اسکی جزا بطریق استثنا کی آیا کرتی ہے یعنی جزا مین کلمہ استثنا کا لفظاً یا تقدیراً ضرور واقع ہوا کرتا ہے چنانچہ میر تقی فرماتی ہین ؎ گرچہ آوارہ جون صبا ہین ہم + لیک لگ چلنی کو بلا ہین ہم + وله ؎ گرچہ کب دیکھتی ہو پر دیکھو + آرزو ہی کہ تم ادہر دیکھو + خلاصہ یہہ ہی کہ متکلم بعد لفظ اگرچہ کے جو مضمون واقع ہوتا ہی وسکی تسلیم کرتا ہی پہر اوس سے استثنا کرتا ہی برخلاف اگر کے کہ اسکی جزا مشروط باستثنا نہین حکیم مومن خان فرماتی ہین ؎ گر خواب مین بہی ادہر کو دیکھا + آنکھین مژہ کو دکھائینگی ہم + اسی قبیل سے ہی بعد موصول کے دوہرا صلہ لانا ؎ مصور کھینچ وہ نقشہ کہ جسمین یہہ سائی ہو + مطلب یہ ورن کا ف صلہ کی تمام ہو سکتا تہا مگر یہہ فصحای ہند کی کلام مین اکثر دونون صورتون سے واقع ہوا ہی - بہتر یہی ہے کہ اس سے احتراز کیا جائے کیونکہ یہہ اصل ہے اور اسمین اختصار بہی ہے اور اختصار ابلغ ہوتا ہی **تیسرا** ترکیب اضافی بین الفاظ ہند یعنی ہندی یا ہندی و فارسی کو باہم مضاف یا مضاف الیہ بنانا مگر یہہ مخصوص باہل دفاتر سرکاری و روزمرہ اخبار نویسان ہندی ہی چنانچہ گورنمنٹ چارم اور یہہ محاورات کثیر الوقوع ہین اور اخبار نویسان واہل دفاتر

پر ہی منحصر نہین سلطان الشعرا میر زا خاد سیتاپی کو بھی یہہ مغلطہ پیش آیا ہی وہ فرماتے
ہین ع اسنا رہین لاشون کے نظر کیجیے جسجا + قاتل ترا کوچہ ہے کہ یا کوہ مری ہے
کوہ مری ایک پہاڑ ہی پنجاب مین اور مری ہندی زبان مین وبا کو کہتی ہین میرزا
دوسرے معنی یہان مقدم سمجھتی ہین اور ظاہرا ایہام کی طرف متوجہ ہوئے ہین کہ
بادی النظر مین کوہ مری کوہ مشہور سمجھا جاتا ہی لیکن مطلب کثرت مرگ عشاق
سے ہے اگر یہہ کہا جائی کہ کوہ مری سے یہان وہی کوہ مشہور مراد ہی جو سرد سیر ہے
اور بلحاظ سردسیری و لطافت کی کوچہ یار کو اوس سے منسوب کردیا ہی تو مین کہتا ہون کہ
مضمون مصرع اول اسکی تائید نہین کرتا **چوتھا** الفاظ ہندیہ یا فارسیہ کو عرب
کے طور پہ بنا کرنا چنانچہ ملبب بمعنے لباب مزیب بمعنی زیبا اور اقواب جمع توپ وغیرہ اس
قسم مین اہل فارس و بعض اہل تصنیف بھی شامل ہین چنانچہ صاحب فسانہ عجائب
آرایش محفل نے اس قسم کی الفاظ مستعمل کئے ہین - خواجہ حیدر علی آتش ع کلفت
ایام سی پردہ نہین کچھ حسن کو + خوبرویونکو مزیب ملگجی پوشاک ہے **پانچوان**
کسی لفظ کی اصلی معنون سے انحراف کرکی اور معنون مین استعمال کرنا + صاحب بہار عشق
ع مت سمجھنا یہہ کوہ شملہ ہے + شاہ واجد علی کا عملہ ہے + عملہ بتحریک اول و دوم

بروزن وبمعنی فعلہ جمع عامل کی ہے جسکے معنی ہین کارکن لیکن شاعر نے بمعنی دور حکومت استعمال کیا ہی وہ اسی قسم سے ہی اہل عملہ یعنی اہل عمل جہٹیا مقام مدح مین ایسا لفظ استعمال کرنا جس سے مدح اور مذمت دونون پائی جائین چنانچہ بعض لوگ ملکہ کے ساتھہ جنابہ کا لفظ استعمال کرتے ہین ظاہرا ذکو تانیث پہ نظر ہوتی ہے مگر اسکے قبح کی طرف بھی خیال کرنا چاہیے خواجہ حیدر علی آتش ؎ کشتہ اک عالم ہے چشم لعبت خودکام کا + استخوانون مین مزا پاتی ہین سگ بادام کا + خواجہ صاحب چشم کی مدح کرتے ہین مگر مذمت بھی اوس سے مترشح ہے یعنی کشتگان چشم کی ہڈیون مین چشم کے بادام نے ایسا اثر کیا ہی کہ جب وہ ہڈیان کتے چباتے ہین تو اونہین بادامونکا مزہ پاتے ہین اس سے صاف یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کتے معشوقون کی آنکہین چباتے ہین چانکہ یہہ دولت سگون کے نصیب ہوئی چاہیے نہ سگون کے۔ حالی صاحب فرماتے ہین کہ میرے نزدیک یہہ مثال مخالفت قیاس لغوی کی نہین ہوسکتی کیونکہ مخالفت قیاس لغوی فصاحت الفاظ سے علاقہ رکھتی ہے اور لفظ جنابہ اور لفظ بادام امثلہ مذکورہ مین مخل بلاغت ہین کیونکہ خلاف مقتضای حال استعمال کئے گئے ہین مگر سراج الدین علیخان آرزو اسکو مخالفت قیاس لغوی مین داخل کرتے ہین +

دقیقہ اگر اس قسم کا لفظ ایسی مخاطب یا ممدوح کی شان مین واقع ہو
جو قابل مذمت کے نہو چنانچہ ذات باری تعالی یا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم
تو جایز ہے **ساتوان** وصل عین کا الف کی طرح یعنی جیسی کی وصل کا الف بعض
اوقات اوزان مین ساقط ہو جاتا ہی ویسی ہی عین کو ساقط کرنا نظیر اکبرآبادی
ؔ کہتا ہی تجھی کون کہ عاشق کو ستاسو + اور شمع نمط اوسکی کلیجی کو جلاسو +
مدت سی رہا ہی تو مجھی غم سی لاسو + جاتی ہے بہار عمر کی آسون ہی مین آسو
آسواری آسواری آسواری آسو + بہار کی ر ساقط کرنے چاہیی یا عمر کا عین
اور ہے کی ہے کا وصل کرنا غلطی مین داخل ہے اسکو ہم مخل فصاحت نہین
کہہ سکتی مگر لفظ آپہی کہ اصل مین آپ ہی ہی باعلان الہا بعض اوقات باخفا
الہا مستعمل ہو جاتا ہے اور یہہ شاذ ہی۔ ذوق ؔ کسی مرتے کو اسی ہدایہ اگر
مارا تو کیا مارا + جو آپہی مر رہا ہو اوسکو گر مارا تو کیا مارا + میر ؔ چاہتا
ہے جب مسبب آپہی ہوتا ہے سبب + دخل اس عالم مین کیا ہے عالم اسباب کو
نکتہ فصاحت کلام مین داخل ہے کہ کلام ضعف تالیف و تعقید سی خالی ہو
ضعف تالیف یہہ ہے کہ تقدیم و تاخیر ضمایر یا حروف روابط اس

نہج سے واقع ہون کہ خلاف روزمرہ اہل ہند کے ہو جیسے سرور کا شعر

ع نیک و بد زمانہ نہین جتنے یار ہین + ہوتا وہی سرور ہے جو سرنوشت ہو

روزمرہ یہہ ہے کہ ہوتا وہی ہے ہو یعنی حرف رابطہ اور فعل مین فاصلہ نہین چاہئے

تعقید تعقید سے مراد ہے غیر ظاہر الدلالۃ ہونا کلام کا اپنے معنون پہ

یعنے کلام اپنے معنون پر بظاہر دلالت نکر سکے بظاہر کی قید ہو اسطے لگائی گئی

کہ دلالت تو ضرور کرتا ہے مگر واضح اور صریح دلالت نہین ہوتی اگر ایسے لفظ

بولے جائین جو معنون پر دلالت ہی نکرتے ہون تو اونکو ہم تعقید نکہین گے بلکہ

اونہین مہملات کہین گے اور تعقید دو قسم ہے ایک لفظی ایک معنوی اگر اختلال

نظم کلام مین بسبب تقدیم و تاخیر و صل و فصل و غیرہ کی ہو تو لفظی ہے گو بعد تامل

وغور کے مطلب واضح ہو جائے اور اگر انتقال ذہن مین بسبب دوری نسبت کی

خلل واقع ہو تو معنوی ہے دوری نسبت کے یہہ معنی ہین کہ ذہن بہت جلد اوسکی

طرف انتقال نکر سکے جبتک بہت خوض او رتامل نکرین اوسکا سمجھنا دشوار ہو

آتش ع گل کو قبا ہین کیے تو ہی بجلا ہ کاٹ + مار سیاہ زلف سے سنبل کی

راہ کاٹ + شاعر کا مدعا یہہ ہے کہ مار سیاہ زلف دکھا کر سنبل کو خجل اور شرمندہ کر

لیکن کیسکی راہ کاٹنا کنایہ بخیل کرنے سے نہین ہو سکتا **نکتہ** کبھی نظم اور نثر کی
فصاحت مین فرق بھی ہوتا ہی لونظم مین وہ ترکیب فصیح ہوتی ہے جو نثر مین
غیرفصیح خیال کیجاتی ہے مثنوی چاہیئے کہ شعراون مکروہات سے خالی ہو جو ارباب
عروض و قافیہ نے مقرر کئی ہین **نکتہ کلام بلیغ** وہ کلام ہے جو باوصف
فصاحت کے مقتضای حال کے موافق ہو اور مقتضای حال سے یہہ مراد ہی کہ مناسب
حال و مناسب مقام ہو سو وہ مناسبت مختلف و متفاوت ہوتی ہے کیونکہ جہان
تاکید کی ضرورت ہوگی وہان اطلاق نہین ہو سکتا اور جہان ایجاز درکار ہے
وہان اطناب او رمساوات نہین آسکتا ہر ایک اپنی اپنی موقع پر آنے چاہیئین **دقیقہ**
اس تعریف سے واضح ہو گیا کہ بلاغت کے واسطی فصاحت لازم ہے نہ بالعکس یعنے
جہان بلاغت پائی جاویگی وہان فصاحت بہی ضرور ہی ہوگی اور فصاحت
کی واسطی بلاغت شرط نہین **نکتہ** مرادی معنون کے ادا کرنے مین جو خطا واقع
ہوتی ہے اوس سے بچنے کی لئی قواعد مقرر کئی گئی ہین جسکا نام **علم معانی**
ہے اس علم کے ذہن نشین کر لینے سے جو لفظ اپنی مراد ادا کرنیکی واسطی انسان
بولیگا اوسمین خطا نہ واقع ہوگی اور کبہی معنی مرادی کی طرف انتقال کرتے وقت

ذہن مین خلل واقع ہوجاتا ہے اس خلل کے رفع کرنے کی واسطی بہی کلیے بنے ہے
ہوئے ہین جسکا نام **علم بیان** ہے اور کبہی کبہی محسنات کی طرف بہی انسانکو
میل ہوتاہی اسکی واسطی بہی ایک علم علیحدہ ہے جسکا نام **علم بدیع** ہے
اور ہم انشاء اللہ تعالی اگر زمانہ نی فرصت اور اجل نے مہلت دی تو تینون علمون
مین گفتگو کرینگے سب سے پہلے علم معانی مین بحث کرتے ہین اور خدا سی توفیق
چاہتے ہین اللہم انا نستعینک و منک التوفیق وانا لانستطیع وانت الرفیق
نکتہ علم معانی وہ علم ہے جس سے پہچانا جاتا ہی کہ کلام فصیح اور مقتضائے
حال کے موافق ہے یا نہین سو وہ کئی بابون پر مشتمل ہے **دقیقہ** کلام وہ شی ہے
جو دو یا زیادہ کلمون سے بالاسناد مرکب ہو یعنی دو یا زیادہ کلمی ایسے بولی جائین
جو باہم مضاف مضاف الیہ ہون یا فعل فاعل یا مفعول وغیرہ ہون پس
بالاسناد کہنی سے وہ دو یا زیادہ الفاظ کلام کی تعریف سے خارج ہو گئی جو بغیر اسناد
کی بولی جائین مثلا زید بکر عمرو یونہی بول دیے جائین اور کوئی قید انمین نہ
لگائی جائے سو وہ اگر اس قسم سے ہی کہ سکوت متکلم کا اوسپر صحیح ہو تو تام
ہے ورنہ ناقص چنانچہ زید کا غلام۔ اور تام دو قسم ہے ایک اخبار چنانچہ کہنا ہے

زید دوسری انشا چنانچہ پکڑلی زید کو ظاہر ہے کہ زید کا غلام کہنی سے سامع نہین
سمجہا کہ قایل کا اس سے کیا مطلب ہے اور سکوت اوسکا اس موقع پر صحیح نہین
اور اس جملہ سے کہ زید کہڑا ہی سامع سمجہ گیا کہ متکلم اوس کیفیت کو بیان کرتا ہی جو
زید مین پائی جاتی ہے یعنی کہڑا ہونا اور جملہ اخباریہ اگر مطابق واقع کی ہو یعنی
متکلم بیان کرتا ہی کہ زید کہڑا ہی اور حقیقت مین بہی کہڑا ہی تو صادق ہی نہین تو
کاذب پس اس تقسیم سی ظاہر ہو گیا کہ جملہ اخباریہ اور قضیہ ایک ہی شے ہی اور
صدق و کذب دونون کا احتمال اوسمین ہے اور انشا مین صدق و کذب کا
احتمال نہین ہوتا بلکہ اوس سے طلب کسی شے کی پائی جاتی ہے

پہلا باب

اسناد خبری کے بیان مین

نکتہ اسناد خبری کے معنی ہین ایک کلمہ یا قایم مقام کلمہ کو دوسری کی
طرف نسبت کرنا اس نہج سے کہ افادہ حکم کا کرے چنانچہ زید کہڑا ہے **نکتہ**
اخبار سی مخبر کا مطلب یا تو یہ ہے کہ سامع کو جو نا واقف ہو کسی بات کی خبر دے
چنانچہ زید کا بیٹا ہے سامع نہین جانتا کہ یہ شخص کون ہے متکلم نے اوسی

واقف کر دیا کہ زید کا بیٹا ہے یا یہہ کہ اپنے علم سے اوسے آگاہ کریں مثلاً ایک
شخص دلّی کی تعریف کر رہا ہو اور دوسرا شخص کہے کہ ہان صاحب دلی بہت
اچھا شہر ہے تو مطلب اوسکا یہہ ہے کہ مین بہی جانتا ہون اور دلی سے واقف ہون
اور کبہی دانا کو بمنزلہ نادان کے ٹہیراکے کہدیا جاتا ہی اور مطلب اوس سے ترغیب و
تحریص سامع کی ہوتی ہے چنانچہ کام چور آدمی کو کہا جاتا ہے بہائی کام کرنا
بہت اچھی چیز ہے اور کبہی لذت مکالمہ کے واسطی کہا جاتا ہے مثلاً دو دوست
ایک جگہ شب باش ہون اور صبح کو رات کی گزشتہ قصے بیان کر کر خوش ہون
اور کبہی اظہار تمکنت کا مطلوب ہوتا ہی مثلاً ایک امیر عالی شان جو دولت مین
ضرب المثل ہو کہی ہماری پاس ہزارون روپیہ موجود ہین یا تفجع یعنی شیون
اور بیّن کرنیکی واسطی مثلاً میرے پیاری بیٹے کو دشمنون نے قتل کر ڈالا الموَلفہ
چلے جا ہی جان جسکے جانی سے افسوس + چلی جای وہ اور رہجای حیف +
لگاتی ہوئے ہاتہہ اوس گلبدن کو + فرشتہ اجل کا نہ شرمای حیف + جو گشتون
سے اپنی کنارہ کرے + لحد کی وہ آغوش مین آی حیف + یا تحسر کے واسطی آتا ہے
ظفر ۵ حسرتا واحسرتا تمنی ہماری گور پر + فاتحہ کو بہی نہ ہاتہہ اے مہربان اوٹہا گئے

کبھی اظہار عجز وضعف منظور ہوتا ہی نظیر اکبر آبادی سے آہی مین بندہ گنہگار ہون
گناہونمین اپنے گرفتار ہون + یا سناجات اور طلب حاجت منظور ہوتی ہے **قصر**
ای اللہ مجہہ عاجز کو تو نی سب کچہہ دیا لیکن ایک اندہیرے گہر کا دیا ندیا + خدا
تو جانتا ہی کہ اندہیرے گہر کا دیا ہنین دیا پہر اوسکی سامنی بیان کرنا اسی غرض سے
ہے کہ ای پروردگار عنایت کر سوامی اسکے اور بہت سے فایدے جملہ اخبار یہ سی
مطلوب ہوتے ہین اہل تتبع خود دریافت کر سکتی ہین **نکتہ** اگر مخاطب
خالی الذہن اور بی تردد ہو تو موکدات کی کچہہ حاجت ہنین ہوتی ورنہ بقدر
تردد وشک مخاطب کے موکدات کی حاجت پڑتی تہے اور الفاظ تاکید کی بہت سے
ہین مثلا عموما سوگند کی الفاظ اور جلد ہی اصلا ہرگز شتابی ٹہیک وغیرہ
میرحسن سے قسم مجہکو حضرت سلیمان کی + ہین دشمن ہوی اوسکی اب جانکی
مخاطب معشوق ہی اور متکلم عاشق مخاطب کو کمال محبت عاشق کے لحاظ سے
امید نہین کہ وہ دشمن بنجای اسواسطی اوس تردد اور شک کو ملحوظ کر کی قسم
یاد کی گئی تاکہ وہ امید منقطع ہو جای اور سمجہہ لے کہ معاملہ دگرگون ہے **ذوق**
جینا ہمین اصلا نظر اپنا ہنین آتا + گرآج بہی وہ شک مسیحا ہنین آتا **میر**

نکتہ خدا جانی تو ہمکو کیا جانتا ہی خدا جانتا ہی ہم ہین بندی تری
اسناد دو قسم ہے ایک حقیقی عقلی اوس سے یہہ مراد ہی کہ ایک امر کو اپنی عندیکے
روسی دوسری امر کی طرف منسوب کرنا خواہ وہ سچ ہو یا جہوٹ چنانچہ عالم کا
قول کہ خدا نی باغ سرسبز کیا اور جاہل کا قول بہار نی باغ سرسبز کیا اور
زید آگیا (درحالیکہ وہ نہین آیا) عالم کے نزدیک باغ سرسبز کرنیکی صفت خدا
مین پائی جاتی تہی اوسنی اپنے عندیہ کی موافق اوسے خدا کی طرف منسوب
کیا اور جاہل کے نزدیک وہ صفت بہار مین پائی جاتی تہی اوسنی اوسی کی
طرف منسوب کیا اور لفظ عندیہ کے کہنے سے قضایای کاذبہ بہی اسمین داخل
ہے یعنی قایل کے نزدیک ثابت تہا کہ زید آگیا ہے گو فی الحقیقۃ وہ جہوٹ
بات تہی اوسنی کہدیا کہ آگیا ہے چونکہ نفی اثبات کی تابع ہوتی ہے اسلئی
منفی حقیقی عقلی بہی اسمین داخل ہے دوسری قسم مجاز عقلی ہے اوسکی معنی
ہین ایک امر کو اوسکی ملابس کی طرف اسناد کرنا اور یہہ پہلی قسم کی برخلاف
ہے چنانچہ کہتی ہین پرنالہ بہتا ہے حالانکہ بہنی والا پانی ہے لیکن چونکہ
پرنالہ اور پانی مین ملابست تہی اسواسطی اوسی کی طرف بہنا منسوب کردیا

اور یہہ محاورات مین اکثر شایع ہے اسی قسم سے ہی چراغ جلتا ہے حالانکہ
بتی اور تیل جلتا ہی آگ جلتی ہے حالانکہ جلنی والی لکڑی ہی ہنڈیا پکتی ہی ہے
حالانکہ پکنی والی وہ شی ہے جو اوسکی اندر ہے نکتہ کبھی سبب کو بھی قایم مقام سبب
کے ٹہیرالیتے ہین چنانچہ ؎ صبا اگرچہ شگفتہ کری ہزارون پہول + کسیکے غنچہ
دل کو وہ کب کہلا جانی + نسبت کہلانیکی صبا کی طرف مجاز ہے اور اسی
قسم سے ہے میر حسن فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تہا + کہ جسکے عوض یون
رلانی لگا + بعض حکما کی نزدیک اردنیا کی کا موںکا فلک پر ہے اور اونکا
اعتقاد ہی کہ جو کچہہ جہا مین ہوتا ہی سب گردش فلکی سے ہوتا ہی اور وجود ایزد
تعالی شانہ کی وہ قابل نہین اونکی نزدیک ہنسانی اور رولانی کی نسبت فلک
کی طرف حقیقی عقلی ہے اور بعض حکما کی نزدیک قادر مطلق ایزد بیچون ہے اور
فلک سبب اونکی نزدیک مجاز عقلی مین داخل ہے نکتہ مجاز عقلی مین
جو کچہہ ذکر کیا گیا ہی وہ اخبار ہی مین منحصر نہین بلکہ انشا مین بہی پایا جاتا ہے
میر حسن شتابی سے مجلس کو طیار کر + تو اس گل سے گہر رشک گلزار کر +
نجم النسا شاہزادی میر منیر کو خطاب کرتی ہے ظاہر ہے کہ مجلس طیار کرنیکا

امر بدر منیر کی ذات سے تعلق نہین رکھتا بلکہ اوسکا کام خواصون کو امر کرنا ہے
سو اوسکو جو خطاب کیا گیا تو اوس سے یہی مراد ہی کہ اپنے خواصون کو حکم کر کہ
مجاز عقلی ہین قرینہ صارفہ ضرور چاہیی جو حقیقی معنون کی مراد لینی سے مخاطب
کو روک دیی وہ قرینہ خواہ لفظی ہو خواہ معنوی - اگر کہا جاوی کہ یہہ جملے مثلاً
عشق نے مجھی مار ڈالا اور آگ نے زید کا گھر جلا دیا علی ہذا القیاس اور ایسی محاورات
داخل مجاز عقلی ہین کیونکہ فاعل ہر ایک فعل کا ذات باری ہے سبحانہ و تعالی
پھر اسمین کوئی شخص بہی گفتگو کی وقت ان باتونکا خیال نہین رکھتا کہ یہہ مجاز
ہے اور اسکے واسطی قرینہ صارفہ بہی ضرور ذکر کرنا چاہیئے پس یہہ قید کیونکر
درست ہو سکتی ہے ہم کہتے ہین کہ یہہ درست ہی کہ اکثر اہل عرف جاہل ہین فاعل
حقیقی اور سبب کے درمیان فرق نہین کر سکتی مگر جو لوگ دانش اور فکر
مستقیم رکھتی ہین وہ ضرور اس بات کا لحاظ رکھتی ہین یا یہہ کہ بسبب قصور
افہام کے حقیقت عرفی اسکا نام رکھنا چاہیئے یعنی عرف کی لحاظ سی حقیقت
ہے ورنہ فی الواقع مجاز عقلی ہے

دوسرا باب احوال مسند الیہ کے بیان مین

نکتہ اس جملہ مین کہ زید کہڑا ہی زید مسند الیہ ہے اور کہڑا مسند ہے مسند الیہ کبھی حذف بہی ہو جاتا ہے لیکن شرط حذف کی یہہ ہے کہ کوئی قرینہ ضرور ہونا چاہیئے جو مسند الیہ کے حذف پر دلالت کرے اور حذف کسی نہ کسی فایدہ کے واسطی ہوتا ہے ورنہ وہ کلام کا رکن اعظم ہے اوسکا حذف کرنا جایز نہین سو کبھی اس اعتماد پر کہ قرینہ عقلیہ موجود ہی عبث سی احتراز کرنیکی واسطی حذف کر دیتے ہین چنانچہ کہتی ہین کیا حال ہے دوسرا کہتا ہی اچہا ہے دوسرے جملہ مین مسند الیہ یعنی حال محذوف ہی اور حذف اسلئی کیا گیا کہ سوال مین ذکر ہو چکا تہا اگر دوسری دفعہ اوسکا ذکر کرتے تو عبث تہا اور عبث فصحا کی کلام مین جایز نہین **نکتہ** کبھی مسند الیہ کو حذف کر کی مفعول پر اقتصار کر لیتی ہین اور فعل کو مجہول بنا لیتی ہین چنانچہ کہتی ہین زید جنگ مین مارا گیا ہے فایدہ اسمین یہہ ہے کہ سامع کو فقط زید کا حال دریافت کرنا منظور تہا اور اس سے کچہہ غرض نہ تہی کہ کسنی مارا اسواسطی فعل کو مجہول پر بنا لیا یا مجہول بنانی مین یہہ فایدہ ہوتا ہی کہ فاعل عالی شان ہوتا ہی اور مفعول کم قدر فاعل کے ذکر کرنیمین اوسکی سبکی ہوتی ہے اسواسطی حذف کر دیتی ہین چنانچہ

کہتی ہین للو چپراسی کو سو روپیہ انعام ملا معلوم ہی کہ سرکار نے انعام دیا
مگر اس لحاظ سی کہ سرکار کے نزدیک انعام کی مقدار اور للو کی قدر بہت کم
ہے لفظ سرکار حذف کردیا گیا یا مجہول بنانی مین یہہ فایدہ ہے کہ فاعل
کم قدر ہوتا ہی اور مفعول عالی مرتبہ ہو اسطی فاعل کا ذکر نہین کرتی چنانچہ
کہتے ہین بادشاہ قتل کیا گیا حالانکہ معلوم ہے کہ بادشاہ کو ایک ادنی سپاہی نے
قتل کیا ہے **نکتہ** مسند الیہ کا ذکر کرنا اسواسطی ہے کہ وہ اصل ہے یا اس احتیاط
کی واسطی کہ قرینہ پر اعتماد نہین ہوتا یا اس بات کی اظہار کی واسطی کہ سامع
غبی ہے سمجہہ نہین سکیگا یا اسواسطی کہ اپنا مطلب بخوبی ظاہر ہو جائے
یا استلذاذ طبع کی واسطی یعنی مسند الیہ کا ذکر اسواسطی کرتے ہین کہ اوسکی
نام سی طبیعت کو لذت حاصل ہوتی ہی چنانچہ **مومن** رات کس کس طرح
کہا نہ ہائے نہ ہا پر وہ مہ لقا نہ ہائے ظاہر ہی کہ اگر لفظ مہ لقا یہان نہ ہوتا
تو مطلب تمام تہا مگر اسواسطی ذکر کیا گیا کہ طبیعت کو اوسکی نام سی لذت
حاصل ہوتی ہے سررشتہ تعلیم اضلاع شمال و مغرب کے مبصر فرماتی ہین کہ
مہ لقا فاعل ہے مین کہتا ہون وہ فاعل ہے اور فعل منفی کی تکرار اسلئی ہے

کہ تعلق اور اضطرار ثابت ہو سہ لقا صنعت ہے اسم ضمیر کی اگر یہہ مذکور نہوتا اور
فقط ضمیر پر اکتفا کیجاتی تو بہی درست تہا **نکتہ** کبہی مسند الیہ کو معرفہ
بنالیتی ہین اور تعریف اوسکی اضمار کی ساتہہ کرتے ہین اضمار کی معنی ہین
ضمیر کرنا اور ضمیر یا غایب کے واسطی ہوتی ہے یا خطاب یا تکلم کی واسطی اور
ہر ایک کے استعمال کا موقع علیحدہ ہے اصل خطاب کی یہہ ہے کہ شخص معین کے
واسطی ہو مثالین اسکی آیندہ نکتہ مین بیان ہونگی لیکن کبہی غیر معین کو
بہی مخاطب بنا لیتی ہین **ذوق** نام منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا
پل بنا چاہ بنا مسجد و تالاب بنا مخاطب اسمین کوئی شخص خاص نہین بلکہ عام ہے
اور تعمیم اس لحاظ سی ایسی موقعہ پر کیجاتی ہے کہ اگر خاص کرکی اور کسی شخص کا
نام لیکی کلمات نصیحت آمیز کہین تو احتمال ہے کہ وہ ناخوش ہو یا عام لوگونمین
مذمت و رسوائی اور قبول کرنی سی انکار کری اسواسطی خاص کسی کی کسیکو نہین
کہتی جو شخص طبع قابل رکہتا ہوگا وہ خود قبول کرلیگا اور یہہ پند و نصایح
کی موقعہ پر اکثر مستعمل ہوتا ہی **نکتہ** کبہی باوجود ضمیر مستتر کی بارز لاتے
ہین وجہ اسکی یہہ ہے کہ جب ایک فعل افادہ نسبت کا کرتا ہی وہ فہم سامع کا

مرجع کی طرف انتقال کرتا ہی پہر ضمیر بارز آجاتی ہے تو سامع معلوم کرلیتا ہے کہ فاعل وہی ضمیر بارز ہی اور کوئی نہین پس اس سے تکرار نسبت کی حاصل ہوتی ہے **نظیر** کرتے ہین فکر عمارت مین پسر جو اپنی عمر کیا اٹھاکر اپنی سر پر وہ مکان لیجائین گے + لیجائینگے مین ضمیر مستتر ہے جو فاعل کی طرف رجوع ہوتی ہے پس ضمیر بارز یعنی وہ کی کچھہ ضرورت نہین لیکن ضمیر بارز کی ذکر کرنے مین فایدہ یہہ ہے کہ سامع کو معلوم ہوجاتا ہی کہ نسبت فعل کی بالضرور اسی فاعل کی طرف ہے **نکتہ** اکثر مسند الیہ کی تعریف علمیت کے ساتھہ کرتی ہین تاکہ مسند الیہ بعینہ سامع کی ذہن مین حاضر ہوجائی پہلی علم کو ذکر کرتی ہین پہر ضمیر اوسکی طرف رجوع کرتی ہین **تسنیم دہلوی** نی ان کو بکڑکی روح افزا + بولی کہ کدہر کیا ادا + پہلی علم یعنی روح افزا ذکر کیا پہر اوسی ضمیر مستتر کا جو بولی مین ہے مرجع ٹہیرایا **نکتہ** اصل یہہ ہے کہ مسند الیہ معرفہ ہو لیکن کبہی نکرہ بہی ہوتا ہی اور ہماری غرض یہہ نہین کہ فقط فعل فاعل ہی کو مسند الیہ کہین بلکہ مبتدا خبر کو بہی مسند مسند الیہ کہتی ہین اگر فرع کو اصل کی طرف رجوع کیا جائے یعنی نکرہ کو معرفہ بنالیا جائی تو بہتر چاہی

اور تعریف علم ہی کی ضمیر کے ساتھہ کیجاتی یا علم کی ساتھہ لقب اور کنیت کے
ساتھہ بہی تعریف کرتی ہین اور یہہ کبہی تحقیر کی واسطی ہوتا ہی **ذوق**
کیا جانی تیغ عشق کے لذت کو بوالہوس گو جون ملح وہ حلق بریدہ مین گل گیا
اور اسی قسم سے ہی **غالب** یہہ کہا نکی دوستی ہی کہ بنی ہین دوست ناصح کوئی
چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا + بوالہوس کنیت ہی اور ناصح لقب اور یہہ دونون
تحقیر کی واسطی ذکر ہوئے ہین کبہی علمیت بہی تحقیر کی واسطی آتی ہی چنانچہ
منشی محمد لطیف صاحب فرماتی ہین **لطیف** چہ خوش اب قیس بہی ہمسر ہمارا
سودا مین بنتا ہی نہ کہنی اسکو لگ خبطی تو پہر کہیی کہ کیا کہیی + قیس کا ذکر یہان
تحقیر کی واسطی ہی یعنی مین بڑا دیوانہ ہون میری سامنی اوسکو سودا کا دعوی
نہین کرنا چاہی اور کبہی اظہار علمیت کا تعظیم نظیر کی لئی ہوتا ہی حکیم مومن خان
دہلوی **شعر** تری غلامی کی لت سی دو سی خاک پای بلال + سفیدہ رخ فغفور
چین و قیصر روس + فغفور چین و قیصر روس جو عالی قدر بادشاہ ہین اسلی مذکور
ہوئی کہ خاک پای بلال کے عظمت ظاہر ہو اور بلال کا اسلی ذکر کیا گیا کہ ذات
ممدوح یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور بزرگی بیان ہو اور

کبھی اظہار علمیت سے حیران اور مشوش کردینا سامع کا منظور ہوتا ہی چنانچہ

چل محمد کا ہوا کام تمام + ظاہر ہی کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رسول خدا صلی

اللہ علیہ وسلم کو اپنی حقیقی فرزندون سے زیادہ تر پیار کرتی تہین اگر مخبر اسطرح

خبر دیتا کہ چل تیری بیٹی کا کام تمام ہوا تو وہ تشویش اوسکو نہ ہوتی جو علم

ظاہر کرنے سی ہوئی اور کبھی اظہار علمیت کا محض تعظیم کی واسطی آتا ہی

میبر وہ کسری کہ جسکا تہا شور اس جہان مین + پڑی ہین گیے اوسکی محل آج

سونے + یعنی وہ صاحب شوکت وعظمت کسری جسکی عدل و انصاف اور حشمت و ثروت

کا شور جہان مین تھا اور کبھی اظہار علمیت کا استلذاذ طبیعت کے لئی آتا ہی چنانچہ

میبر حسن میری نوجوان مین کدہر جاؤن پر + نظر تو نی مجہہ پر کی بی نظیر+

ظاہر ہی کہ بدون ذکر بی نظیر کی مطلب تمام ہو سکتا تہا مگر اوسکی ذکر کرنی سے

چونکہ ایک گونہ لذت حاصل ہوتی تہی اوسواسطی اوسکا ذکر کیا گیا **نکتہ**

کبھی مسند الیہ کی تعریف اسم الاشارہ کے ساتہہ کرتے ہین تاکہ وہ کمال تمیز کے

ساتہہ معین ہو جاے چنانچہ مین وہ نہین ہون کہ تجہہ بت سے دل میرا

پہر جاے یعنی مین ہرگز پہر جانیوالا نہین ہون کبھی یہہ اسم اشارہ تعظیم کے

واسطی آتا ہی **میر حسن** نہ وہ چاہ دیکہا نہ ہمراز وہ + پڑی گوش مین شہر آواز
وہ + چاہ جسمین بدر منیر کو اپنی محبوب کا جمال نظر آیا اور وہ ہمراز اور اوسکی آواز
سب غوب تہے اور اوسکی نزدیک معزز اور معظم تہی سو واسطی ایسا کہا گیا اور نفی
اس مدعا پر بخوبی دلالت کرتی تہے اور پایا جاتا ہے کہ اوسکی آرزو تہی کہ یہہ
عالم دیر تک رہتا **حکمت** کبہی ہم اشارہ کی بعد لفظ جو یا کاف لاتے
ہین اور وہ اس صورت مین موصولات کے حکم مین داخل ہوجاتا ہی سو وہ
کئی قسم ہے منجملہ اونکی یہہ ہے کہ جو احوال مسند الیہ سی مختص ہوتا ہی مخاطب
اوسکا علم نہین رکہتا اوسکی سمجہانے کے واسطی ذکر کرتی ہین **مومن** وہ جو
ہم مین تم مین قرار تہا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو + یعنی وہی وعدہ نباہ کا
تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو + یہان وہی وعدہ چاہتا ہی جو مخاطب اور متکلم کی
درمیان ہوا تہا اور فراموش ہوگیا سو یہہ فراموشی بمنزلہ عدم علم کی
ہے اور کبہی وہ سر کلام کی بنا کی واسطی آتا ہی **غالب** وہ چیز جسکے
لئی ہے ہمین بہشت عزیز + سوای بادۂ گلفام و مشکبو کیا ہی + اور فرق
دونون مین بہت دقیق ہے لیکن اہل علم ہی ایسی نکتون کی طرف مایل

ہوتی ہین عام اہل زبان دونون کو ایک ہی سمجھتے ہین اور جسکے اور جو ایکدیسی
ہین مگر پہلا مرکب ہے جو اوسکے ہیں اور موقع انکی استعمال کا الگ الگ ہے
نکتہ کبہی اسم اشارہ حذف کر دیتی ہین اور اسمین بہی ایک نکتہ ہی یعنی یا
ترحم منظور ہوتا ہی **مولف** فایض ہوا ہی یہ رسوا دیدہ ہیغان وان
بیچارہ کیا کری جو نہ کعبہ مین دل لگی + قایل کا مطلب اس سے یہہ ہے کہ گویا
ویسا کوئی او بیچارہ ہی نہین وہ نہایت ہی مظلوم ہے یا مذمت **ذوق**
مرگئی پر بہی تغافل ہی ہا آئی ہین + بیوفا پوچہی ہے کیا دیر ہے لیجائی ہین
بیوفا سی دہی مطلب ہے جو بیچارہ سی تہا ایک صاحب کا یہہ اعتراض ہے کہ
ترحم یا مذمت اسم اشارہ کے حذف کرنی سی نہین پیدا ہوئی بلکہ الفاظ
ہی ایسی واقع ہوگئی ہین کیونکہ بیچارہ سی خود ترحم پیدا ہوتا ہی اور بیوفا
سی مذمت ثابت ہوتی ہے مین بہی اس اعتراض کو تسلیم کرتا ہون لیکن
فرق یہہ ہے کہ حصر کرنا کہ الفاظ ہی ایسی ہین ممنوع ہی البتہ اشتراک ہے
یعنی الفاظ بہی ایسی ہین اور حذف بہی انہین معنون پر دلالت کرتا ہے
نکتہ کبہی مسند الیہ کی تعریف اضافت کی ساتہہ کرتے ہین اور یہ

اضافت سے یہہ فایدہ ہوتا ہی کہ جو معنی بیان کرنے منظور ہون وہ
مختصر لفظون مین ادا ہو جائین مثلا زید کا گھوڑا یہہ ویسہ فقرہ کا اختصار
ہے یعنی وہ گھوڑا جسکا مالک زید ہی اور یہہ فایدہ ہر ایک قسم کی اضافت
مین ملحوظ ہوتا ہی اور اضافت کے ساتھہ تعریف کرنا کبھی تعظیم کی واسطے
ہوتا ہی چنانچہ کہتی ہین ہیر ابو بکر علی ہذا القیاس آل رسول کی تعظیم
واجب ہے، **غالب** بہت سہی غم گیتی شراب کیا کم ہے + غلام ساقی
کوثر ہون مجھکو کیا غم ہے + اور کبھی تحقیر کی واسطے **میر** فاتحہ کو بھی بعد
مرگ آیا + میر کی یار کی طرح دیکھو + اور یہہ تحقیر مضاف الیہ مین ہے
اسیطرح مضاف کی بھی تحقیر ہوتی ہے جیسا کہ کہتی ہین یہہ کچہری کے
ملازم چلے جاتی ہین (در حالیکہ وہ کسی خراب حالت مین چلا جاتا ہو)
اور کبھی اضافت صرف حال بیان کرنیکی واسطے آتی ہے **میر** ستایا
میر بیکس کو کسنے + کہ پھر اب عرش تک جاتی ہین نالی + اور اس اضافت کا
نام اضافت توصیفی ہے **نکتہ** کبھی اضافت تعظیم کے واسطے
ہوتی ہے اور بعد اوسکی ایک ایسا کلام بیان کرتی ہین جو مذمت یہ

مشتمل ہوا وس سے وہ تعظیم مبدل بتحقیر ہو جاتی ہے چنانچہ میر ہیں آج
میر مسجد جامع کے تھے امام + داغ شراب دہوتی تھی کل جا نماز کا + مسجد جامع
کا امام ہونا ایک امر عظیم ہی دوسرے مصرع کی ذکر کرنی سی وہ تعظیم مبدل
بتحقیر ہو گئی اور یہہ اضافت مسند الیہ مین نہین بلکہ اوسکی متعلقات مین سے
اور جہان ایسا اتفاق ہوا کہ باب سے خارج کوئی قاعدہ بیان ہوا ہی اوسپر
ہمنے اشارہ کر دیا ہی تاکہ اعتراض نہ واقع ہو اور اخیر مین تیسری باب کے
اسکا مفصل ذکر کیا گیا ہے اسی قسم سی ہے **ذوق** رات نکلو نہ ہو حق
کرای شیخ مناجاتی + سوتے ہوے چونکینگے رندان خراباتی + اور یہہ انشاہی
اخبار مین بہی ایسا ہی ہوتا ہی اور جب اس سے بہی زیادہ تمیز منظور ہوتی
ہے تو جملہ مصدر بکاف یا جو یا جن یا جس جیسا موقع ہو مضاف مضاف
الیہ کی بعد لاتی ہین چنانچہ **مولف** واعظ شہر جو کل مدعی عصمت تہا
آج میخانہ سی نکلا تہا صراحی لیکر + اور کبہی اضافت عبرت سامع کی
واسطے آتی ہے **ذوق** عشق ہے ایسی وہ کافر جسکے ہاتہہ سے +
شیخ صنعان سا مسلمان زنار بد مشرب بنے + اسی قسم سی ہے میر شریف مکہ

رہا ہی تمام عمر ای شیخ + یہہ میراب جو گدا ہی شرابخانہ کا اور یہہ مسند الیہ
کے مفعول مین ہے اور یہہ دونون مثالین تعظیم کی شق مین اسلئی نہین
مذکور ہوئین کہ مقتضای مقام و وقت جداگانہ تہا + ہر سخن جا ہی و
ہر نکتہ مقامی دارد سی اعتراض معترض کا برمحل نہین **نکتہ** اضافت
کبہی باعتبار مجاز بادنی ملابست ہوتی ہے جیسا کہ کہتی ہین ہماری دہلی
خوب آباد ہی - تمام دہلی پر اپنی مالکیت ظاہر کی باوجودیکہ متکلم ایک قطعہ
کا اقطاع دہلی مین سے مالک ہے لیکن اس سبب سے کہ تہوڑی سی ملابست
اوسکو دہلی کے ساتہہ تہی اوسی کے لحاظ سی ایسا کہدیا **نکتہ** کبہی مسند
الیہ نکرہ ہوتا ہی اور نکرہ کی معنی ہین شخص نامعین تنکیر کے واسطی اہل
ہند کی نزدیک کئی ایک لفظ ہین مثلا کوئی ایک جو ہر وغیرہ اور
ہر ایک کی استعمال کا موقع علیحدہ ہے - ہر اور جو اکثر حصر کے واسطی
آتی ہین اور انکے مابعد کا لفظ حکم جنس کا پیدا کرتا ہی چنانچہ کہتی ہین
جو پیدا ہوا ہی مریگا - ہر ایک کو مرنا ہی - اور حصر کبہی تکرار کلمہ سے
بہی پیدا ہوتا ہی **میر** پتا پتا گلشن کا تو حال ہمارا جانی ہے

اور تو کہدی ای گل جس سے بے ہنگی اظہار کرین + نکتہ تنکیر
مسند الیہ سے کبھی کوئی فرد منظور ہوتا ہی فوق اگر پوچھی کوئی مجھ سے تو
کیون نالان ہے مین کہدون محبت سے محبت سے محبت سے + یعنی
کوئی فرد پوچھی نکتہ کبھی تنکیر تعظیم کے واسطے ہوتی ہے چنانچہ کہتی
ہین زید ایک علامہ ہے - کوئی خدا کا بندہ ملی تو مراد حاصل ہو نکتہ
کبھی تنکیر سی مجدد یعنی نیا شخص مراد ہوتا ہی مومن کسیکا ہو آج کل
تہا کسیکا + نہ ہے تو کسیکا نہ ہوگا کسیکا + ہماری غرض پہلے مصرع سے
ہے نکتہ اگر علم کو نکرہ کر لیا جاوی تو اوس سے وہ معنی مقصود ہوتے
ہین جسمین وہ مشہور ہو جیسا کہ کہتی ہین ہین کوئی خدا تو نہین - خدا جو
علم تہا اوسکو نکرہ کر لیا اب اسکی یہہ معنی ہوئی کہ ہین صاحب قدرت نہین
کیونکہ خدا کی قدرت مشہور ہی غالب ریختی کے تمہین استاد نہین
ہو غالب کہتی ہین اگلے زمانہ مین کوئی میر ہی تہا + کوئی میر کہنی سے
یہہ مدعا نہین کہ میر کی گو ظاہر مین لفظ اسی پر دلالت کرتی ہین مگر
فی الحقیقہ مطلب یہہ ہی کہ کوئی شاعر پہلی بہی استاد گزر چکا ہی فقط

ہتھین استاد نہین ہوا اور یہہ شرف تمہارے ہی لئی نہین آیا آپ صاحب
فرماتی ہین کہ مجھکو اس سے اتفاق نہین میرکو ہو اسطی نکرہ کیا کہ غالب نے
اوسکو دیکھا نہین تھا مین کہتا ہون کہ منصف مزاج آدمی خود انصاف
کرلینگے مین اسی قاعدہ کے ایک مثال فارسی مین بھی لکھی دیتا ہون تاکہ زیادہ
وضاحت ہو جائے **نظامی** یا عمری بر سر دوران فرست + یا علیی
بر سر میدان فرست یعنی عادل و شجاع کیونکہ یہہ دونون اہنین دونون
وصفون مین مشہور تہے **نکتہ** کبھی تنکیر تعجب کے واسطی ہوتی ہے
جیسا کہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب حکیم فرماتی ہین **شعر** لائی جا کر اوسی
پرستان سے آدمی کیا ہین اک بلا ہین ہم + اک بلا کا لفظ ایک امر عظیم
تعجب خیز پہ دلالت کرتا ہے **نکتہ** کبھی تنکیر اسواسطی ہوتی ہے
کہ مخاطب ایک امر کو جانتا ہی مگر اوسپر عمل نہین کرتا اوسکو بمنزلہ نادان
کے ٹہیرا کر ایسا کہدیتی ہین - مولانا محمد رکن الدین مکمل فرماتی ہین ۵
اتنی بھی جفا تو کرنہ ای بت + ہم بھی کسی خدا کی بندی ہی - مخاطب جو
رحم نہین کرتا تو اوسکو جتاتی ہین کہ تیری عاشق ہین تو کیا ہوا

آخر کسی خدا کی بندی تو ہین پس بندگان خدا پر رحم کرنا چاہیئی ایک
میری ہمعصر کا قول ہے کہ کسو سے جو غرض مصنف نے نکالی ہے طبیعت قبول
نہین کرتی بلکہ کسی سے یہان مراد وسی ہے جو معرفہ ہی جیسی دو بہائی
حقیقی ترکہ پر لڑین اور ایک دوسری سے کہی کہ ہم بہی تو آخر کسی باپ کی بیٹی ہین
یعنی اوسی باپ کے بیٹے ہین جسکے تم ہو مین کہتا ہون کہ مقتضای وقت کہنا
چاہیئی اس شعر مین بت اپنی حقیقی معنون پر مستعمل نہین بلکہ استعارہ ہی یعنے
وہ شخص جو شکل بت کی ہی پرستیدگی مین اور وہ جانتا ہی کہ مین بہی اور
متکلم بہی خدا کی بندی ہین اور یہہ بہی جانتا ہی کہ بندگان خدا پر جفا نہین
کرنی چاہیئی متکلم نے اوسکی علم کو بمنزلہ عدم علم کی ٹھیرلیا اور اوسکو یاد
دلاکی خواستگار رحم کا ہوا خداوند تعالی جل جلالہ سورہ طٰہٰ مین حضرت
موسی اور ہارون علیہما السلام کے قصہ مین فرماتی ہین قَالَ یَابْنَؤُمَّ
لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَاْسِیْ ترجمہ کہا ہارون نے اپنے بہائی موسے
سے کہ اے میرے مان جنی بہائی میری داڑہی اور چوٹی مت پکڑ ہارونکا
یہہ مدعا نہ تہا کہ بہائی کی ساتہہ لڑی اور اوسکو جتائی کہ مین بہی وسی

مان کا بیٹا ہون جبکا تو ہی بلکہ اوسکو مان کا رشتہ جیلانی سے اپنی بہائی
کو رحم دلانا منظور تہا ورنہ اسی طرح کہنا کافی تہا یا سوسی لانا خدلمجتبیٰ
ولا براسی کیا ضرورت تہی کہ علم کی جگہ نکرہ فرماتی اور نکرہ کو بہر مضاف
کرکے معرفہ بنائی اور یہہ بہی معلوم ہی کہ علم مان جنی بہائی ہونیکا دونونمین
متحقق تہا اس تقریر سی معلوم ہوا کہ اعتراض معترض کی کچہہ اصل نہین
صاحب طبع سلیم خود انصاف کرسکتا ہی نکتہ تنکیر کبہی محض
تاکید کی واسطی آتی ہے چنانچہ کہتی ہین زید کسی نہ کسی کام کی واسطی گیا
ہوگا یا کبہی کبہی مراد حاصل ہورہی گی معنی اسکے یہہ ہین کہ زید جانا
ممکن ہے کہ بغیر کسی کام کے ہو مگر اسوقت کا جانا ضرور کسی مطلب کے لئی ہے
اور یہہ تکرار صرف دفع امکان مذکور کے لئی ہے دونون مثالون کے استعمال
کا موقع جدا جدا ہے اور تنکیر متعلقات مین ہی نکتہ ہر کوئی اور
ہر ایک جب حیثیت انحصر کی معنی مین مستعمل ہون تو جو فعل اونکی بعد
واقع ہوگا اوسمین ہر فرد مشترک ہوگا مثلا خدا کو ہر کوئی جانتا ہی یعنی
اس جاننی مین ہر ایک فرد شامل ہے اور جب خلاف اسکی ہو یعنی حصر

مقصود نهو تو فعل بهی هر فرد کا مخصوص هوگا مثلاً اپنی مطلب کی
هر کوئی کهتا هی یعنی هر ایک شخص جداگانه طور پر کهتا هی جو ایک کا مطلب
هے وه دوسریکا نهین اور کبهی لفظ اپنے کو مکرر بهی لاتی هین اور کهدیتے
هین اپنی اپنی حیثیت هر کسیکو معلوم هے اور یهه تکرار زاید هے **نکته**
کبهی اضافت نوعیه هوتی هے چنانچه کهتی هین کسی کام کی واسطی آیا هون
یعنے ایک نوع کی کام کے واسطے **نکته** کبهی مسند الیه موصوف هوتا
هے اور یهه صفت کبهی قید اتفاقی هوتی هے اور کوئی غرض اوس سے
متعلق نهین هوتے **غالب** یهه رنج که کم هے مئی گلفام بهت هے ٭
منظور متکلم کو مئی هے خواه کسی رنگ کی هو گلفام قید اتفاقی هے اور کبهی
صفت تخصیص کے لئی بهی هوتی هے **ذوق** ذوق زیبا هی جو هو
ریش سفید شیخ پر ٭ وسمه آب بنگ سی مهندی مئی گل رنگ سے ٭ مئی
عام یهان مطلوب نهین بلکه خاص مے جو سرخ رنگ کی هو اور مهندی کا
کام دے سکے اور آب بنگ سی بهی علی هذا القیاس آب مخصوص جو سبز
هو مطلوب هے تاکه وسمه کا کام دیی اور کبهی صفت مخصص واسطی مقابله کی

ہوتی ہے **میر** دم صبح بزم خوش جہان شب غم سی کم نہ تھی مہربان +
کہ چراغ تھا سو تو دود تھا جو پتنگ تھا سو غبار تھا + دم صبح محض
بمقابلہ شب غم واقع ہوا ہی اوس سے اور کوئی غرض نہین اور یہہ ظرف ہے
کبھی صفت استہزا کی واسطی آتی ہے **غالب** جراحت تحفہ الماس
ارمغان داغ جگر ہدیہ + مبارکباد اسد غمخوار جان دردمند آیا + کمال
استہزا کی واسطی موصوف حذف کرکے غمخوار کو جو صفت ہی قایم بمقام
موصوف کی ٹہیرالیا **نکتہ** تاکید تقریر کے واسطی لی ہے یعنی اسکا
مفہوم مخاطب کے ذہن مین ثابت و متحقق کردینا اس حیثیت سی کہ گمان غیر
کا اوسمین احتمال نہو **ذوق** جینا ہمین اصلا نظر اپنا نہین آتا + مگر آج
بھی وہ شک مسیحا نہین آتا + اصلا تاکید کی واسطی واقع ہوا ہی اوسنے
مخاطب کے ذہن مین متحقق کردیا کہ جینی کا مفہوم ہرگز ظہور مین نہین آویگا
اور اوس گمان کو رفع کردیا جو مخاطب کے دل مین تھا کہ شاید مبالغتہ یہہ
مضمون واقع ہوا ہی کبھی تاکید رفع تجوز کی واسطی بھی آتی ہے چنانچہ
بادشاہ سلامت خود بدولت فرماتی ہین + مین خود وہان گیا تھا مخاطب

جایز سمجھتا تہا کہ شاید بادشاہ کی وزیر یا نایب نے ایسا حکم دیا ہوگا یا
متکلم نے کسی آدمی کو بہیجا ہوگا خود کہنی سے وہ تجویز رفع ہوگیا کبہی دفع
سہو کے واسطے بہی آتی ہے اور یہہ تکرار لفظ کی ساتہہ ہوتی ہے مثلاً
زید یکایک آجاوے تو کہا جاوے آئیے حضرت آئیے اسکے استعمال کا
یہہ موقع ہے کہ متکلم منتظر بکر کے آنیکا ہو اور زید کے آنے پر اوسکو گمان
ہوجاتی کہ شاید یہہ وہی بکر ہے مگر بعد صورت دیکہنے کی اوسکو معلوم
ہو کہ یہہ میرا مدعا نہین اور مجہسی سہو ہو گیا پس اوس ذہنی سہو کے رفع
کرنیکے واسطے ایسا کہدیتے ہین اور اس مثال کے استعمال کے اور بہی مواقع
ہین چنانچہ اہل زبان خود واقف ہین کبہی تاکید دفع عدم شمول کی لئے
آتی ہے یعنی مخاطب گمان کرتا ہو کہ جایز ہے کہ کوئی فرد اس حکم مین شامل
ہو متکلم اس عدم شمول کے گمان کو رفع کردیتا ہے میر سب گئے صبر و
ہوش و تاب و توان + لیکن اے داغ دل سے تو نگیا + مخاطب کو گمان تہا
کہ شاید چارون چیز و مین سے کوئی ایک چلی گئی ہوگی مگر سب کے کہنے
سے وہ گمان رفع ہوگیا انصاف یہہ ہے کہ رفع تجوز اور اسمین کچہہ

فرق نہین **نکتہ** فایدہ بدل کا زیادہ واضح کردینا مدعا کا ہی بدل
اور تجدید نشاط سامع کی۔ کیونکہ پہلی جسوقت ایک عبارت مجمل بیان
ہوتی ہے تو سامع کا ذہن مشتاق ہوجاتا ہے کہ دیکھا چاہیئے متکلم
کیا بیان کریگا پہر جب فیکر کردیا جاتا ہے تو سامع کو ایک لذت حاصل
ہوتی ہے مثلا شہزادہ الفرڈ۔ الفرڈ بدل ہے شہزادہ سے اور شہزادہ
مبدل منہ ہی جب پہلی متکلم نے شہزادہ کا لفظ کہا تو سامع کو شوق
پیدا ہوا کہ دیکھا چاہیے کس شہزادہ کا ذکر کریگا جب نام معلوم ہوگیا
تو وضاحت ہوگئی اور سامع کو نشاط حاصل ہوئی **دقیقہ**
بدل اور تفسیر اور صفت مین فرق ہے بدل کا بیان تو اوپر گزرچکا
تفسیر سے یہہ مراد ہی کہ پہلے ایک عدد مبہم بیان کرتے ہین بعد اوسکے
اوسکی تفسیر مثلا پانچ روپیہ یا پانچ آدمی علی ہذا القیاس پانچ ایک
عدد مبہم تہا روپیہ یا آدمی کہنے سے اوسکی تفسیر کردی گئی پس روپیہ
مفسّر (فاعل) اور پانچ مفسّر منہ اور صفت مقدم کی بعد جو
موصوف موخر آتا ہی اوسمین بہی التباس ہوتا ہی کہ شاید یہہ بدل ہے

مگر وہ علیحدہ ہے اور یہہ علیحدہ صفت مقدم کی مثال یہہ ہے **نسیم دہلوی** وہ سبزہ باغ خوابِ آرام + یعنی وہ بکاولی گل اندام + سبزہ باغ خواب آرام صفت مقدم ہے بکاولی کی اور گل اندام صفت مؤخر اضافت توصیفی بموجب محاورہ اردو کے ساقط ہو گئی معترض صاحب فرماتی ہین کہ تینون ترکیبون مین صاحب مصنف نے کچہہ فرق بیان نہین کیا تاکہ مبتدیون کو پورا فایدہ ہوتا مین التماس کرتا ہون کہ یہہ اعتراض قلت تامل کے درجہ سے ہے ورنہ مینے تینون کی تعریف بیان کردی ہے **نکتہ** کبہی بدل مدح کی واسطے آتا ہے **غالب** قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ + مظہر ذو الجلال والاکرام + اس مثال مین صفت مقدم اور بدل مدحیہ مین فرق واضح نہین معلوم ہوتا ہان اس مثال سے کہ محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی فرق بیّن معلوم ہوگا عالمگیر اسم محی الدین بدل اول اورنگ زیب بدل ثانی بادشاہ صفت اول اور غازی صفت ثانی **اصل قاعدہ** بدل مین یہہ ہے کہ مبدل منہ مبدل کے ساتہہ کسیقدر خصوصیت رکہتا ہو یعنی جب بدل

کا ذکر کرین تو اکثر اوقات اوسکی ساتھہ مبدل منہ بھی ذکر کیا کرین
اکثر اوقات کہنی سے یہہ فایدہ ہے کہ اگر التزام کر لین اور ہمیشہ ذکر کیا کرین
تو وہ بمنزلہ جزو علم کی ہو جائیگا پہر اوسکو بدل نہ کہہ سکینگے اگر اکثر
اوقات مذکور ہنو تو صفت مقدم اور بدل مین کچہہ فرق نہوگا غرض
بدل کی ساتھہ یہانتک مختص ہو کہ حکم لقب یا کنیت کا پیدا کرے
عام صفات کا ذکر کرنا جن سے ہر ایک آدمی واقف ہنو صفت موخر ہوگا
نہ بدل اور یون بہی کہہ سکتی ہین کہ صفت عام ہے اور مدح خاص نسیم کی
شعر مین مقام مقتضی مدح نہین اور غالب کے شعر مین ہے **نکتہ**
اردو زبان مین بدل کل آتا ہی بدل بعض نہین آتا اور بدل غلط فصحا
کی کلام مین واقع نہین ہوتا اگر ہوتا ہی تو وہ عمداً لاتی ہین اور اوسکا
تدارک لفظ نہین یا بل کے ساتھہ کرتے ہین اور بدل غلط کی یہہ معنے
ہین کہ پہلے ایک حکم کا ادعا کرین پہر اوس حکم کو عمداً غلط ٹہیرا کے ایک
اور حکم اوسکی واسطی ثابت کرین اور یہہ مدح اور ذم دونون کے واسطی آتا ہی
سودا گل پھینکے ہی اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی ، او خانہ برانداز چمن

کچھہ تر او ہر ہی + پہلی گل پہینکنے کا حکم لگا یا پہر اوس سے بڑہکر ثمر پہینکنی کا
حکم لگا دیا اور اسکو اضراب بہی کہتی ہین یعنی ایک صفت کو خواہ وہ
اعلی اور کمال درجہ ہو اپنے ذہن مین ناقص ٹہیرا کی اوس سے اعلے کیطرف
ترقی کرتا اور بدل غلط کبہی غلط فہمی سامع کو رفع کرنے کی لئی آتا ہی
میرزا غالب نہین کہ مجہکو قیامت کا اعتقاد نہین + شب
فراق سی روز جزا زیاد نہین + سامع نی غلط سمجہا تہا کہ متکلم کو
قیامت کا اعتقاد نہین سو اس فہم غلط کو رفع کرنے کی واسطی کہدیا
اور کلمہ اضراب کا یعنی بل سر مصرع دوم سی محذوف ہی **نکتہ**
فایدہ عطف کا یہہ ہے کہ کبہی مسند الیہ کی تفصیل کرتا ہی اختصار مسند
کی ساتہہ چنانچہ زید اور عمرو اور بکر آیا مسند الیہ تین ہین اور مسند ایک
اور یہی اختصار ہی اور کبہی مسند کی تفصیل کرتا ہی اختصار مسند الیہ کے
ساتہہ چنانچہ زید نی کہانا کہایا اور پانی پیا مسند دو ہین اور مسند الیہ
ایک کبہی باوجود عطف کے مسند مسند الیہ دونون کو وحدت اور جمع مین کمیان
بنا لیتی ہین جیسا کہ کہتی ہین زید اور عمرو اور بکر تینون آئے تینون

معنے مسند ہے اور تینون علم اوسکی مفسر ہین مفسر اور مفسر منہ بلکہ
مسند الیہ واحد بنگئی اور مسند بہی واحد ہے پس یہہ دونون ایک صورت
کی ہوگئی اور کلمہ بہی جب دوسرے علم کے مابعد آجائے تو معطوف معطوف
علیہ کے حکم کو جو اختصار مسند یا مسند الیہ کا ہے کبہی بحال رکہتا ہی اور کبہی
ساقط کردیتا ہی اسقاط کی حالت مین ہر ایک فعل اور فاعل کو لفظاً
علیحدہ جملہ بنا دیتا ہی چنانچہ کہتی ہین زید آیا عمر وبہی آیا یہہ عطف
ایک جملہ کا ہے دوسرے جملہ پر لفظ مع معنی معیت کی آنے سے اختصار
مسند بحال رہتا ہی چنانچہ زید مع عمر اور بکر کے آیا **دقیقہ**
مع اور او ر اور دیگر کلمات عاطفہ مطلق جمع کی واسطے آتے ہین
یعنے ثابت کردیتے ہین کہ جو حکم معطوف علیہ کا ہی وہی معطوف کا
ہے بدون تعرض تقدیم وتاخیر ومعیت کی **دقیقہ** پہر بہی حرف
عطف کا ہی مگر اسمین تعقیب ملحوظ ہوتی ہے یعنی ثابت کردیتا ہے
کہ مابعد نسبتاً ماقبل کی موخر ہی پس کہانا پینا مثال ذیل مین پہلے
واقع ہوا اور سونا پیچہے برعکس اسکے مثلاً زید نے کہانا کہایا اور پانی

پیا پہر سو رہا - کلمہ یا اور کاف جو تردید کی واسطی آتا ہے حروف عاطفہ

ہین سے شمار کیا جاتا ہی **نکتہ** کبہی عطف سے ثبات یا تشکیک سامع

منظور ہوتی ہے چنانچہ کہتی ہین کہ زید آیا ہی یا عمرو - آنا تو کسی ایک کا

ثابت ہی لیکن یہہ تخصیص نہین کر سکتے کہ جو آیا ہی وہ زید ہی یا عمرو

اور کبہی عطف سے تخییر مراد ہوتی ہے یعنی مخاطب کو مختار کر دینا کہ دونون

مین سے جسکو چاہے اختیار کری چنانچہ کہتے ہین تہان لے لو یا روپیہ اور

کبہی اباحت کی واسطی عطف کر دیا جاتا ہے چنانچہ کہتی ہین قلم

مانگتی ہو یا دوات فرق ان دونون صورتون مین یہہ ہے کہ تخییر سی

ثبوت حکم کا تنہا ہر ایک کے واسطے ہوتا ہی یعنی اگر تہان لو تو

روپیہ نہ لو اور روپیہ لو تو تہان نہ لو پس اوسکی واسطی علیحدہ حکم ہے

اور دوسری کی واسطی علیحدہ برخلاف اباحت کے کہ اوسمین جمع بہی جایز

ہے یعنی دونون کو منظور رکہو تو بہی جایز ہے لیکن یہہ مضمون بدلول

لفظ سے نہین حاصل ہوتا بلکہ قرینہ خارجہ سے ثابت ہوتا ہے

نکتہ کبہی مسند الیہ مختلف ہوتی ہین یعنی ایک مذکر دوسرا مونث

اس صورت میں تنازع الفعلین واقع ہوتا ہی یعنی مذکر تو تقضا کرتا
ہے کہ فعل مذکر مذکور ہو اور مونث مقتضی ہے کہ فعل مونث واقع ہو پس
خیال کر لینا چاہیئے کہ جو فاعل فعل سے قریب ہو اوسی کا حکم لگانا چاہیئے
مثلاً زید اور ہندہ آئی اور ہندہ اور زید آیا پہلی مثال میں مونث
فعل سے قریب تہا اوسی کا اتباع مقدم سمجھا گیا اور دوسری مثال میں
مذکر قریب تہا اسواسطے فعل مذکر مذکور ہوا **نکتہ** فارسی میں اگر کمال
اتحاد منظور ہوتا ہی تو معطوف و معطوف علیہ پر اکتفا کرتے ہیں اور
مسند کو حذف کر دیتے ہیں چنانچہ **مولف** من و پرہیز ناصح سخت
مشکل کار فرمودی ہمانا آن رخ روشن ندیدی کاش میدیدی
ہندی میں بہی یہہ قاعدہ جاری ہے مگر روابط اسمیں بعض اوقات
مذکور ہوتے ہیں اور اوسمیں محذوف اور بعض اوقات معطوف علیہ
جملہ سالم اور معطوف فقط مسند الیہ مذکور ہوتا ہے اور فایدہ اس سے
کبہی استبعاد ہوتا ہی **ذوق** ہم ہوں اور سایہ تری کوچہ کی دیوار
کا مدکام جنت میں ہے کیا ہمسے گنہگار و نکا + اسمیں معطوف علیہ

اور کبھی تخویف و ترہیب کے واسطی آتا ہی چنانچہ شعر اگر اُسکی نوبت شب وصل بولا
چھری اور مرغ سحر کا گلو ہی + اسموقع پہ عطف مفید معنی حصر ہے یعنی سوا اسکے
کچھہ نہین صرف چھری اور گلا ہے اس حصر سی جو عطف سے پیدا ہوا ترہیب و
تخویف پیدا ہوتی ہے اور کبھی التزام کی واسطی آتا ہے غالب تو اور سوی غیر
نظر ہای تیز تیز + مین اور دکھہ تری مژہ ہای دراز کا + یعنی تیری واسطے وہ لازم ہی اور میرے
واسطی یہہ اور کبھی حصر کی واسطی آتا ہے چنانچہ کہتی ہین گھر یا دفتر یعنی مخاطب سے
مقام ملاقات پوچھا تو متکلم نے جواب دیا کہ گھر یا دفتر یعنی حصر ہے کہ ان دونون مین سے
کسی ایک جگہہ ملاقات ہوگی تیسری جگہہ نہین **نکتہ** مسندالیہ کا مقدم کرنا اسلیے
ہے کہ اوسکا ذکر اہم ہے اور وہ اصل ہے اور اوسکے عدول کا کوئی مقتضی نہین چنانچہ
زید خوش ہے اور کبھی تقدیم اسواسطی ہوتی ہے کہ سامع کی ذہن مین خبر کی تمکین مدنظر
ہو کیونکہ مسندالیہ کو مقدم کرنا ایک قسم کا شوق دلاتا ہی اسی لئی کہتی ہین کہ
مسندالیہ تطویل کا مستحق ہے کیونکہ اگر کوئی چیز بعد شوق اور انتظار کی حاصل ہو تو
اوسکی تمکین زیادہ ہوتی ہے مثلاً **میر** دل بھی اوس گلی مین لیجا کر + اور بھی خاک
مین ملا لایا + یہہ اس صورت مین ہی کہ لیجا کر سی قطع نظر کرکے ملا لایا کا فاعل

دل کو قرار دین اور لیجا کر سی اسلئی قطع نظر کیا گیا کہ تطویل بخوبی ثابت ہوجائے
منشی محمد لطیف صاحب اپنے وقایع مین ایک نہایت عجیب فقرہ تحریر فرماتے
ہین **فقرہ** آجکل بارقندی لوگ وارد لاہور ہین۔ ہمارے نزدیک انمین اور جنگلیون
مین کچھہ فرق نہین۔ وحشت انکی چہرہ سے نمایان ہے تمیز انمین نہین۔ بات انکی سمجھہ
مین نہین آتی الخ یہہ فقرہ اسواسطے لکھا گیا کہ نظم مین تقدیم و تاخیر کا محل ضرورت شعری
پر ہوتا ہی اور اسمین نہین ہمارا مدعا اون لفظون سے ہے جو ہمارا الاشارہ ماقبل واقع
ہین اور نظم کی مثال یہہ ہے **ذوق** کہتی کیا کیا ہین دیکھہ تو اغیار + یار تیری حمایتون
سے مجھی + جو کہ اسم بیان گفتگوی اغیار تھا اسی کو مقدم کردیا اور یہہ تقدیم مسند کی
ہے اور کبھی مفعول اور متعلقات مسند مسندالیہ سی غرض کے واسطی مقدم آجاتی ہین
میر کہنا کم کم کلی نے سیکھا ہی + اسکی آنکھون کے نیم خوابی سی + جو کہ مقصود متکلم کا
کم کم کہنا بیان کرنا تھا اسی لئی اوسکو مقدم کردیا اور یہہ مثال تقدیم مفعول کی
ہے **ایضا میر** شریف مکہ رہا ہی تمام عمر اے شیخ + یہہ میر اب جو گدا ہی شرابخانہ
کا + مدعا یہہ ہے کہ عظمت قدر زمان سابق بیان کیجائی سو وہ شریف مکہ ہی سے
پائی جاتی تہی اسواسطی اوسکو مقدم کردیا + متعلقات کی مثال یہہ ہے **میر** دلمین رہ

دلمین کہ معمار قضا سے اب تک ایسا مطبوع مکان کوئی بنایا نہ گیا + اگر اس سے
بھی زیادہ اہمیت منظور ہو تو اوسکو تکرار ذکر کرتے ہین چنانچہ اسی مثال مین ظرف یعنے
دل دو دفعہ واقع ہوا ہے **نکتہ** مقام تقدیس و تفخیم مین مسند یا مسند الیہ
بالضرور محذوف ہوتا ہی **حکیم مومن خان دہلوی** اللہ رے تیری بی نیازی +
یعقوب کو بعد مدتوں لایا + مخفی نرہے کہ اری اور ابی اصل اور انکی فرع رہی ای اور آو
اور اہی اور الف جو بعد علم کی آتا ہی حروف ندائیہ ہین اور ندا کی معنی ہین کسیکو
اپنی طرف بلانا اور جسکو بلاتی ہین اوسکو منادی کہتی ہین منادی مین اصل یہہ
ہے کہ حروف ندائیہ کی بعد متصل واقع ہو چنانچہ اصول مین یہہ قاعدہ مرعی ہے اور
اہی مین بھی اور فروع اور الف ہمیشہ منادی کی بعد واقع ہوتے ہین اور آو کی
دو حالتین ہین کبھی تقدیم اور کبھی تاخیر اور منادی کی بعد جو جملہ واقع ہوتا ہی
اوسکو مقصود بالندا کہتی ہین چنانچہ اری زید ادہر آ - اس مثال مین ارے
حرف ندا کا ہی اور زید منادی اور ادہر آ مقصود بالندا - اب جاننا چاہیے
کہ شعر مذکور مین ندا اور منادی اپنی اصلی معنو پر محمول نہین ہین بلکہ کلمات
تقدیس کے قایم مقام ہین یعنے تعالی اللہ یا اللہ اکبر تیری بے نیازی بہت

بڑہی ہے - ترکیب اسکی یہہ ہے کہ تیری مضاف بی نیازی مضاف الیہ مضاف
معہ مضاف الیہ کی مبتدا ہی اور بڑی ہے اسکی خبر پس مسند ہمین محذوف ہے
اور مصرع لاحقہ بیان ہے بی نیازی کا علی ہذا القیاس **شعر** دیکھیہ آئینہ جو کہتا ہی کہ
اللہ رے مین + اوسکا مین چاہنی والا ہون لقا واہ ری مین + اللہ ری مین
قایم مقام اللہ اکبر معنی مذکور ہین مبتدا بہ احسین ہون اسکی خبر جو محذوف
ہے یہہ تو تقدیس کی مثال ہے اب تفخیم کی مثال یعنی **ذوق** بل بے استغنا کہ
وہ یہان آتے آتے رہگئی + اُف ری بیتابی کہ یہان تو جی ہی نکلا جاے ہے
یعنی ای استغنا تیرا اثر سخت ور ہے اور ای بیتابی تیری تاثیر کامل ہے تعطف بل اور اُف
استغنا اور بیتابی کی تاثیر کا کمال ظاہر کرتا ہی جملہ ہای مصدرہ بکاف ونکی تاثیر
کا بیان ہے یہان بھی علی ہذا القیاس مبتدا یا خبر دونون مین سے ایک محذوف ہے
اور بل ہندی بامنین بس کو کہتی ہین اور اُف ایک لفظ ہی الفاظ اصوات مین
سے اسکے کچہہ معنی نہین جیسا کہ کوتی کی آواز کو کائین کائین اور زنیڈک کی آواز
کو غنین غنین مرغی کی آواز کو قاقا کہتی ہین ایسا ہی انسان جو شدت درد اور
افسوس یا تعجب کے حالت مین جو صوت زبان سی نکالتا ہی اوسکو اُف کہتی ہین

اور کہا سننی کی آواز کو اُہ اُہ یا اُخ اُخ کہتے ہین **نکتہ** بعض اوقات مسند یا
مسند الیہ یا دونون محذوف ہوجاتی ہین اور مفعول پر اکتفا کیا جاتا ہی اسموقع
پر قرینہ جو حذف پر دلالت کری حالت موجودہ ہوتے ہے مثلاً آدمی کھانا کھاتا ہو
اور حاضر الوقت سی کہی پانی روٹی سالن لا جو فعل یا فاعل ہے حذف ہوا اور
روٹی وغیرہ اسکا مفعول باقی رہگیا اور حذف مسند الیہ کی یہہ مثال ہے **شعر**
سنا یوسف کو حسینان جہان ہی دیکھی + ایسا مثیل طرحدار نہ دیکھا نہ سنا + ہمین
ہر ایک فعل کا فاعل محذوف ہے **نکتہ** تحذیر مین بہی مسند الیہ حذف ہوجاتا ہے
اور تحذیر کی معنی ہین کسی چیز سے خوف دلانا تاکہ اوس کی گزند سی بچین چنانچہ
ع ہٹو فلک کی تلی ہے ہم آہ کرتی ہین + ہٹو کا فاعل مذکور نہین اور کبہی
مسند و مسند الیہ دونون کو حذف کر کی محذر منہ پر اکتفا کرتی ہین اور کہدیتے
ہین سانپ سانپ یعنی سانپ سے بچو اور محذر منہ وہ شے ہی جس سے خوف دلائین
نکتہ کبہی مقام مدح مین بہی مسند یا مسند الیہ کو حذف کردیتی ہین تاکہ کمال
عظمت و بزرگی پر دلالت کری **غالب** یہہ مسایل تصوف یہہ ترا بیان
غالب تجھی ہم ولی سمجھتی جو نہ بادہ خوار ہوتا + ہماری غرض پہلے مصرع سی ہے

میر حسن نے اپنی مثنوی سحر البیان مین اس قسم کی بہت سے چنانچہ برات کی تجمل
کے بیان مین لکہا ہی ۵ وہ دولہا کا مسند پر آ بیٹہنا + برابر رفیقون کا جا بیٹہنا +
علی ہذا القیاس بہت سی ایسے شعر ہین جنمین خبر کلیۃً محذوف ہی نکتہ جب مسند
اور مسند الیہ کی ساتہہ نفی مذکور ہو اور ابتدا مین سور کلیہ واقع ہو تو کلی کا ایجاب
رفع کر دیتی ہے اور بعض کی نسبت ثبوت فعل کا اور بعض کی نسبت نفی کر دیتی ہے
مثلاً ہر ایک دل عشق کی قابل نہین ہوتا ایجاب اسکا یہہ تہا کہ ہر ایک دل عشق کے
قابل ہوتا ہی جب نفی مذکور ہوئی تو معلوم ہو گیا کہ بعض دل عشق کے قابل ہوتے ہین
اور بعض نہین ہوتے پس حقیقت مین یہہ نفی مسند مسند الیہ دونون کو شامل ہے
اگر تنہا مسند پر واقع ہو تو کلیۃً افادہ سلب کلی کرتی ہے چنانچہ مفلس کچہہ غم نہین
رکہتا کچہہ سور ہے۔ ان دونون قاعدون مین فرق یہہ ہے کہ پہلی مین ایک کلی
بیان کی گئی تہی پہر اوسکا سلب کیا گیا تہا اور دوسرے مین اثبات نفی کا ہے
کل افراد کی واسطے یعنی جو مفلس ہے اوسکو کچہہ غم نہین یہہ نہین اس سے پایا جاتا کہ
بعض مفلس غم رکہتے ہین اور بعض نہین طالب کو اسکی سمجہنے مین زیادہ تردد
اس جہت سے واقع ہوئی ہو گی کہ ہمنی بیان کیا ہی کہ نفی مثال اول مین مسند مسند الیہ

دونونکے واسطے شامل ہے اور مثال دوم مین تنہا مسند ہے سو اسکی تمیز ظاہر اور شوار
ہے کیونکہ اہل زبان جہان نفی کا موقع ہوگا وہین بولینگے اور تقدیم وتاخیر کی
کچہہ قید نہین لگائینگے اس صورت مین چاہیے کہ ترتیب کا لحاظ رکھین **دقیقہ**
موجبہ کلیہ وہ ہی جسمین ایجاب یعنے اثبات پایا جاوے چنانچہ ہر ایک انسان حیوان ہے
اور کلیہ سالبہ وہ ہے جسمین سلب یعنے نفی پائی جاوی چنانچہ کوئی انسان پتہر نہین ہی
کلیات وجزئیات مین جو لفظ حصر پر دلالت کرتا ہی اوسکو منطقیونکی اصطلاح مین
سور کہتی ہین اور وہ ہماری زبان مین یہہ ہین جو کوئی ہر ایک کوئی سب کوئی
کوئی اور انکی نفی اور کچہہ کچہہ نکچہہ اور کوئی اور کوئی نکوئی اور نکرہ اور جنس
مین فرق یہہ ہے کہ نکرہ مین ہر فرد پر حکم لگایا جاتا ہی چنانچہ کہتی ہین کوئی
دانا ایسا کام نہین کرتا اور جنس مین اوسکی حقیقت پر حکم لگایا جاتا ہی چنانچہ گدہا
آدمی نہین بن سکتا یعنی گدہی کی ماہیت سے آدمی کی جنس بن جانا بعید ہے
نکتہ تقدیم مسند الیہ کی معطوف معطوف علیہ پر زیادہ تخصیص مسند کا
فایدہ دیتی ہے یعنی معلوم ہوجاتا ہی کہ مسند مین بالتخصیص یہہ امر پایا جاتا ہی
ذوق کیا صوفی ہوگیا میکش قایل ہیں دونون ہین + کیا یہان عطف کا

فایدہ دیتا ہی **نکتہ** جب مسند اور مسند الیہ منفی واقع ہون اور ضمایر متکلم میں سے
کوئی ایک اونمین موجود ہو تو بعض کی نسبت ثبوت فعل کا اور بعض سی انکار اونمین
منظور رہتا ہی اور ایسی جملہ کی بعد اضراب ضرور رہتا ہی لفظی ہو یا تقدیری مثلاً
مینی نہین کہا یا یعنی بلکہ کسی اور نے کہا یا ہی اسمین اپنی نسبت انکار ہے اور غیر کی
نسبت ثبوت اگر لفظ ہی جو مفید معنی حصر ہے ضمیر کے ساتھ ملحق ہو تو اوسکی دو صورتین
ہین اگر بعد اوسکی اضراب واقع ہو تو اثبات بالاشتمال منظور رہتا ہی مثلاً مینی
ہی نہین کہا یا یعنی بلکہ زید نی بہی کہا یا ہی اسمین ثبوت فعل کا اپنی نسبت اور
غیر کی نسبت بالاشتمال منظور ہے اور اگر اضراب نہو تو اپنی نسبت حصر نفی فعل کا
اور غیر کی نسبت ثبوت منظور رہتا ہی چنانچہ کہتی ہین مینی ہی نہین دیکہا یعنی
اور سب نے دیکہا ہی فقط مینی ہی نہین دیکہا کہ اسمین فقط یا صرف وغیرہ کا لفظ
بہی ضرور رہتا ہی اور موقع اسکا اسم اشارہ سی پہلی ہے اور اگر جملہ منفیہ مین لفظ
خود یا آپ ضمیر کی ساتھ ملحق ہو تو اوسکی تین حالتین ہین یا تاکید مثلاً مین
خود قبول نہین کرتا یعنی تم بہی قبول کرنی سے کیا رکہتی ہو مین خود قبول نہین
کرتا یا انکار اپنی نسبت اور ثبوت دوسرے کی نسبت مثلاً مین خود وہان نہین گیا تہا

یعنی بلکہ یہہ انکو گرگیا تہا - یا وقوع فعل مین اثبات تحریک غیر مثلاً مین خود نہین
گرا بلکہ زید مجہے گرانیکا محرک ہوا اور اوسنی مجہکو گرایا ان دونون اخیر کی حالتون
مین کلمہ اضراب اسکی بعد ضرور ہوتا ہی **نکتہ** ہی بکسر الہاء وسکون الیاء
کبہی حصر کے واسطی آتا ہی اور یہہ حصر کبہی مخاطب کا فایدہ دیتا ہی جو مشارکت
غیر کا زعم رکہتا ہو **نسیم** سبزا ہی تو ہی فنا د مرداری + داماد کو گل دیا مجہی خار +
یعنی اور کسیکا فساد نہین جیسا کہ تو خیال کرتی ہے اور کبہی وہ معنی یہی او سمین
ملحوظ ہوتی ہین **ذوق** بوسہ کے مانگتی ہی یہہ نیچتون کو لگی + ایسی کیا لعل
لب غیرت گلشن کو لگی + یعنی مجہہ مانگنی کے **نکتہ** کبہی تقدیم مفید معنی حصر کی
ہوتی ہے **لمولفہ** مینی چاہا تو تم عزیز ہوئی + ورنہ تہا کون پوچہتا تمکو + یعنی
فقط میری چاہنی کا اثر ہی اور کسیکا نہین + فارسی مین اسکی مثال یہہ ہی **فردوسی**
منش کردہ ام رستم داستان + وگرنہ یلی بود درسیستان + **نکتہ** کبہی تجہسا اور تیری
جیسا وغیرہ مسند یا مسند الیہ واقع ہوتی ہین اور بطریق کنایہ خود تو مراد ہوتا ہے
چنانچہ کہتی ہین تیری جیسا دانا کیون بہولنی لگا مگر تیری جیسا غیر فصیح ہے
معنی اسکے یہہ ہین کہ تو کب بہولتا ہی **ذوق** عشق تہے اے ذوق وہ کافر کہ

جسکے ہاتھہ سی شیخ صنعان سا مسلمان نہ بد مشرب بنی یعنی خود صنعان
اوسی ستم سی ہے میرؔ ہمسی خوش زمزمہ کہاں ہو نتو لب لہجہ ہزار رکھتی ہین
حقیقت مین یہہ لفظ جیسا مضاف مضاف الیہ ہی فارسی مین اسکا ترجمہ مثل
ہے ایک صاحب فاضل فرماتی ہین کہ چونتو کا ترجمہ ہی اس صورتمین مضاف مضاف
الیہ ہوگا بہرحال اس سی کنایۃ ثبوت فعل کا مخاطب کے نسبت بلکہ اوس شخص کی
نسبت بہی جسکی طرف کی گئی ہے حاصل ہوتا ہی کیونکہ جب کسی شخص کے قایم مقام
مین کوئی صفت موجود ہوگی تو قیاسًا و عرفًا لازم ہی کہ وہ صفت اوس شخص
مین بہی جسکا وہ قایم مقام ہی ضرور موجود ہو پس ثبوت فعل لذاتہ بطریق اولے
ثابت ہوگیا ہی اب سوچنا چاہیی کہ شیخ صنعان اصل ہے اور شیخ صنعان جیسا
شخص اوسکا قایم مقام جب قایم مقام مین نہ بد مشرب بننی کی صفت موجود ہے
تو اصل یعنی خود شیخ مین بطریق اولی ہوگی **نکتہ** تکرار مسند الیہ دانکار مخاطب
کی تاکید کی واسطی آتی ہے یعنی مخاطب انکار کرتا ہی کہ معاملہ یون ہنین متکلم کو
اوسکی انکار کی رد کرنیمین تاکید کرنی پڑتی ہے مثلا مخاطب جب زید کی آنی
سی انکار کری تو متکلم کہتا ہی زید آیا تہا جی زید آ در کبہی محض تاکید منظور ہوتی ہے

ذوق شب ہجران سیہ نہین ہوتی + نہین ہوتی سحر نہین ہوتی + اور کبھی تکرار سے مبالغہ منظور ہوتا ہی **میر** جم گیا خون کف قاتل پہ ترا میر زبس + اونسی رو رو دیا کل ہاتھ کو دہوتے دہوتے + یعنی بہت دیا اور یہہ تکرار مسند مین ہے اور کبھی تکرار مسند الیہ سی تحقیر منظور ہوتی ہے مثلاً کہتی ہین آپ فرماتی ہین آپ کیا خوب اور کبھی تکرار سی ہر فرد منظور ہوتا ہے چنانچہ **میر** پتا پتا گلشن کا تو حال ہمارا جانی ہے + اور تو کہدی اگر گل جس سے بی بر گی اظہار کرین + یعنی ہر ایک پتا **ایضاً وله** تبہی بہلی تہی جتبک حرف آشنا نہ تہی تم + لگے لینی لڑائی اب تو سخن سخن پر + یعنی ہر ایک بات پر + اور اسی قسم سی ہے پانچ پانچ دس آدمیونکو دیدو یعنی ہر ایک فرد کو پانچ پانچ روپیہ دیدو اگر تکرار نہوتی تو یہہ معنا نہ نکل سکتا بلکہ معاملہ برعکس ہوجاتا **نکتہ** یہہ جو کچہہ مذکور ہوا اوس حالت مین ہی کہ کلام مقتضائے ظاہر کی موافق ہو اور کلام کبہی مقتضائے ظاہر کی مخالف بہی ہوتا ہی چنانچہ **مظہر کو مضمر کی جگہ استعمال کرنا** مثلاً بادشاہ کا قول کہ حضور ارشاد فرماتی ہین یعنی مین کہتا ہون اور یہہ تخویف مخاطب اور سامع کو شان و شوکت جتانی کی واسطی ہوتا ہی یا

انکسار اور فروتنی کی واسطی **میر حسن** چھوڑ اکر تیرا جھسی شہر و دیار + یہہ
بندی ہی لائی ہے تقصیر وار + یعنی مین جو بندی ہون او تقصیروار ہون
مجھسے یہہ فعل سرزد ہوا ہی اور کبھی رحم کی واسطی بھی آجاتا ہے چنانچہ کہتی ہین
الٰہی اپنے عاجز بندی پر رحم کر یعنی مجھپر کہ مین تیرا عاجز بندہ ہون **نسیم** گل کا سا
لہو بھر اگریبان + سبزہ کا سا تار تار دامان + دکھلا کی کہا سمن پری کو + اب
چین کہان بکاولی کو + یعنی مجھی کہ مین بکاولی ہون اب چین کہان اس سے
اس بات کا اظہار منظور ہے کہ بکاولی جو خوش باش اور آرام طلبی مین مشہور ہے
اب اوسکو چین کہان یا یہہ بکاولی جو تمکو عزیز تہی اوسکا یہہ حال ہے ہو سکی
تو تم علاج کر لو **نکتہ خلاف ظاہر کی** اقسام مین سے ایک قسم یہہ بہی ہے
کہ جمع کا اطلاق مفرد پر کرین چنانچہ مین کی جگہ ہم اور تو کی جگہ تم کہین مگر مین
اور ہم کا ایک بیت مین جمع کرنا مستحسن نہین مثال اسکی میری نظر سی نہین
گزری غزلیات مین جائز ہی کہ ایک بیت مین مفرد ہو اور دوسرے مین جمع
چنانچہ **غالب** عشق مجھکو نہین وحشت ہی سہی + میری وحشت تیری شہرت
ہی سہی + دوسرے بیت مین فرماتی ہین + قطع کیجی نہ تعلق ہمسے + کچھ نہین ہے

تو عداوت ہی سہی + اور اسی قسم سی ہی **میر حسن** کہا ہو تے سو توقع ہے اپنے کہو

فقیروں کو چہیڑو نہ بیٹہی ہو + مقام مقتضی تہا کہ فقیر واحد واقع ہوتا لیکن جمع

کا اطلاق کثرت معنی پر دلالت کرتا ہی یعنی بہت بڑا فقیر ہونا **خلاف ظاہر**

کی اقسام ہین سے ہے **ضمیر سے مرجع ذکر کرنا** میر ادسکی یا ون سے جا لگی ہی صبا

خوب سے ہاتہہ اوسی ہاتہہ ادسی لگائیگا + پہلی اسم اشارہ کا کوئی مرجع نہین

اور نہ لگائیگا کی ضمیر مستتر کا لگا ہی اور لائی وغیرہ مجرد جمع امر حاضر کی صیغہ

ہین اور کبہی جمع مضارع متکلم کے معنی دیتے ہین میر **رباعی** گزرا ہیہ کہ

شاہد و شکایت کیجی + یا آکی سخن او رحکایت کیجی + خوب اتنی تو مجہپر اب

رعایت کیجی + دل میرا مری تئین عنایت کیجی + پہلے دونون مصرعون مین

جمع مضارع متکلم کے معنی اسمین ملحوظ ہین اور مصرع سوم وچہارم مین امر

جمع حاضر کی ۔ اور حرف **گا** جو علامت استقبال کی ہے کبہی جمع حاضر پر بالتخصیص

استعمال کرتے ہین پس اس حالت مین مجرد کی مقابل مزید اسکا نام رکہا جاتا

ہمکو اس کا بیان کرنا ضروری نہین ہی ہم اپنی مطلب کی طرف رجوع کرتی

ہین کہ اسکا فاعل مذکور نہین اور یہہ غزلیات مین کثیر الوقوع ہی اور یہہ

اس نظر سے ہے کہ مرجع ایسا مشتہر ہوتا ہی کہ ذہن سامع کا اوسکی غیر کی طرف منتقل
نہین ہو سکتا یا متکلم کی ذہن مین مرجع حاضر ہوتا ہی اوسی کی طرف خطاب
کرتا ہی اور اسی کی قریب قریب ہے اضمار قبل الذکر اور اسمین عامہ نکتہ یہ ہے
کہ جب مخاطب یا سامع ایک ضمیر سنتا ہی تو متردد ہو جاتا ہی کہ مرجع اسکا مذکور نہین
اور جب مرجع سن لیتا ہی تو پہر نفس کو ایک قسم کی لذت حاصل ہوتی ہے کیونکہ انتظار
کی بعد جب ایک چیز حاصل ہوتی ہے تو زیادہ تر لذیذ ہوتی ہے میر ظالم اودہر
کی سدہ لی جون شمع صبحگاہی + ایک آدہ دم کا عاشق مہمان ہو رہا ہے + اور
یہہ مثال اوسوقت درست ہو گی جب اودہر کی معنے اوسطرف لین اور کبہی کوئی
خاص نکتہ بہی ہوتا ہی میر مین گریبان پہاڑتا ہون وہ سلا دیتا ہی میر + خوش
نہین آتی نصیحت گر کی غمخواری مجہی + چونکہ طبیعت ناصح سی متنکرہ تہی اسواسطے
اوسکا ذکر موخر کیا اور اسی قسم مین داخل ہے میر کچہہ کی اون نے جسکو چاہا ہی +
یونہی تو اپنا کیا بنا ہے + چونکہ مرجع کی مذمت منظور تہی ذکر اوسکا پیچہی ڈال دیا
اور یہہ محاورات مین بہت شایع ہی نکتہ مقتضای ظاہر کے اقسام مین سی ایک
استطراد بہی ہے اسکی معنی ہین ایک کلمہ کو اندراج کی جہت سے ذکر کرنا اس

حیثیت سی کہ مطالب مین اوسکا دخل نہو سو یہہ کبھی کمال پر ہنر پر دلالت کرتا
ہے چنانچہ کہتی ہین ہم اسکی بہلے برے کی ذمہ دار نہین مدعا مخاطب کا اس امر کا
ظاہر کرنا ہی کہ ہم اوسکی برائی کی ذمہ دار نہین اور کمال پر ہنر کی راہ سے کہہ دیا کہ ہم
دونون صورتون مین خواہ بہلا ہو خواہ برا ضامن نہین ہین حالانکہ بہلائی
کی ذمہ داری ہر کوئی کرسکتا ہی لیکن یہان یہہ امر جتانا منظور ہے کہ جب ہم نیک
کی ذمہ دار نہین تو بد کی کیون ہنبی لگی اور بہلا زاید ہی صرف بمقابلہ برے کی
واقع ہوا ہی تاکہ زوجیت بہلی بری کی حاصل ہو جای اور تغلیب اوسمین استطراد
مین تہوڑا ہی سا فرق ہے نکتہ خلاف مقتضای ظاہر کے اقسام مین سی ایک
التفات بہی ہے اور التفات کے معنی ہین نقل کرنا تکلم یا خطاب یا غیبت سے
ایکدوسرے کی طرف بر خلاف مقتضای ظاہر بشرطیکہ مخاطب ایک ہو خلاف
مقتضای ظاہر کی قید ہمنی اسواسطی لگائی ہے کہ جبتک مقتضای ظاہر کے
خلاف نہوگا ہم اوسکو التفات نکہینگے کیونکہ اگر مقتضی ہے کہ غیبت سی خطاب
کی طرف رجوع کیا جائی تو ناچار کرنا پڑیگا اور التفات کا فایدہ یہہ ہوتا ہی
کہ سامع کو اوسکی امید کی بر خلاف خوش کیا جائی سو یہہ جبتک کہ کلام مقتضای

ظاہر کی خلاف ہوگا تبتک حاصل نہین ہوسکتا پس اس قید کی لحاظ سی ہما
باغ و بہار کا قول (ای اللہ تو نی مجہہ عاجز کو سب کچہہ دیا الخ) التفات میں
داخل نہین ہوسکتا حالانکہ تکلم سی غیبت کی انتقال واقع ہوا ہی کیونکہ مجہہ
تکلم ہے اور عاجز غایب اور داخل نہونی کی وجہ یہی ہے کہ خلاف مقتضای
ظاہر نہین اگر پہلے ایک شخص کو خطاب کرین پہر دوسرے کو جو مخاطب ہے غیبت
یاد کرین تو التفات نہین ہوتی **غالب** تو وہ بدخو کہ تحیر کو تماشا جانی +
غم وہ فسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگی + پہلے مصرع مین اول خطاب ہے پہر جانی مضارع
غایب کا صیغہ مگر یہہ اوس صورت مین ہے کہ جانی کا فاعل بدخو ٹہرایا جای
اور فعل کو مضارع غایب پر حمل کیا جای ورنہ ماتحن فیہ سی خارج ہوگا اسی طرح
تکلم سی غیبت کی طرف **میر** مین رہ رونیوالا جہان سے چلا ہون + جیسی لبر
ہر سال روتا رہیگا + یعنی جیسی رونیوالیکو اور کبہی اس امر کی برخلاف بہی
استعمال کرتی ہین کیونکہ جب اخبار مین ذات متکلم یا مخاطب مقصود ہوتی ہے
اور انواع آخر یکسان ہوتا ہی اور التباس کا بہی خوف اوسمین نہین ہوتا تو ضمیر
خطاب یا تکلم ذکر کرتی ہین چنانچہ کہتی ہین مین وہی ہون کہ آپ مجہی یاد کیا

کرتے تھی یا ایسی تم نہین ہو کہ تمہاری دولت سی سب کو بہرہ پہونچتا ہی مقام مقتضی
اس بات کا کہ ضمیر غائب کو رہوتی کیونکہ کاف اس مقام مین صفت کی واسطے
ہے اور جملہ وصفیہ مین ضرور ہے کہ ضمیر ہو جو موصوف کی طرف راجع ہو چنانچہ میر کے
شعر مذکور مین واقع ہوا ہی یعنی مین وہ دنیو الا حباب ہے الخ اور وحدت
مخاطب کے قید سی یعنی ہمنی جو شرط کی ہی کہ مخاطب واحد ہو اس سے غزلیات اس
قاعدہ سے خارج ہو گئین خواہ پہلی بیت مین خطاب ہو اور دوسری مین غیبت یا تیسری
مین تکلم یا انکی برعکس وجہ خروج کی یہی ہے کہ مخاطب ایک نہین ہوتا میر صاحب
فرماتی ہین **غزل** تجھہ بن ای نوبہار کی مانند + چاک ہے دل انار کی مانند +
یہہ خطاب کے واسطے ہے اور غیبت کے مثال یہہ ہے سرو کو دیکھہ غش کیا ہمنی + تھا مگر
مین وہ یار کی مانند + چونکہ مخاطب ہر ایک کا مختلف ہے اسواسطے التفات میں
داخل نہین اور فائدہ نکتہ التفات مین جیسا کہ ہم پہلی بیان کر چکے ہین یہی ہے
کہ جب کلام ایک اسلوب سے دوسرے اسلوب کے طرف نقل کیا جاتی تو سامع کو
ایک قسم کی لذت حاصل ہوتی ہے اور کبھی موافق مقام کی کوئی خاص لطیفہ
بھی ہوتا ہی چنانچہ حکایۃ عن الزید کہین **فقرہ** معرکہ جنبش مین ہو جو

تھا کئی ایک شجاع میں قتل کیے اور اس شخص کے داہنی بازو میں ایک زخم کاری آیا
جس سے بیہوش ہو کر گر پڑا پھر کچھ مہینے کے بعد آرام ہوا ظاہر کا یہہ اقتضا تھا کہ
داہنی بازو پہ زخم آیا اور میں بیہوش ہو گیا کیونکہ اول و آخر تکلم ہے اور یہہ دونون
ضمیر غایب کے پس اسمین لطیفہ یہہ ہے کہ بیہوش ہونا اور زخم کا آنا گو حکایۃ ہو اسکو
اپنی طرف منسوب کرنا او صیغۂ متکلم کا ایسے موقع پر استعمال کرنا مگر وہ سمجھایا تا
ہے میرزا اسد اللہ خان غالب قصیدہ مدح بادشاہ ابو ظفر مین فرماتے ہین
شعر مہر کانپا چرخ چکر کھا گیا + بادشہ کا رایت لشکر کھلا + بادشہ کا نام لیتا
ہے خطیب + اب علو پایہ منبر کھلا + بعد پانچ چار شعروں کے فرماتے ہین + جانتا
ہون سطر لوح ازل + سپہ ای خاقان نام آور کھلا + تم کرو صاحب قرانی
جب تلک + ہی طلسم روز و شب کا در کھلا + اسمین لطیفہ یہہ ہے کہ غایبانہ مدح مین
ایسا سرگرم ہوا اور ممدوح کا تصور ایسا باندھا کہ گویا آنکھوں سے اوسے دیکھتا ہی
پس خطاب کرنا شروع کر دیا بعض اہل فن کے نزدیک التفات یہہ بھی ہے کہ مضمون
تمام ہو جائے پھر تمثیل یا دعا کی ساتھہ اوسی ختم کرین چنانچہ میر صاحب فرماتی ہین
شعر یان تو اتنا جا فقیروں کے + برگ سبز ست تحفۂ درویش + ذوق کہتی ہین

آج ذوق جہان سے گزر گیا + کیا خوب آدمی تہا خدا مغفرت کری + مصرع دوم بیت
اول مین آور خدا مغفرت کری بیت دوم مین التفات ہے + مگر استاد فن سراج
الدین علیخان آرزو اسکو التفات نہین مانتی **نکتہ** خلاف مقتضای ظاہر کی
اقسام مین سے ایک یہہ بہی ہے کہ کلام کو برخلاف مراد متکلم کے حمل کیا جای بشرطیکہ
وہ حمل کرنا صحیح ہو اور حمل کرنیوالیکا مدعا یہہ ہو کہ اگر اس کلام کی یہہ معنی تمہاری
نزدیک ہون تو بہتر ہے چنانچہ صاحب اودہ اخبار نی صاحب اکمل الاخبار
کی نسبت لکھا تہا کہ عقل چہ کیتی ست کہ پیش مردان بپاید صاحب اکمل الاخبار
نے اوسکی جواب مین لکھا کہ اپنے دوستون کا نام گہٹا کر کیون لیتی ہو معہ لقب وغیرہ
کے یاد کرو انتہی مختصراً۔ صاحب اودہ اخبار کی جواب مین سے ایک شخص مردانعلیخان
رعنا نام ہین اور وہی شاید محرر اس فقرہ کی ہین پس صاحب اکمل الاخبار نے مردان
جو لفظ عام تہا اوسکو خاص بنا لیا اور مضمون یہہ مقرر کیا کہ عقل چہ کیتی ست
کہ پیش مردانعلیخان بپاید اور جو الفاظ برخلاف حمل کرکے نہین لکھی ہین وہ سب کے
سب قرینہ صارفہ ہین آور ایسا ہے ہم سونا چاہتے ہین تو اوسکی جواب مین
کہا جاتا ہی کہ ہم تو بہو مرتے ہین سونا یہان کہان متکلم کی مراد سونی سے

ایک کیفیت ہی جو جاگنی کی ضد ہی اور فارسی مین اوسکا ترجمہ خواب ہے اور مخاطب
حمل کرتا ہی سونے کو زر پر اور قرینہ صارفہ ہمین ہیہ مرتے ہین ہے یعنی اگر ہم زر
رکھتی تو ہیہ کیون مرتے بس لازم ہے کہ قرینہ صارفہ اسموقع پر ضرور ہو ورنہ حمل
صحیح نہ ہوگا چنانچہ کہدین کہ ہم سونا چاہتی ہین اور مخاطب کہی کہ سونا یہان
کہا تو مخاطب گمان نہین کرسکتا کہ متکلم سونا زر کی معنو مین استعمال کرتا ہے
اور دقیقہ فہم خوب جانتی ہین کہ صنعت ایہام مین سے یہہ قاعدہ ماخوذ ہی اور ایہام
صنایع بدیعی مین سے ایک صنعت ہے **نکتہ** خلاف مقتضا ظاہر کی اقسام مین سے
ایک **قلب** ہے اور وہ دو قسم ہے ایک سطر اور دوسرا قلب صفت و موصوف کا ہی
مثلا گھوڑا خوش رفتار سو یہہ قلب البتہ مرکبات فارسیہ مین درست ہو سکتا ہی
کیونکہ ہندی مین اگر قلب صفت و موصوف کا کسی جگہ پایا جاتا ہی تو وہ ضعف
تالیف پر محمول ہوتا ہی اور مرکبات فارسیہ مین اگر یہہ قلب مروج ہی تو بیشک
اوسکو اوسی صورت سی استعمال کرنا چاہیئے اگر خلاف اسکی استعمال کرینگی تو
بعض اوقات پایہ استحسان سے ساقط ہو جائیگا چنانچہ چابک سوار اگر اسکی جگہ
سوار چابک کہینگے تو وہ لطف نرہیگا جو قلب کی صورت مین ہے دوسرا قلب

ستا دہی اور وہ کم مستعمل ہوتا ہی **نکتہ** کسی جگہ قلب سے تعقید لفظی حاصل
ہوتی ہے **سرور** نیک و بد زمانہ نہین اختیار مین ہتا وہی سرور ہے جو سر نوشت ہی
مابین فعل اور ربط کی ایک جملہ کا فاصلہ لانا موجب تعقید لفظی کا ہی اور سر نوشت
ستا دہی ہی جسکی ندا محذوف ہی برخلاف اسکی شعر کی **ذوق** دیتی شربت ہی
کسی ہر پھیری آنکھہ تری عین احسان ہے وہ ہر ہی کر دیتی ہے ؛ ایسی موقع پہ یعنے
دیتی شربت ہی قلب و ابط جایز ہی اسلئی کہ یہہ فاصل مفعول ہے غیر نہین
نکتہ خلاف ظاہر مین سے ایک **تجرید** بھی ہے اور وہ مجرد کرنا ایک لفظ کا ہی معنون
سے پھر وہی معنی دوسر کلمہ مین بزیادت ایضاح کی واسطی ذکر کرنا چنانچہ ذمایم
اخلاق ذمایم جمع ہی بمعنے صفت بد اور اخلاق جمع خلق کی معنی خو خواہ
نیک ہو یا بد اسی قسم سی ہے تعظیم کرنا تعظیم کی معنی ہین کسیکو بڑا جاننا جب
تعظیم خود مصدر ہی تو اسکی بعد کرنا (علامت مصدر) کہنا داخل تجرید ہی اور یہہ
بھی ہو سکتا ہی کہ جزو معنی کی تاکید ہو اور کبھی جمع کی صیغہ کو مجرد کرکی پہر
جمع اوسکی بقاعدہ فارسی عمل مین لاتی ہین چنانچہ اہالیان قتر اہالی جمع اہل کی ہی
مگر ہماری نزدیک یہہ غلط العام مین داخل ہے اور منشا اس غلطی کا یہہ ہے کہ

سمجھنے والی نے اہالی کو سفر دسمجھا اسی قسم سی ہے دو بارہ صلہ استعمال کرنا
ذوق عشق ہے ایذ دق وہ کافر کہ جسکی ہاتہ سی شیخ صنعان سا مسلمان ہند
بدمشرب بنے مگر یہہ بہت شایع ہو چکا ہی تفصیل اسکی ہم پہلی لکھہ چکی ہین
نکتہ تجربہ مین کبھی ایک یا زیادہ معنا سا قط کر دیتی ہین منشی محمد لطیف صاحب
فرماتی ہین ؎ عوض جو درد کہا دی تو خدا یا ہمکو ستی ہو جا ہی وہ بت جسنی ستایا
ہمکو ستی کی معنی ہین نعش معشوق کی ساتہہ جل مرنا نہ فقط جلنا اور ہند مین
رواج تہا کہ ہنود کی بعض عورتین اپنے خاوندون کے ساتہہ جل جایا کرتی تہین
اور یہان فقط جلنا مراد ہی کیونکہ اگر ستی کے تمام و کمال معنی لیے جائین تو
مضمون دگرگون ہو جاتا ہی کیونکہ ستی ہو جانا بہر حال کسی شخص کے ساتہہ
ہوگا پس اگر اپنے ساتہہ کہا جائے تو یہہ مراد متکلم کی نہین کیونکہ مطلوب فقط
اوسکو سزا دینا ہی نہ اپنی موت بہی اگر دوسرے کی ساتہہ ہو تو یہہ اور بہی شکایت
حسرت کا مقام ہی کیونکہ غیر کی ساتہہ جبتک کمال وفا نہو ستی ہونا ممکن نہین
پس معلوم ہو گیا کہ فقط جلنا یہان مطلوب ہے اور یہہ تجربہ ہی بت کے لفظ مین اشارہ
ہے کہ ستی ہونا بت پرستون ہی مین ہوتا ہے نہ اہل اسلام مین

تیسرا باب مسند کے بیان مین

نکتہ مسند کا ذکر نکرنا اونہی فایدہ کے واسطی ہوتا ہی جسکا بیان ہم مسندالیہ مین کر چکے ہین یعنی عبث سے احتراز کرنا یا قرینہ پر اعتماد کرلینا یا کثرت استعمال کو ملحوظ رکھنا چنانچہ کہتی ہین مزاج شریف کیسا ہی حذف کردیتی ہین اور وجہ اسکی کثرت استعمال ہے **میر** موقوف غم میر کہ شب ہوچکی ہمدم + کل رات کو پھر باقی یہہ افسانہ کہینگے + یعنی غم میر کا بیان موقوف کہو اور یہہ حذف اعتماد قرینہ ہی **نکتہ** کبھی مسند واجب الستر ہوتا ہی اسلئی حذف کردیتی ہین **للمولفہ** تنہا مری بزم مین تو آجا ہی تو بین + لون تجھکو بغل مین اور جو فرما ہی تو بین + سرکاؤن دوپٹہ تیری چہرے سی تمام + جب کا تمام دور ہوجا ہی تو مین + مصرع اخیر کا مسند واجب الستر تھا اسلئی حذف کیا گیا اور کبھی اہانت کی سبب سے بھی حذف کردیتی ہین چنانچہ آپ ہی یہہ کہاتی ہین اور آپ ہی وہ یعنی گو کہاتی ہین اور جھک مارتی ہین اور کبھی مسند کے واجب الستر ہونی کی صورت مین اسماء الاشارہ پر اکتفا کرتی ہین مدعا یہہ ہوتا ہے کہ اصل کا ذکر کرنا خلاف ادب ہے **ذوق** جبتک کہ ہے گرہ مین احمقوں کے پیسے

سب کہتے تہے اونکو آپ ایسی ایسے مفلس جو ہوئے تو پہر کسی نے ایذ وق + پوچہا نہ کہ تہی
کون وہ ایسے ویسے + ہمارا مطلب ایسے ویسے سی ہے **نکتہ** کبہی مسند کو حذف کرکے
اسماء الاشارہ پر اکتفا کرتی ہین تا کہ اوصاف متعددہ پر دلالت کرے اور یہہ
اکثر صفت و موصوف مین واقع ہوتا ہی چنانچہ بیت اول یا مذکور مین ایسے
ایسے قایم مقام صفت کے ہی اور فایدہ اسمین یہہ ہے کہ اسمین اختصار کامل ہو سکتا ہے

نکتہ مسند کا ذکر کرنا کبہی اسواسطے ہوتا ہی کہ معین کر دین کہ مسند اسم ہے یا فعل
پس اگر فعل ہوگا تو فایدہ تجدد کا دیگا اور اسم سی ثبوت حاصل ہوتا ہی تجدد سے
ہماری مراد حدوث ہے یعنی نیا کام کرنا جو پہلی فاعل کے ذات مین موجود نہ ہو اور
ثبوت سے یہہ مراد ہے کہ مقرر کر دین کہ مسند الیہ مین یہہ صفت موجود ہے چنانچہ زید مر گیا
اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ زید مین جو صفت پہلی نہین پائی جاتی تہی وہ اب
پائی جاتی ہے اور زید بیٹہا ہی اس امر پر دلالت کرتا ہی کہ زید مین بیٹہنے کی صفت
موجود ہی نہ یہہ کہ پہلی نہ تہی اور اب ہو گئی ہے اور فعل مسند کا مقید ہونا ہی
کسی ایک زمانہ کی ساتہہ مختصر طور پہ اور زمانہ تین ہین ماضی مستقبل حال ماضی وہ زمانہ
ہے جو زمان تکلم سی پہلی ہو اور مستقبل وہ جو زمان تکلم سی پیچہے ہو اور حال اجزا ہے

آخر ماضی و اوّل مستقبل ہے جو ایک دوسرے کی بیچ میں بد و دن مہلت واقع ہون
چنانچہ زید نماز پڑہتا ہی حال ہے حالانکہ بعض اجزا نماز کی اوسنی ختم کرلی ہین اور
بعض باقی ہین پس جو فعل آنات بسیار یعنی بہت وقتون مین بدون فاصلہ
اور مہلت کی واقع ہوتا ہے اوسکو حال بنا لیتی ہین اور مختصر طور پر یہ جو ہمنی کہا ہے
تو ظاہر ہی کہ اوٹہا اوٹہا تہا کی نسبت مختصر ہے ایک صاحب فاضل اعتراض
کرتے ہین کہ کیا اوٹہا تہا فعل نہین ہے اگر ہے تو مختصر کی قید سے کیا فایدہ مین عرض
کرتا ہون کہ فقط اوٹہا فعل ہے اور تہا ادہی اور گا علامات ماضی و حال و
استقبال ہین فعل وہی ہے جو ان علامات سے مجرد ہو اور اختصار اوسمین پایا جاتا
ہو اور فعل کبھی تجدد و استمراری پر دلالت کیا کرتا ہی چنانچہ حال مثلاً ع ایک
جہان سرا ہی دنیا مین بھی ایک آتا ہی ایک جاتا ہی یعنی دنیا ہی شخص آنیوالا اور
دنیا ہی جانیوالا اور یہہ آنا جانا استمراری یعنی ہمیشہ کی لئی ہے اور اسیطرح مضارع
مین بہی تجدد و استمراری کبھی پایا جاتا ہی چنانچہ کام چلا جائیگا اور کبھی محض
تجدد ہوتا ہی استمرار نہین ہوتا چنانچہ ع عمر بہر خون جگر پینا ہی بمیزہ جینا
بہی کبہہ جینا ہی یعنی لحظہ بعد لحظہ خون جگر پینا ہی اور نفی اثبات کی تابع ہے

یعنی جو حال فعل مثبت کا ہوگا وہی منفی کا ہوگا اگر کہا جاوے کہ جب کسی کلام مین
کوئی قید ملحوظ ہو اور اسی کلام پر نفی آجاوے تو وہ نفی قید کی طرف راجع ہووے
ہی ارباب تحقیق کا یہی قول ہے پس اس قاعدے سے کوئی آتا ہی کوئی جاتا ہے
مین نفی تجدد یا استمرار کی ہوگی نہ نفی فعل کی کیونکہ مثال مذکور مین دو صفتین ہین
ایک تجدد کی دوسری استمرار کی سو نفی کرنی سے دونون صفتین زایل ہوگئی۔
زیادت ایضاح کی واسطی ہم بیان کرتے ہین کہ فعل کی تین حالتین ہین یا تو اوپر
قید تجدد اور استمرار کی ہوگی یا فقط تجدد یا فقط استمرار کی ہوگی پس ان تینون
حالتون مین اگر نفی کرینگے تو وہ نفی ان قیدون کی ہوگی نہ نفی فعل کے ہم اسکا
جواب دیتی ہین کہ یہہ قاعدہ درست او مسلم ہی لیکن یہہ بات بیان کرنی باقی ہی کہ
اگر مسند مین تجدد یا استمرار ہو تو ایسا ہوتا ہی مگر اسکی بھی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ
نفی تجدد یا استمرار کی مع نفی فعل کے ہو جیسا کہ نہ کوئی آتا ہی نہ کوئی جاتا ہی دوسرے
نفی فقط تجدد یا استمرار کی ہو نہ نفی فعل کی اور اگر مسند مین نہ ہو تو دلالت کرتا ہے
کہ واضع نی خود فعل منفی وضع کیا ہی **فوق** نہ آیا گو رہہ میری وہ بیوفا ورنہ +
گلے لگانی کو ترستی ہی نکلتی ہاتہہ + بیوفا مسند الیہ ہے اور نہ آیا مسند سو مسند مین

نہ نفی تجدد کی ہی استمرار کی بلکہ اصل واضع نی یہہ فعل منفی وضع کیا ہے
نکتہ کبھی مسند ایک فعل واقع ہوتا ہی اور ظاہر مین وہ زاید معلوم ہوتا ہی مگر فی التحقیق
وہ اثبات تردد اور محنت کا کرتا ہی تاکہ معلوم ہو جائے کہ متکلم پر اوسنی ظلم یا رحم
کرنہین کیا تردد کیا ہی **ظفر** کاٹ کر رکہدن سر اپنا اب یہہ ہی مرضی تری
تو نی رکھدی لا کے جو شمشیر میرے روبرو یہ جاننا چاہیی کہ لفظ کی ضافت کی واسطے
ہوتا ہی اور کبھی قایم مقام عطف کی آتا ہی - اس صورت مین فایدہ اختصار
کا دیتا ہی چنانچہ زید آ کے چلا گیا اور دیکہہ کے کہنے لگا یعنے آیا اور
چلا گیا اور دیکھا اور کہنی لگا اور کبھی اسی قسم سی ہے اور اسی موقع پر بولا
جاتا ہی پس تو نے رکھدی لا کے یہہ معنی ہین کہ تو جو لایا اور رکہدی او
مطلب فقط اتنی عبارت مین ختم ہو سکتا تہا تو نی جو شمشیر رکہدی میری سامنے
لیکن لا یا سی اثبات تردد سعی کا منظور ہی یعنی میری مارنی کی لئی شمشیر ڈہونڈ کر
لا یا اور مجہپر ظلم کرنیکی لئی اوسی یہہ تکلیف اوٹھائی ہی **نکتہ** فعل کا مفعول
یا ظرف وغیرہ سی مقید کرنا اسواسطی ہوتا ہی کہ اوسمین زیادہ وقوف حاصل ہوتا
ہے کیونکہ جسقدر قیدین زیادہ لگائینگے اوسیقدر خصوصیت اوسمین زیادہ ہوگی

مگر جو لفظ ہوگا اور ہی اور رہتا کی ساتھہ مقید ہوگا وہ خبر ہی کیونکہ یہہ کلمی اخبار
زمانہ کی واسطی مقرر ہین **نکتہ** ترک کرنا قید کا کسی مانع کی واسطی ہوتا ہی اور وہ
مانع یا تو یہہ ہے کہ متکلم مقیدات سے واقف نہین اسواسطی ناچار قیود کو ترک کرتا
ہے یا مقیدات کی حاجت نہین ہوتی یا مقیدات کی بیان کرنیکی فرصت نہین
ہوتی یا سامع یا اور کسیکو مقیدات سے واقف کرنا منظور نہین ہوتا یعنی مکان
اور زمان وفعل وغیرہ متکلم نہین چاہتا کہ اور کسیکو معلوم ہوجائین یا خوف اس بات
کا ہوتا ہی کہ مبادا مخاطب سمجہلی کہ متکلم زیادہ گو ہی یا کوئی اور ایسا ہی سبب مانع
ہوتا ہی **نکتہ** مسند کو شرط کی ساتھہ مقید کرنا باعتبار ادن حالات کے ہوتا ہی جو
حروف شرط کی احوال سے معلوم ہوتے ہین اور حروف شرط کی یہہ ہین اگر گر
چو ان مگر یہہ لفظ فصحای اہل ہند کی محاورات مین کم واقع ہوتا ہی اور اکثر عوام
اسکا استعمال کرتے ہین جو جب جسوقت جہان جو ہین ہر چند کہ ہر چند کہ گو اور سب
ہر ایک انمین سے اپنے اپنے موقع پر مستعمل ہوتا ہی اگر اور گر ایک ہی ہین جو بہی انہین
کی جگہ مستعمل ہوتا ہی مگر کبہی تعین زمان کے واسطی بہی آجاتا ہی میر تقی کی جو تہی
تو بہت عنب جا صمہ ہی تہی + اب تو خرابے کی خرابات بہی گئی + اور کبہی ہوا سے

شرط کی صلہ کی واسطی بہی آتا ہی **مومن** وہ جو ہم مین تم مین قرار تہا تمہین
یاد ہو کہ نہ یاد ہو + اور کبہی بجای کانکے مستعمل ہوتا ہی جو فارسی مین بیان یا صلہ
کی واسطی آتا ہی **میر** طالع جو میر خوار ہی محبوب کو خوش آئی + پر غم یہہ ہی مخالف
دیکہین گے سب تماشا + اسکا ترجمہ یہہ ہے کہ خوشا طالع تو میر کہ یار در پے آزار تست
جب جسوقت بعین زمان کے واسطی آتے ہین چنانچہ جسوقت تم آوگی مین آونگا یعنی
میرا آنا اوسوقت ہوگا جب تمہارا آنا وقوع مین آئیگا مدعا یہہ ہے کہ اپنے آنی کا زمانہ
متعین کر دیا جسوقت کبہی تعمیم کے واسطی بہی آجاتا ہی **غالب** مہربان ہو کے
بلا لو مجہی چاہو جسوقت + مین گیا وقت نہین ہون کہ پہر آبہی نسکون + یعنی
اوقات نا معینہ مین سے جسوقت چاہو جہان بعین زمان کے واسطی آتا ہی
میر کبہی ملکی نہ کہین پائی اوس سے + جہان (جسجگہ) بولی لگا کہنے کہ بس بس + کبہی تعمیم
بہی اس سے منظور ہوتی ہے **ذوق** جہان (جسجگہ) تم کہیں کسیکے ساتہہ دیکہا + کبہی وہ سر
شوخ کو تنہا نہ پایا + ہر چند اگرچہ گو تینون کا ایک ہی حکم ہی ور انکی جزا مین حرف
استدراک کا لفظاً یا تقدیراً ضرور آتا ہی **نکتہ** حرف شرط کبہی حذف بہی
کر دیتی ہین اور یہہ اکثر مروج ہی **ذوق** آتا ہی تو آجا کہ کوئی دم ہی فرصت +

پھر دیکھیے آتا بھی ہے دم یا نہین آتا + یعنی اگر آتا ہو + **میر** ہمسی خوش زمزمہ کہان
ہو نتو + لب و لہجہ ہزار رکھتی ہین + یون اسم اشارہ ہے اور قریب کے واسطی مستعمل ہوتا ہے
اور اکثر اوقات مشار الیہ اسمین مقدر ہوا کرتا ہی یعنی شعر کی یہہ ہین کہ ہمارے جیسے
خوش زمزمہ کہان ہین اگرچہ لب و لہجہ والی ڈھونڈو تو ہزارون ہین آور حذف
کی مثالین بکثرت میسر آسکتی ہین **نکتہ** جملہ جزائیہ کی ابتدا مین ہمیشہ تو یا ایک
یا لیکن یا پر یا مگر آیا کرتا ہی **ذوق** اگر چہ لم کو بھی آیا تو ہم جانینگے اب آیا + **میر**
گرچہ آوارہ جون صبا ہین ہم + لیک لگ چلنے کو بلا ہین ہم **میر** مر گئی لیکن
نہ دیکھا تو نی ادہر آنکھ اوٹھا + آہ کیا کیا لوگ ظالم تیری بیمار و نہین تھی **ذوق**
یار لائے او سی بالین پہ مگر کسوقت + اور کبھی انکو حذف بھی کر دیتی ہین **میر** جدا جو ہو
سی وہ لب بیگانہ ہوا + طپش کی یہان تئین دل نے کہ درد شانہ ہوا **نکتہ** جب شرط
موخر اور جزا مقدم ہو جاتی ہے تو وہ الفاظ جو ابتدا جزا مین واقع ہوتے ہین قطعاً
محذوف ہو جاتے ہین **غالب** ننگ تمکین گل و لالہ پریشان کیون ہے + گر چراغان
سر رہگذر باد نہین + **نکتہ** جب جسوقت محض شرط کی واسطی آتے ہین اگر استقبال
پر آئینگے تو وہی شرط کا فایدہ دینگی اور جب ماضی پر آئینگے تو اوسنی یقین پایا جاےگا

دفوع فعل ہین **نکتہ** کبھی جزا کو بھی بنظر قرینہ دالہ کی حذف کردیتی ہین اور

موکدات جزا کو قایم مقام کرلیتی ہین **ذوق** ای ذوق شہید اوسکو کرنی ہین کیئے

عاشق + کرنی ہی اگر سبقت کیا دیر لگائی ہے + یعنی اگر سبقت کرنی ہی تو کر دیر

کیا لگائی ہے جزا اسمین محذوف ہی اور کیا دیر لگائی ہی جو اوسکا موکد تہا اوسکی جگہ

رکہا گیا **نکتہ** اگر جزا مین بھی وہی فعل واقع ہو جو شرط مین ہو تو مفہوم اوسکی مخالف

پیدا ہو جاتا ہی اور قضیہ شرطیہ فرضیہ پر محمول ہو جاتا ہی چنانچہ **میر** صاحب فرماتے

ہین ۵ مرگیی ہم تو مرگیی تو جی + دل گرفتہ تری بلا ہووے + یعنی اگر بالفرض ہم

مرگیی تو تو جیتا رہ حرف شرط اسمین محذوف ہے اسیطرح **میر حسن** فرماتی ہین ۵

دگر مرگیی تو بلا سی موئی + تو یون جانیو مہیہ صدقے ہوئی + **نکتہ** کبھی جزا کو باعتبار

قرینہ سابقہ کے حذف بہی کر دیتی ہین **نسیم** جسوقت وہ گل چمن سے لایا +

محمود اخوش ہو کہ آیا + کہنی لگی لو مراد پائی + بولا کہ جو یہان سے ہو رہائی + یعنی

اگر یہان سے رہائی ہو تو جانین کہ مراد پائی نہین تو نہین چونکہ جزا مقدم مذکور ہو چکی

تہی اسواسطی اوسی حذف کر دیا تاکہ عبث سے احتراز ہو **نکتہ** کلمہ اگر اور جو

ایسے مقام پر مستعمل ہوتا ہی کہ وقوع اور لاوقوع شرط کا یقینی نہو چنانچہ

غالب مٹ جائیگا سر گر ترا پتھر نہ گھسیگا + ہون در پہ تری ناصیہ فرسا کوئی دن اور **میر** گل نے بہت کہا کہ چمن مین نجا یئی + گلگشت کو جو آیئی آنکھون پہ آیئے گھسنا اور نہ گھسنا اور آنا نہ آنا یقینی نہین اور یہی سبب ہے کہ یہہ الفاظ اکثر مستقبل مین مستعمل ہوتے ہین کیونکہ وقوع اور لا وقوع آیندہ پیدا ہونیوالی چیز کا جزم کی ساتھہ نہین معلوم ہوسکتا اور ماضی اور حال مین بھی اسیجگہ استعمال کرتے ہین کہ جزم مذکور نہو اور وقوع ولا وقوع بطریق فرض کے ہو **ذوق** اگر حلیم کو بھی آیا تو ہم جانینگے اب آیا + یہہ ماضی مین آیا ہی مگر یہہ وقوع یقینی نہین بلکہ فرضی اور کبھی اسکو جزم کی مقام پر بھی استعمال کر لیتی ہین **لمولفہ** ہمنشین گر مری یہہ شب کٹ جایئ تو مین جانونگا اک پہاڑ کٹا + شب کا کٹ جانا یقینی ہے **منشی محمد لطیف صاحب** چڑہا دہ بدر جو مہتابی پہ تو ہم سمجھی + قیامت آگئی نیزہ پہ آفتاب آیا **ذوق** لگائی زلف کو شانہ نی جو انگلی پکارا دل + یہہ گستاخی ہبلا رہ تو سہی و بی ادب آیا + جب اور جسوقت جو انہین معنون مین مستعمل ہون مگر ماضی و حال پر آجایئن تو جزم ادنی مطلوب ہوتا ہی **منشی محمد لطیف صاحب** فرماتی ہین سے جب کبھی جوش پہ آجاتا ہی دریا ہی الم +

کشتی می کے وسیلہ سی گزر جاتا ہون ذوق مین اپنے ذوق کی قربان کہ
مستی مین محبت کے بلا یا کسنی اسکو جب آیا بی طلب آیا + جسوقت کی مثال یہہ ہے
ذوق تیرہ روز ہے تیری مہر جہانتاب کا نور + دیا جسوقت اوڑا کر یک شب تاب
بنا + اور جب یہہ تینون استقبال ہین آتے ہین تو یہہ حکم انکا نہین ہتا بلکہ وہی
شکل ہجاتی ہین نکتہ جب بعد خول کلمہ اگر یا جو کا ماضی تمنائی ہوتا ہی تو لوکی معنی
دیتا ہے اور لو عربی زبان مین خاص اسی مطلب کے لئی موضوع ہی چنانچہ
لَوْکَانَ اٰلِہَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ یعنی اگر سوا اللہ کی کوئی اور بھی خدا ہوتا اور اسکا حکم
یہہ ہے کہ جب مثبت پر آجاتا ہی تو اوسکو منفی بنا دیتا ہی اور جب منفی پر آتا ہی تو
اوسکو مثبت بنا دیتا ہی ذوق مرتی جو موت کے عاشق بیان کہو کرتی ہے
خضر بہی مرنی کی آرزو کرتی + اگر یہہ جانتی چین چین کے ہمکو توڑینگے تو گل کبھی نہ
تمنائی نگاہ بو کرتی + پہلی مصرع مین جو کا مدخول یعنی کرتے مثبت تھا وہ منفی
ہوگیا کیونکہ معنی اوسکی یہہ ہین کہ عاشقون نے موت کے مرنی بیان نہ کیے اگر کرتی
تو یون ہوتا + دوسرے شعر کی پہلی مصرع مین بہی یہی صورت ہے میرزا اسد
اللہ خان غالب لیتا نہ اگر دل تمہین دیتا کوئی دم چین + کرتا جو نہ مرتا

کوئی دن آہ و فغان او نہ لیتا فعل یا فاعل کوئی دم چین اوسکا مفعول اونہ لیتا
منفی جسکی نفی اگر سے مقدم واقع ہوئی ہے یعنی اگر مین تھین دل نہ لیتا تو کوئی
دم چین لیتا دوسرے مصرع کی ترکیب بھی ایسی ہی ہے **نکتہ** چونکہ شرط ایک چیز کا
تعلق ہے دوسری چیز سے لیس لازم ہی کہ شرط اور جزا کی درمیان اختلاف لفظی نہو
یعنی ایسا نہو کہ ایک ماضی ہو اور دوسرا استقبال یا برعکس اسکے مگر کسی نکتہ کی واسطے
اور یہہ کبھی کلمہ بھی کے ساتھہ آتا ہی چنانچہ کہتی ہین بہ اگر آبھی گیا تو کیا کر لیگا اور
کبھی بدون بھی کے بھی مستعمل ہوتا ہی **غالب** بھی ہے آزمانا تو ستانا کسکو کہتی ہین
عدو کے ہو لیئے جب تم تو میرا امتحان کیون ہو نکتہ اسمین یہہ ہے کہ وجود شرط کا جو
آیندہ ظاہر ہونیوالا تھا بطریق حقیقت یا فرض ماضی پر حمل کر لیا اور جزا جسکا
وجود مشکل تھا استقبال پر محمول ہو گئی لطیفہ اسمین یہہ ہے کہ ہر چند شرط کا مضمون
گزر چکا پھر بھی وجود جزا کا ظہور ممکن نہین **نکتہ** تنکیر مسند کی کبھی تعظیم کی واسطے
ہوتی ہے چنانچہ کہتی ہین زید ایک دانا آدمی ہے یا تحقیر کی واسطی جیسا کہ کہتی ہین
وہ ایک خیال ہے **نکتہ** تخصیص مسند کی اضافت یا وصف کی ساتھہ اسلئی ہوتی ہے
کہ فایدہ اتم ہو اور ترک تخصیص کسی مانع کی واسطی ہوتی ہی چنانچہ بیان اسکا مسند الیہ

ہین گزرچکا ہی **نکتہ** تقدیم مسند کی نہایت اہتمام کی واسطی ہوتی ہے یعنی اسکا
بیان اہم ہوتا ہی تاکہ تقدیم ایسی چیز کی جسکا حق یہہ ہے کہ موخر ہو اہمیت پر دلالت کرے
چنانچہ کہتے ہین کھڑا ہی زید اصل یہہ ہے کہ یون کہا جاتا زید کھڑا ہی مگر یہہ اسلیے
ہے کہ مخاطب زید سی تو آگاہ ہی لیکن اوسکی کیفیت سے واقف نہین کہ آیا وہ کس
حالت مین ہی اور بیان کرنا اوسکی کیفیت کا مقدم اور اہم ہے اسواسطی کھڑا ہی
پہلے کہا گیا **نکتہ** جب ایک چیز مین دو وصف موجود ہون اور سامع سمجھے کہ یہہ شے
ایک ہی صفت رکھتی ہے نہ دو یہانتک کہ جایز سمجھے کہ یہہ دونون صفت خارج مین
متعدد چیزون کے ہین پس جس صفت کو سامع جانتا ہو اور بسبب علم متکلم کی طالب
اس بات کا ہو کہ دوسری صفت کا حکم اوسپر لگائیگا ایسی موقع پر واجب ہے کہ اوسی لفظ
کو مقدم کرین مگر کسی نکتہ کی واسطی چنانچہ اہتمام شان مسند وغیرہ اور یہہ اس مثال
سے روشن ہو سکتا ہی کہ یہہ زید ہے پس اگر مخاطب مشار الیہ کو جانتا ہو مگر یہہ
نجانی کہ یہہ زید ہی یا عمرو یا کوئی اور اسموقع پر کلمہ یہہ مسند الیہ ہوگا اور اگر زید کو
جانی مگر یہہ نجانی کہ زید یہی ہے یا کوئی اور اسموقع پر زید کو مقدم کرینگے اور یہہ کو
موخر اگر یہہ کہا جائی کہ جزئی حقیقی محمول یعنی مسند الیہ نہین ہو سکتی جیسا کہ

علماء منطق کہتی ہین تو مین کہتا ہون کہ یہان کلمہ یہ یا مؤول ہی و تاویل اسکی یہ
ہے کہ صاحب اس نام کا زید ہی **نکتہ** کبھی تقدیم مسند کی تشویق کے واسطے
ہوتی ہے ذکر مسند الیہ کی طرف یعنی مقدم کرینگے مسند الیہ کیطرف شوق دلانا
منظور ہوتا ہی کیونکہ حصول شی کا انتظار کے بعد لذیذ تر ہوتا ہی چنانچہ **لا اعلم** دین و
دنیا مین مجھی آئی ہین دو باتین پسند دوستی حق کی محبت حیدر کرار کی۔ اتین
مسند ہے اور دو مسند الیہ دو باتین عدد مبہم (دو) کی تمیز اور دوستی اور محبت تمیز
کا بدل یا تفسیر ہے اور قایم مقام مسند الیہ **نکتہ** مسند دو قسم ہی ایک فعلی
دوسرا سببی فعلی وہ ہی جو بدون واسطہ کسی شی کے اسناد اسکی طرف واقع ہو
بحسب لفظ کی چنانچہ زید کھڑا ہی یا عمرو شاعر ہی اور سببی وہ ہے جو برخلاف فعلی کی ہو
جو کچھ صدر مین مذکور ہوا سب اسناد فعلی کا بیان تھا اب ہم سببی کا ذکر کرتے ہین
اسناد کسی فعل مین جب واضح اور مبین ہو اگر اسکو دوسرے طریق پر ذکر کرین تو
نفس کو بعد استماع کی ایک قسم کی لذت حاصل ہوتی ہے کیونکہ جب مسند کا کوئی
کیا جاتا ہی تو نفس مخاطب کا زعم ہوتا ہی کہ مسند فعلی ہی ہوگا جیسی کہ عادت
روزمرہ کی ہے جب اسکو دوسرے طریق پر ذکر کرین تو نعمت غیر مترقبہ حاصل

ہوتی ہے چنانچہ زید اوسکا دستخط اچھا ہے اگر فعلی ہوتی تو یون کہا جاتا
کہ زید کا دستخط اچھا ہی **نکتہ** ظرفیت مسند کی اختصار کی واسطی ہوتی ہے
چنانچہ کہتی ہین زید گھر مین ہے اصل یہہ ہے کہ زید موجود ہے گھر مین اور کبھی کلمہ
مین کو جو ظرفیت پر دلالت کرتا ہی حذف کردیتی ہین زید گھر ہے یا زید مسجد گیا ہے
اور دوسرے مثال اوس صورت مین ہی کہ مین اسمین سے محذوف ہو اور اگر اور
صورت لیجاوینگے یعنے زید مسجد کی طرف یا مسجد کو گیا ہی تو بہی لفظ محذوف ہو
نہین **نکتہ** مسند کبہی منفی واقع ہوتا ہی اور حقیقت مین اوس سے نفی مطلوب نہین
ہوتی اور حرف نفی زاید ہوتا ہی اور قلت مقدار شی یا زمانہ پر دلالت کرتا ہے
چنانچہ کہتی ہین دیکھیئے نہ کیا مزا ہے یعنی تہوڑا سا چکھہ کر دیکھی **غالب** کیا
فرض ہے کہ سب کو ملی ایک سا جواب آؤ نہ ہم بہی سیر کرین کوہ طور کی یعنی
تہوڑی دیر کی واسطی آؤ **نکتہ** کبہی مسند کو مع مسند الیہ کے حذف کردیتی ہین
مثلاً ایک شخص کسیکو مارتا ہو تو دوسرا عداوۃً یا مسخراً کہی اور اور
یا ایک اور یعنی مارے جا یا ایک اور مار اور یہہ جملہ انشائیہ ہی لو مع مفعول
کے حذف ہی **غالب** مرتا ہون اس آواز پہ ہرچند سر اوڑجائی جلاد سے لیکن

وہ کبھی حال بین کبھی ہان اور اکثر ایسے جملہ کی ابتدا مین آکے یا ہان واقع ہوتا ہی
یا اور کی تکرار دقیقہ جو قواعد مسند یا مسند الیہ کی بابت ہمنی ذکر کیے ہین
مثلاً ذکر و حذف تقدیم و تاخیر تنکیر و تعریف وغیرہ وہ انہین دونون کے ساتھ
مخصوص نہین ہین بلکہ اگر کوئی دانا سخن شناس غور کریگا تو جان لیگا کہ
اعتبارات مذکورہ اور مقامات مین بھی آسکتی ہین اور بعض مواقع پر اشارہ
بھی کر دیا گیا ہی یعنی مسند الیہ کے ذکر مین اگر مسند کا ذکر آگیا ہی یا مفعول یا
متعلقات فعل کا تو وہان اشارہ کر دیا گیا ہی کہ یہہ قاعدہ اس سے متعلق ہے

چوتھا باب
احوال متعلقات فعل کے بیان مین

نکتہ فعل یا مفعول ایسا ہوتا ہی جیسا کہ فعل یا فاعل یعنی فاعل یا مفعول
دونون مین سے کسی ایک کا ذکر کرنی سے یہہ غرض ہے کہ تعلق دونونکا باہم
پیدا ہونا افادہ وقوع مطلب کا پس اگر مفعول مذکور نہو اور غرض محض اثبات
یا نفی فعل کے ہو تو فعل متعدی کو بمنزلہ لازم کی بنا لیتی ہین اور مفعول مقدم
کر لیتی ہین چنانچہ ۵ مجھی بخشیو میرے پروردگار کہ ہی تو رحیم اور آمرزگار

بخشیو فعل متعدی بدو مفعول ہے ایک مفعول محی ہے جو مذکور ہے دوسرا گناہ جو
محذوف ہی اس مثال مین ایک مفعول محذوف ہے اور دوسرا مذکور اور کبھی دونون
محذوف ہون اوسکی مثال یہہ ہے میر تہا کرم پر اوسی کی نظر مدام + بہیرے
اعمال آہ مت پوچھو + تم بھی ای مالکان روز جزا + بخشدو اور گناہ مت پوچھو +
فعل یہان دو ہین ایک بخشدو اور دوسرا مت پوچھو اور مفعول یعنے گناہ ایک ہے
اگر اوسی پہلی فعل کے ساتھہ متعلق کیا جاے تو یہی مفعول بعینہ دوسرے فعل کے
واسطی مقدر کرنا پڑیگا اور اگر دوسری کی ساتھہ متعلق کیا جاے تو یہی مفعول
بعینہ پہلی کے واسطی مقدر کرنا ہوگا بہر حال ہمارا مدعا حاصل ہے نکتہ کبھی
مفعول کو اس اعتماد پر حذف کر دیتی ہین کہ بعد ابہام اوسکا ذکر کیا جائیگا
اور یہہ اکثر فعل کہنے اور فرمانے اور چاہنے مین آتا ہی اگر کہیں ہین کل آؤن
فرماسی تو کہانا لاؤن مین چاہتا تو چلا جاتا یعنی اگر آپ کل آنی کو کہیں اور کہانا
لانیکو فرمائیں اور مین چلا جانا چاہتا - اور یہہ حذف اسواسطی ہوتا ہی کہ جب
ایک فعل مذکور ہو جاتا ہی تو سامع جان لیتا ہی کہ یہان کوئی ایسی چیز
مقدر ہے جس سے فعل تعلق رکہتا ہی لیکن اوسکی نزدیک مبہم ہی جب ا

مذکور ہوتی ہے تو مبین ور واضح ہو جاتا ہی اور دل مین ایک طرح کی نشست پیدا
کرتا ہی پس مثال مذکور مین جسوقت مین اگر چاہتا مذکور ہوا تو سامع نے خیال
کیا کہ کوئی مفعول ہے جو چاہنی سے تعلق رکھتا ہی جب چلا جاتا کہا تو سامع
کو یقین ہو گیا کہ متکلم کا مدعا یہی ہے کہ چلا جانا چاہتا **نکتہ** کبھی فعل کو مع مفعول
کے حذف کر دیتی ہین اور معطوف پر کفایت کرتی ہین چنانچہ کہتی ہین وہ ہوا
ایسی سخت تہی کہ بہیجا کپنی لگا واضح تر مثال یہہ ہے کہ تلوار پشت زین پر بیٹہہ
اور یہہ اوس وہم کی دفع کرنیکی واسطی ہوتا ہی کہ مبادا غیر مراد کا ارادہ کیا جاوے
یعنی مخاطب یہہ خیال کری کہ ا ہم بیان کرنا قطعیت سوار کا ہی نہ پشت زین
پر پہونچنا تلوار کا کیونکہ اگر کہا جاتا کہ تلوار سوار کو کاٹکر پشت زین پر پہونچی تو
اشتباہ ہوتا کہ شاید مخاطب کا مدعا سوار کا کٹ جاتا ہی اور زین پر بیٹہنا
تلوار کا مبالغہ ہی اوس کہنی سی یہہ بہی معلوم ہو گیا کہ تلوار کی کاٹ ایسی
تہی کہ سوا پشت زین کے رکنا اوسکی نکتہ ہمین یہہ ہے کہ یہہ حذف باعتبار عقل
بر سبیل برہان ہے کیونکہ کوئی چیز جب کسی چیز مین حایل ہوگی جبتک وہ نہ کٹ جایگی
دوسری چیز پر تلوار نہین پہونچ سکتی پس معلوم ہو گیا کہ تلوار جب تک سوار کو نہ کاٹے

یگی تبتک پشت نہ ین پر نہین بیٹھ سکتی اسی قسم سی ہے **میر** ان حلبتی ہڈیون
پہر گز نہ ہما نہ بیٹھی پہونچی ہے عشق کی تپ اپنی میرا ستخوان تاک یعنی بدنکو
گرم کرکی ہڈیون تک پہونچی ہے **نکتہ** کبہی مفعول حذف ہوتا ہی اور فعل صرف
تمہید کلام پر دلالت کرتا ہی چنانچہ کہتی ہین لو اور سنو تو جمع امر حاضر ہی اور
متعدی ہے مفعول اسکا ہر حال ہونا چاہیی لیکن ظاہرا یہان کوئی مفعول
مذکور نہین اور نہ ہم مقرر کرسکتی ہین کہ اسکا مفعول یہہ ہے پس لابدی ہی کہنا
پڑتا ہی کہ یہہ فعل صرف مخاطب کے متوجہ کرنی اور تمہید کلام کی لئی ہی ایسا ہی
مقام خطابی ہین مفعول کو حذف کرلیتی ہین اور قرینہ دالہ پر اعتماد کرتی
ہین اور مراد اس سے حوصلہ دلانا اور سست کو ہوشیار کرنا ہی **غالب**
کہان تلک کہون ساقی کہ لا شراب تو دی نہ دی شراب لو کر کوئی کباب تو دی
لا کا مفعول مذکور نہین اور کبہی محض قرینہ عقلی پر اعتماد کرکی مفعول کو
حذف کردیتی ہین **ذوق** بدنہ ہو زیر گردون گر کوئی میری سنے ہی صدا
گنبد کی یہہ جیسی کہی ویسی سنی + سنی کا مفعول محذوف ہے اور وہ عقل کے نزدیک
بات ہے ادنی تامل سمجہہ مین آسکتا ہی اور کبہی اس اعتماد پر کہ متکلم اور مخاطب کے

ابین مفعول معلوم ہوتا ہی حذف کر دیتی ہین منشی محمد لطیف صاحب
مانگی پر دینا ہی کچھہ دینی مین دینا ہی نہیلا + لطف اسمین ہے میری جان بلا مانگ
جو دو + دو کا مفعول نہ ہی اور وہ فریقین کو معلوم ہے - اور کبہی قرینہ مذکور
سابقہ پر اعتماد کر کی مفعول کو خواہ ایک فعل کا ہو یا زیادہ فعلونکا حذف کر دیتی
ہین شہیدی ایک ہینی کب لیا دینی ہی گر تو دو تو دو + خواہ دو سبب فرق کے
خواہ دو غضب کے دو + اور اس سے پہلے یہہ شعر ہی سونہ دو تم دو ہی اد دو بولے
اکڑ ہب کے دو ہی شل مشہور مین مطلب کے سو مطلب کے دو + تحذیر کی مقام پر بہی
اکثر مفعول حذف کر دیتی ہین اور کبہی انکا زبان پر نام لینی سی نفرت کر کی مفعول
کو حذف کر دیتی ہین چنانچہ جب کسی مخالف شی کا ذکر آوی تو کہہ دیتی ہین لعنت
بہیجو اگر کہا جاوے کہ لعنت مفعول ہے بہیجو کا اور وہ مذکور ہی پس حذف کیونکر ہوا
ہم کہتی ہین کہ بہیجو متعدی بدو مفعول ہے پس ایک مفعول یعنی شی مکروہ محذوف ہے
اور کبہی مفعول کو حذف کر کی اوسکی مضاف الیہ پر اکتفا کرتی ہین منشی محمد
لطیف صاحب آ تو بیٹہو میری پاس اپنی کہو میری سنو + ایسی نفرت ہی تمہین
کا ہیکو ای جان مجہسی یعنی آپنے چلو نگی کہو اور میری کیفیت سنو نکتہ کبہی مفعول

کو جب اوسکی شان کا اہتمام منظور ہوتا ہی تو مقدم کر لیتی ہین میر شریف کہ تا ہی
تمام عمر ای شیخ + یہہ میراجب گدا ہی شراب خانہ کا + چونکہ شریف مکہ بنا ایک امر
عظیم الشان تھا مقدم کیا گیا مگر یہہ وس صورت مین ہی کہ آتا ہی کی سعی
بنا رہا ہی لئی جا وین اور کبھی تقدیم مفعول مین تعظیم شان فاعل کے منظور
ہوتی ہے میر حسن جسی چاہی جنت مین دیوی مقام + جسی چاہی دوزخ مین
رکھی مدام + جسی مفعول اونکرہ ہی اور تنکیر مین خورد و بزرگ شریک ہین یعنی
وہ ایسا عظیم الشان ہے کہ جسکو چاہی بزرگ ہو یا خورد جنت مین مقام دے
یا دوزخ مین کبھی نکتہ کبھی تقدیم مفعول کی محض تخصیص کے واسطی ہوتی ہی
لا اعلم اسکو تو اک یہی مارہی شکل اس سایہ کا اتارہی + اسکو مارنا کا مفعول
ہے اور بسبب تقدیم کی تخصیص اسمین پائی جاتی ہی یعنی خاص اسکو اور اسی قسم سے
ہے جو کہتی ہین تمہین دیا ہی جب مخاطب کو گمان ہو کہ شاید کسی اور کو دیا
ہوگا اور برعکس اسکی یعنی مسند کی مقدم ہونے کی صورت مین مفعول کی تخصیص
زایل ہوجاتی ہے اور دیا جانا یقینی ہوجاتا ہی نکتہ کبھی تقدیم مفعول
کی حصر کا فایدہ دیتی ہی میر حسن اوسی کا ہی کعبہ اوسی کا بہشت + اوسی کا ہی

دوزخ اوسی کا بہشت اسی مرکب ہے اس اوسی سے کثرت استعمال سے ہی کی ساقط
ہوگئی اور ہی خود ایک کلمہ ہے جو حصر کے واسطے آتا ہے پس اس مثال مین تقدیم اور
تخصیص دونون ملکر حصر کا فایدہ دیتے ہین تقدیم تنہا کیونکہ تقدیم ایک ایسا امر ہے
جو شدت اور ضعف دونون قبول کر سکتا ہے **نکتہ** کبھی مفعول کو اسوجہ سے حذف
کر دیتے ہین کہ اوسکی ذکر کرنیکا ارادہ اسوجہ سے ہوتا ہے جو اتقاع فعل کا صریحاً متضمن ہو
یعنی ایسی وجہ پر اوس مفعول کے ذکر کرنیکا ارادہ کیا جاتا ہے کہ جب اوسکو ذکر کرینگے
تو ضرور وہ فعل بھی اوسکی ساتھہ مذکور ہوگا تاکہ اوس مفعول پر کمال اعتنا ظاہر
کیا جای **شہیدی** سوندو تم دو ہی دو ہی دو کو ولی اک ڈہب سے دونو کا
مفعول مذکور نہین ہوا اس اعتماد پر کہ اوسکی ذکر کرنیکا ارادہ مع ذکر صریح فعل کے تھا
سو بوسہ سے فعل دو کی مذکور ہوا اور یہہ اظہار اس آرزو کا ہے کہ دینی کا فعل بوسہ پر
ضرور واقع کیا جای یعنی تاکید ہے کہ ضرور بوسہ دو چنانچہ تقلیل حد اور حصر تقلیلی
اسپر دلالت کرتا ہے **دقیقہ** حصر تقلیلی کبھی بطریق تسلیم و تنزل کے آتا ہے
غالب عشق مجھکو نہین وحشت ہی سہی میری وحشت تری شہرت ہی سہی
یعنی مین بطریق تنزل کہتا ہون کہ اگر مجھی عشق نہین تو وحشت ہی سہی اور

کبھی تقلیل عدد کی واسطی آتا ہی جیسا کہ مثال مذکور مین سو سی گز کی دوریہ تھا
کیا **نکتہ** کبھی ظرف کو اوسکی متعلقات پر مقدم کرلیتی ہین اور تقدیم مین اسکی
شان کا اہتمام منظور ہوتا ہی **ذوق** مسجد مین اوسنی ہمکو آنکھین دکھاکی مارا
کافر کی دیکھو شوخی گھر مین خدا کی مارا + اور مسجد چونکہ عظیم الشان تھی اور فعل
اوسمین واقع ہوا تھا اسلئی اسکو مقدم کیا گیا **نکتہ** کبھی ظرف محض تاکید کی واسطے
آتی ہی تاکہ سامع کو اوسمین وہم نرہی **میر حسن** لگایا سی وہ نازنین تا بفرق +
سراپا جواہر کی دریا مین غرق + مضمون مصرع اخیر مین تمام و کمال آچکا ہی مصرع
اول کا مضمون محض تاکید مدح کی واسطی واقع ہوا ہی تاکہ سامع کو گمان نہو کہ
یہہ مضمون سرسری مذکور ہوا ہی **نکتہ** کبھی حال کو صاحب حال پر جب اوسکی شان
کا اہتمام منظور ہوتا ہی مقدم کرلیتی ہین **نسیم** عریان بھی دیکھ گیا ہی کہان وہ کسکی
جو کھینچی سزا ہی + عریان حال ہے مجہی کا چونکہ جتانا حال کا منظور تھا اسلئی اسکو
مقدم کیا **وقایع نگار پنجابی اخبار منشی محمد شمس الدین** صاحب فرماتی ہین
(خلیج عمان سے) ایسے وقت عبور ہو کہ بیخبر دشمن پر حملہ کیا جائے) بیخبر کو اسلئی مقدم کیا
کہ اوسی کا بیان اہم تھا **نکتہ** بعض افعال ایسی ہین کہ اونکی دو مفعول ہوتے ہین

جیسی گہنا سمجھنا جاننا بخشنا دینا وغیرہ مگر سمجھنا اور جاننا اوس صورت مین ہی کہ
حسبت کے معنے اسمین ملحوظ ہون یعنی گمان کرنا وہ متعدی بیک مفعول ہونگے اوران
فعلون کو اپنی مفعولون کے ساتہہ وہی نسبت ہے جو متعدی بیک مفعول کو اپنی مفعول
کے ساتہہ پس معلوم ہوگیا کہ ان فعلونمین دو نسبتین ہین اور متعدی بیک مفعول
مین ایک ناسخ پس بگولی ہی کومین گنبد مدفن سمجھا + بگولا پہلی نسبت ہی اور گنبد
دوسری جب ایک نسبت سے تجرید چاہتی ہین اور منفرد کرنا منظور ہوتا ہی تو پہلی نسبت
پر ہی اکتفا کرتی ہین میر مجھکو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب مینے درد دل کتنی کئی جمع تو دیوان
کیا + دیوان کیا کا مفعول اول ہے اور مفعول ثانی یعنی مرتب محذوف ہی اور ہو سکتا ہے
کہ فعل کئے مع اپنے مفاعیل کے مفعول اول ہوا اور ضمیر جو اس جملہ کی طرف راجع ہو محذوف
ہو اور دیوان مفعول ثانی پس معنے یون ہونگی درد دل کتنی جمع کئی تو اونکا دیوان
کیا اور یہہ معنی پہلی معنون کی نسبت اولی ہین اور مدعا متکلم کا ذہین بخوبی پایا جاتا
ہے کیونکہ اوسکو یہہ بیان کرنا منظور ہے کہ میرا ہر ایک شعر ایک درد دل ہے اور جب بہت سی درد دل جمع
ہوگئی تو خود اونہین دردوں کا ایک دیوان مرتب ہوگیا اور جب مقام مقتضی مدح کا ہوتا ہی تو
تعمیم اور شمول افراد کی واسطی مفعول ثانی کو حذف کردیتی ہین تعمیم اور شمول افراد

سی یہہ غرض ہے کہ جو کچھہ سامع کے دل مین آجاتی ہی وسی سے مراد لیجاتی ہی چنانچہ
کہتی ہین خدا سب کو دیتا ہی یعنی دولت زندگی رزق وغیرہ انعام و اکرام الٰہی **نکتہ**
کبھی ان دونون مفعولون مین سے کوئی ایک حقیقت مین صفت یا موصوف ہوتا ہی چونکہ اردو
مین موصوف کا مرتبہ موخر ہونا چاہیی کہ جو لفظ موصوف ہونی کی صلاحیت رکھتا ہو وہ
موخر مذکور ہو مگر چونکہ یہہ صفت و موصوف لفظاً واقع نہین ہوئی اسواسطی اگر مقدم بھی
ہوجاتی تو جائز ہوتا ہی اگر دونون مساوی ہون تو جو لفظ پہلی مفعولیت کی نسبت
رکھتا ہو اوسکو مقدم کرنا چاہیی چنانچہ حلیمہ سعدیہ کے قصہ مین ہے ۵ مجھی شرمندہ
نکیجو بیٹا + مجھی حقیقت مین موصوف ہی اور شرمندہ اوسکی صفت تقدیم و تاخیر کا
لحاظ اوسمین نہین کیا گیا اسلیی کہ صفت و موصوف لفظاً نہین واقع ہوا جہان
مفعول دوم کی شان کا اہتمام منظور ہو وہان اوسی کو مقدم کرنا چاہیی **لموءلفہ**
شرمندہ کیا لب نے عقیق یمنی کو + وحشی کیا آنکھون نے غزال ختنی کو + حقیقت مین
شرمندہ اور وحشی مفعول دوم ہین اور مفعول اول کی صفت ہین لیکن صفت کا
بیان کرنا متکلم کی نزدیک اہم تھا اسواسطی مقدم کیا **نکتہ** جہان فعل حذف
کردیتی ہین اور یہہ اوسکی تفسیر کرتی ہین وہان دو تاکیدین ہوتی ہین ایک وہ تاکید

جو تکرہ بر فعل یعنی دو دفعہ بیان کرنی سی خواہ لفظاً ہو یا تقدیراً حاصل
ہولی تہے دوسرے نسبت مفعولیت کی تکریرسی کیونکہ پہلی تو صراحۃً مذکور
ہوتا ہی اور دوسرے دفعہ اضمار کی ساتھہ اور اہل عرب اس قاعدہ کو ما اضمر
عَامِلُہٗ عَلیٰ شَرِیطَۃِ التَّفْسِیر کہتی ہین یعنی یہہ وہ مفعول ہی جسکا عامل
اس شرط پر مضمر کیا گیا ہی کہ پہر اوسکی تفسیر کیجائیگی مثلا کہتی ہین زید
مینے اوسی خوب مارا مارا فعل اور مینی فاعل اور زید مفعول اور اوسی کا
مشار الیہ ہے اور مفعول لفظی کا عامل حقیقت مین محذوف ہے تقدیر اوسکی یہہ ہے
کہ مینی زید کو مارا اوسے خوب مارا پہلا عامل حذف کر دیا اسلئی کہ پہر وہ مذکور
ہونیوالا تہا اور ضمیر جو مفعول کی طرف راجع ہونیوالا تہا عوض اوسکی
رکہا گیا تاکہ حذف پر دلالت کری اور اسمین اور اسنادسببی مین فرق یہہ ہے
کہ اسنادسببی مین فعل مقدر نہین ہوتا صرف یہہ ہوتا ہی کہ معمولی طریق
اسنادسی تجاوز کرکی دوسرے صورت پر اسناد کرتی ہین تاکہ ایک غیر مترقب
نعمت حاصل ہوجاوی اور یہہ دونون قاعدی بظاہر مشابہ ایک دوسرے
کی نظر آتی ہین سبب اسکا یہہ ہے کہ علامت مفعولیت کی مفعول حقیقی مین

بموجب قاعدہ ہند کی موجود نہین جیسا کہ عربی زبان مین ہوتی ہی مثلاً
زیداً ضربتہ کہ منصوب ہونا زید کا صراحتہ مفعولیت پر دلالت کرتا ہی
اور یہہ یہان حاصل نہین اسواسطی مغلطہ ہو جاتا ہی ہمارا مطلب مثال
مذکور کے ترجمہ سے ہے

پانچوان باب قصر کی بیان مین

قصر کے معنی ہین ایک چیز کو دوسری کے ساتھہ طریق معہود پر مخصوص
کرنا اور طریق معہود کئی طرح پر ہے مثلاً عطف و استثنا وغیرہ ہم ان
سب کا بیان موقع پر کرینگے انشاء اللہ تعالی **نکتہ** قصر دو نوع پر
ہوتا ہی ایک حقیقی جو متجاوز نہین ہوتا غیر کی طرف ایک اضافی
جو دوسرے کی اضافت اور نسبت کی لحاظ سی ہوتا ہی اور ہر ایک ان
دونون مین سی دو نوع ہی ایک قصر صفت کا موصوف پر دوسرا موصوف
کا صفت پر چنانچہ کہتی ہین زید شاعر ہی ہے یعنی اور کوئی صفت
اسمین نہین پائی جاتی سوا شاعر ہونے کی اور ایسی کلام کا وجود حقیقت مین

لحاظ سے عرفاً و عقلاً متعذر ہی عرفاً تو یہہ ہے کہ کوئی چیز ایسی نہین جسکی
صفات بیشمار نہون پہر یہہ قصر کہ زید مین سوا شاعری کی اور کوئی
صفت نہین کیونکہ صحیح ہوگا عقل کے روسی بہی ثابت ہو چکا ہی کہ موجود
یا واجب الوجود ہی یا ممکن الوجود اور یہہ بہی ثابت ہو چکا ہی کہ واجب تعالیٰ
کے صفات بیشمار ہین اور ممکن فی حد ذاتہ تعدد رکھتا ہی کیونکہ اوسکی نسبت
او اعتبارات مین تعدد موجود ہے بلکہ بعض علما کا قول ہے کہ ارتفاع
نقیضین کا لازم آجاتا ہی یعنی دونون نقیضین رفع ہو جاتی ہین اور قائم
کوئی بہی نہین رہتی کیونکہ صفت منفیہ کے بہی البتہ نقیض ہے پس جب جمیع
صفات کی نفی کر دیجائیگی تو لازم ہوگا کہ نفی بہی منفی ہو جائے کیونکہ کتابت
انسان کی صفت ہے اور عدم کتابت بہی ایک صفت ہی اور یہہ دونون
ایک دوسرے کی نقیض ہین سو یہہ کہنا کہ اور کوئی صفت اسمین نہین
یہہ بہی ایک صفت ہی اسکی بہی نفی لازم آجاتی ہے اور ارتفاع
نقیضین کا ہو جاتا ہی مگر یہہ کہا جای کہ صفت سے مراد صفت وجودیہ
ہے نہ عدمیہ پہر بہی وہ تعذر یعنی موصوف بصفت واحد ہونا باقی ہے

نکتہ پہلا قصر یعنی قصر حقیقی بہت جگہ آتا ہی چنانچہ کہتی ہین
خدا ایک ہی ہے اور سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتم الانبیا کوئی
نہین اور یہہ **قصر حقیقی صحیح** ہے **نکتہ** کبھی قصر حقیقی کو مبالغہ کے
واسطے بیان کرتے ہین اور صفات متعددہ کو منزلہ معدوم کے خیال کرتی ہین
سو یہہ کبھی قصر موصوف کا صفت پہ ہوتا ہی چنانچہ کہتی ہین زید دیوانہ
ہی ہے یعنی اور جتنی صفات ہین دیوانگی کے ایسی مغلوب ہو گئی ہین کہ گویا
معدوم ہین اور کبھی قصر صفت کا موصوف پہ ہوتا ہی مثلاً زید ہی شاعر
ہے **غالب** جنس بازار معاصی اسد اللہ اسد + کہ سوا تیری کوئی
اوسکا خریدار نہین + ہمارا مطلب ہے اتیری سی یعنی اور خریدار اوسکی
ایسی حقیر ہو گئی ہین کہ گویا نہین ہین اور قصر حقیقی اور غیر حقیقی مین
فرق یہہ ہے کہ حقیقی مین متکلم کی نزدیک جمیع صفات مسلوب ہوتے ہین
اور یہہ شرط اسمین نہین ہوتی کہ مخاطب **افراد یا قلب یا تعیین** کا
اعتبار کری اور یہہ سلب مقتضی اس بات کا ہی کہ تعدد صفات نہو
اور غیر حقیقی مین واجب ہے کہ ان تینون مین سی کسی ایک کا اعتبار کیا جاے

اور علام تعدد صفات کو اوسمین دخل نہین **نکتہ** قصر غیر حقیقی یا تو مخصوص
کرنا ایک چیز معہود کا ہی دوسری چیز کے ساتھہ جو اوسکی برخلاف ہو یا
مخصوص کرنا ایک امر کا ہی دوسری کی جگہ پس اگر پہلی ہین مخاطب شرکت
کا اعتقاد رکھتا ہو تو متکلم کے کلام سی مطلوب قصر افراد ہی چنانچہ
زید تنہا آیا ہی مخاطب کو اعتقاد تہا کہ زید اور عمرو دونون آئی تھی
متکلم نے کہدیا کہ زید تنہا آیا ہی اور مخاطب کا اعتقاد باطل کردیا اگر
مخاطب اعتقاد شرکت کا نرکھتا ہو بلکہ اشتباہ ہو تو قصر تعیین ہے مثلاً
زید بیٹھا ہی نہ عمرو مخاطب جانتا تہا کہ دونون مین سے کوئی ایک بیٹھا ہے
لیکن اشتباہ تعیین مین تہا کہ معلوم نہین کہ دونون مین سے کون بیٹھا
ہے سو متکلم نے تعیین کردیا کہ زید بیٹھا ہی اور اگر مخالف ہو تو قصر قلب ہے
اور یہان وہ ہے کہ مخاطب مفہوم کلام متکلم کی برعکس اعتقاد
رکھتا ہو مثلاً زید گیا ہی نہ عمرو مخاطب جانتا تہا کہ عمرو گیا ہی اور متکلم کی
کلام کا مفہوم یہی کہ زید گیا ہی اور مخاطب اوسکی برعکس اعتقاد رکھتا
ہے اگر کہا جاوی کہ یہان ایک اور قسم بن سکتی ہی کیونکہ جیسا مع کو

تردد زید اور عمرو کی آنی مین ہو اور متکلم کہی کہ نہ زید آیا ہی نہ عمرو بلکہ بکر آیا ہے
پس یہہ نہ تو قصر قلب ہے نہ قصر تعین کیونکہ قصر قلب مین شرط ہی کہ مخاطب حکم
کلام متکلم کی برعکس اعتقاد رکہتا ہو اور قصر تعین مین شرط ہی کہ تصور موجود ہو اور
اشتباہ اس باب مین ہو کہ آیا کون شخص دونون مین سی آیا ہی سو یہان تو بکر کا
مخاطب کو تصور ہی نہ تہا اسکا جواب یہہ ہی کہ اگر سامع کو تردد اس بات مین تہا کہ جو
شخص آیا ہی وہ زید ہی یا عمرو ان دونون مین سے ایک کے سوا اور کوئی شخص نہین
پس اسوقت یہہ قصر قلب ہوگا کیونکہ متکلم کا کلام سامع کی اعتقاد کی برعکس ہے
اور اگر مساوات کا ارادہ رکہتا تہا کہ زید آیا ہی یا بکر یا عمرو یا کوئی اور شخص پس یہہ
قصر تعین ہوگا بلاشبہہ کیونکہ اوسکا خاص یہہ مطلب تہا کہ زید ہی آوی یا عمرو
یا بکر بلکہ اوسکا یہہ مطلب تہا کہ کوئی ہو اور مقصد اوسکا طلب تعین اور رفع اشتباہ
تہا سو وہ بکر کی کہنی سی حاصل ہو گیا مگر اوس صورت مین اسکا جواب مشکل ہے
کہ سامع خالی الذہن ہو اور ان دونون مین سی کسیکا تصور نہ رکہتا ہو پہر بہی
کہہ سکتی ہین کہ اس قسم کی مثالین بہت کم واقع ہوتی ہین یہہ ہی مختصر بیان
قصر افراد اور قصر تعین اور قصر قلب کا **نکتہ** قصر افراد مین جو قصر موصوف کا

اُس صفت پر ہو شرط ہی کہ دونون صفات باہم منافی ہوں تباین ہوں یس اس
صورت مین یہہ نہین کہا جاویگا کہ زید بینا ہی نابینا کیونکہ قصر افراد مین شرط ہے
کہ مخاطب اعتقاد شرکت کا رکہتا ہو اور کوئی عاقل یہہ اعتقاد نہین کر سکتا کہ زید
ایک ہی حالت مین بینا ہے اور نابینا ہی اور قصر قلب مین شرط ہی کہ مخاطب
ایسی صفتون کا اعتقاد رکہتا ہو کہ ایک نوع کا تقابل اونمین پایا جاوی پس یہ
نہین کہا جا سکتا کہ زید کہڑا ہی شاعر کیونکہ قصر قلب مین شرط ہی کہ مخاطب
مفہوم کلام متکلم کی برعکس اعتقاد رکہتا ہو اور یہہ اوس صورت مین ممکن ہی کہ
دونون امر ایسی ہون کہ اونمین ایک نوع کا تقابل پایا جاوی جیسا کہ کہین
زید کہڑا ہی بیٹہا اور شاعری ایک صفت علیحدہ ہے اور کہڑا ہونا علیحدہ ان
دونون مین کوئی نسبت نہین ایسا ہی قصر تعین کا حکم ہے **نکتہ** قصر کئی
طرح پر آتا ہی منجملہ اوسکی عطف ہے جو کلمہ نہ کی ساتہہ مذکور ہوتا ہی جیسا کہ کہتی ہین
زید کالا ہی نہ گورا اور یہہ قصر موصوف کا ہی صفت پر اور قصر صفت کا موصوف پر یہہ
ہے زید شاعر ہی عمرو اور افراد و قلب و تعین بحسب مقام معلوم ہو سکتی ہین
منجملہ اوسکی نفی اور استثنا ہی **ذوق** نہ آیا خاک ہی رستہ سمجہہ مین عمر رفتہ کا

مگر سمجھی نوع داغ معصیت کو نقش یا سمجھی مستثنی منہ اس بیت مین خاک ہی جسکا
معنی فارسی مین ہیچ ہی اور مستثنی مصرع ثانی جو بعد حرف استثنا کی واقع ہوا ہے
نکتہ اصل یہہ ہے کہ مستثنی منہ مقدم ہوا کرے کیونکہ مستثنی اوس سے پیدا ہوتا
ہی اور وہ بجای باپ کے ہی جو بیٹی سی مقدم ہونا چاہیی مگر کبھی موخر بھی ہوجاتا
ہے **غالب** جنس بازار معاصی اسد اللہ اسد + کہ سوا تیری کوئی اوسکا خریدار آیا
نہیں کوئی مستثنی منہ ہی اور تیری مستثنی اور فایدہ تقدیم مین یہہ ہی کہ مستثنی
عظیم الشان تہا اوسکا ذکر مقدم کیا گیا **نکتہ** اصل مستثنی مین یہہ ہے کہ استثنا
متصل ہو یعنی مستثنی مستثنی منہ کی جنس مین داخل ہو چنانچہ سب لوگ آگئی
مگر زید نہین آیا سب لوگ مستثنی منہ ہی اور زید مستثنی سو یہہ دونون ایک جنس ہین اور
کبھی مستثنی غیر جنس بھی ہوتا ہی سو یہہ اسواسطی ہوتا ہی کہ مستثنی کی دخول کا
مستثنی مین ابہام اوسمین ہوتا ہی **میر حسن** نہ انسان ہے وان نہ حیوان ہے
فقط اک کف دست میدان ہے + مگر بیچ مین اوسکی ہے اک کنوان کہ آہونکا اوٹھتا
ہے اوسجا دہوان + انسان و حیوان مستثنی منہ ہین اور کنوان مستثنی سو یہہ دونون
غیر جنس ہین بعض کا قول ہے کہ مستثنی منہ میدان ہے اور وہ کنوئین کی

جنس مین داخل ہے سو یہہ درست نہین کیونکہ یہان نفی اور استثنا شرط ہی یعنی اگر مستثنی منہ منفی ہو تو مستثنی مثبت ہوتا ہی ورہ اگر مثبت ہوگا تو یہہ ضرور منفی ہوگا یہان دونون مثبت ہین انسان و حیوان جو منفی ہین ورکنوان مثبت البتہ مستثنی او مستثنی منہ بن سکتی ہین اگر کہا جای کہ میر حسن کے شعر خدا جانی اب اسمین کیا یہہ ہے یہ کہتی ہین جیتون کی امید ہی یہین مستثنی مستثنی منہ دونون مثبت ہین تو ہم کہتی ہین یہان استثنا نہین بلکہ یہہ تدارک ہی اور وہ دفع وہم کے واسطی آتا ہی جب پہلا مصرع متکلم نے بیان کیا تو اوس سے مخاطب کو وہم پیدا ہوگیا کہ شاید یہی بات متکلم کو کہنی منظور تہی سو وہ کہہ چکا متکلم نے اوسکا وہم دفع کرنیکی لیئی اسکا لے مقصد بکلمہ استدراک شروع کیا اور اگر استثنا ہی تسلیم کیجاے تو بہی درست ہوسکتا ہی لیکن ہوسکتی تاویل کیجاویگی کہ یہہ کلمہ خدا جانی خود منفی ہے اور ماول وسکا یہہ ہے کہ مین کچہہ نہین جانتا پس یہہ مستثنی منہ ہوگا اسی قسم سے ہے میر سب گئے صبر ہوش و تاب و توان لیکن اے داغ دل ہی تو نگیا مستثنی منہ یہان غیر جنس ہے اور اگر مستثنی منہ یہان رفیق جو مقدر ہی ٹہیرایا جاوی تو اوس صورت مین دخول اوسکا اسمین درست ہے اور استثنا متصلہ ہوجائیگی لیکن یہہ اتصال

ادعائی ہوگا یعنی ادعا کیا جای کہ صبر و ہوش و تاب و توان رفیق تہی اوسمین سے فقط داغ باقی ہے اور سب چلے گئی باقی کلمات استثنا کو اسی پر قیاس کرلینا چاہیی منجملہ اونکے کلمہ ہی ہے بادل کسرو ثانی زندہ جو مفید معنی حصر ہے ذوق کام ہیہ تیرا ہی تہا ای رحمت سے تجہے + ورنہ جا داغ عصیان ہیرا داماں چہوڑکر یعنی سوا تیری اورکسیکا کام نہ تہا۔ اسی قسم سی ہے غالب دل ہی تو ہی نہ سنگ و خشت درد سے بہر نہ آئی کیون روئین گے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائی کیون + یعنی دل ہی ہے جسکے صفت ہیہ ہے کہ درد سے بہر آیا کرتا ہے اور ہیہ قصر قلب ہے دقیقہ کلمہ ہی جب بعض ضمایر منفصلہ کی ساتہہ ملحق ہوجاتا ہی تو حرف ہے اوسمین سے ساقط کردیتی ہین میر ہے تمہارے اندلون دو ستان پر جسکی غم ہی خونفشان وہی آفت دل عاشقان کسی وقت ہمسی بہی یار تہا + وہی اصل مین نہ ہی ہے وصل کی حالت مین ہے ساقط ہوگئی اور ہیہ بہی ہوسکتا ہی کہ وہ کی ہے ساقط ہوگئی ہو اور لفظ اس کے ساتہہ بہی ملحق ہوکر ہے ساقط ہوجاتی تہے میرحسن اوسی کا ہی کعبہ اوسی کا کنشت + اوسی کا ہی دوزخ اوسیکا بہشت + جب تم

کے ہمراہ تھا اسکا الحاق ہوتا ہی تو اسقاط ہی کا عمل مین نہین آتا بلکہ ایک نون غنہ اوسکی اخیر مین زیادہ کر دیتے ہین **میر حسن** تھین نے تو ٹھیرکا نہ مجھے گلاب اور یہ کے ساتھ ملحق کرنے سے بھی ہی ساقط کیجاتی ہے اور یہی کہدیتی ہین اور یہ لفظ کبھی اسم بدون الحاق رابطہ کی بمفید معنی قصر ہوتا ہی **میر** گریہی ہی یونہی غم کے مارے ہم + تو یہی آجکل سدہارے ہم + یعنی آج ہی کل مین سدہار نگی اور یہ سونے ہونے یا وینگی **منجملہ** اونکی یہہ ہے کہ بعد نفی این و آن کے ایک شئی کا اثبات ذکر کرین جیسا کہتی ہین نہ چاندی ہی نہ سونا بلکہ رانگا ہی **غالب** دیر نہین حرم نہین در نہین آستان نہین + بیٹھی ہین رہگذر پہ ہم کیون ہمین ستائی کیون + یعنی صرف رہگذر پہ بیٹھی ہین اور کہین نہین آور اسی قسم سی ہے **نیاز** نہ تو نور رہا نہ تو مین رہا جو رہی سو بیخبری رہی + یعنی فقط بیخبری رہی اور کچھہ نہ رہا اور اسی قسم سی ہے **میر حسن** منظور سرمہ نہ کاجل ہے کام نظر مین رہی تیرہ بختی کی شام **منجملہ** اونکے لفظ خاص تنہا فقط اکیلا صرف محض وغیرہ ہین چنانچہ کہتی ہین یہہ کتاب خاص ہد کی لکھی ہوئی ہے **میر حسن** فقط کان مین ایک بالا پڑا + کہی تو کہ تھا مہ کے ہالا پڑا + زید تنہا گیا تھا

وہ اکیلا آیا ہے + صرف اوسنی روپیہ دخل کیا ہی محض کا غذ اوسنی بھیجا ہے

نکتہ جیسا کہ مبتدا و خبر مین قصر واقع ہوتا ہی ویسا ہی فعل و فاعل و مفعول و غیرہ مین بہی واقع ہوتا ہی چنانچہ امثلہ مذکورہ سے واضح ہی **نکتہ** استثنا مین مقصور علیہ حرف استثنا سی موخر ہوتا ہی و راصل قاعدہ یہہ ہے کہ حرف استثنا خود مقصور علیہ ہوتا ہی چنانچہ سوای زید کی اور کسیکو نہین مارا، زید مقصور علیہ ہے اور مستثنیٰ منہ عام ہونا چاہیی تاکہ اخراج اوس سے ثابت ہو جاے اور یہہ بہی شرط ہی کہ مستثنیٰ منہ جنس و صفت مین مستثنیٰ سے مناسبت رکھتا ہو چنانچہ مثال مذکورہ مین کسیکو مستثنیٰ منہ ہی اور وہ عام ہے زید کا اخراج اوس سے ہو سکتا ہی اور جب مستثنیٰ منہ کی نفی کیجاتی ہے تو قصر پیدا ہو جاتا ہی کیونکہ سواے مستثنے کی جنس مذکور مین کوئی شامل نہین رہتا،

چھٹا باب انشا کے بیان مین

نکتہ اگر جملہ انشائیہ متضمن طلب ہے تو یہہ لحاظ اوسمین ضرور رکھنا چاہیے کہ طلب کے وقت مطلوب غیر حاصل ہو کیونکہ تحصیل حاصل کی محال ہے چنانچہ مردہ کو کہین تو مرجا تو یہہ محال ہے

کیونکہ مرا ہوا کیا مریگا غرض یہہ ہے کہ طلب کے جتنے اقسام ہین سب
مین یہہ غایت ضرور ہونی چاہیئے پس اگر مطلوب ایسا ہی کہ پہلے حاصل
ہو چکا ہے تو ایسی موقع پر اوسکو اپنی حقیقی معنون پر حمل نہین کرتے بلکہ
اوسکی اور معنی لیئے جاتی ہین چنانچہ **استفہام انکاری** کہ فی الحقیقۃ
خبر ہے لیکن بظاہر انشا ہے اور نکتہ عامہ اسمین یہہ ہے کہ مطلب اسقدر
واضح ہی کہ گویا مخاطب بھی اوسکو جانتا ہے یہانتک کہ متکلم اوس
مطلب کا اوس سے سوال کرتا ہی **تمت** انشا کی اقسام بہت ہین منجملہ
اونکی **تمنّا** ہے اور لفظ اوسکی یہہ ہین کاش کاشکی اور تمنا مین
شرط نہین کہ متمنّی ممکن الوجود ہی ہو کیونکہ اکثر اوقات انسان طلب
محال کی بھی کر لیتا ہی اور وہ محال یا محال عقلی ہوگا چنانچہ کاش
سورج نہ نکلتا اور کاش مین دنیا مین نہ آتا یا محال عادت چنانچہ
کاش مین ہمیشہ سوتا رہتا اور کبھی متمنی ممکن بھی ہوتا ہی **غالب**
تہ ہو یا بلا ہو جو کچھہ ہو + کاشکی تم مرے لیئے ہوتے + ایک شخص کا
کسیکے لیئے ہونا ممکن ہے **میر حسن** مجھی کاش اسوقت مین دیکھیا ان

جیون مین اگر تیری آ گے مرون + لفظ کاش کے ابتدا مین کبہی حرف
ندا بہی آیا ہوتا ہی مجرد کی مثالین گزر چکین مزید کی یہہ ہے **غالب**
جانا پڑا رقیب کے در پہ ہزار بار + ای کاش جانتا نہ تری رہگزر کو مین +
خدا کری بہی تمنا کی واسطی آتا ہی **غالب** غالب خدا کری کہ سوار سمند
ناز + دیکہون علی بہادر عالی گہر کو مین + خدا وہ دن کری بہی تمنا
کے واسطی آتا ہی **ذوق** یا نکے آپکا مقرر قاصد او وہ دن کرے
جو تو مانگیگا تجہی دونگا خدا وہ دن کری اسمین بہ معنی وہی جملہ ہوتا ہے
جو اسم اشارہ کا مشار الیہ ہو اصل تو یہہ ہے کہ خدا وہ دن کری خدا کری
مین سے ماخوذ ہی اسمین اور اوسمین کچہہ فرق نہین علی ہذا القیاس
اللہ کری بہی **س** اللہ کری کہ تو بہی گرفتار عشق ہو + جہین جا بجا
تیر آہ سی تیرا جگر کہین + ان دونون مین سوائے اختلاف لغت کی کہ
وہ فارسی ہے اور یہہ عربی اور کچہہ فرق نہین شاید اور مگر بہی تمنا کے
واسطے آتی ہین مگر اسوقت اونکی اصلی معنون سے انحراف کرنا ضروری
ہے **میر حسن** مگر غنچہ سان کچہہ کہلی میرا دل + کہ غم نے کیا ہے

نیت ہے مستعمل ہو مگر یہان اوس صورت مین درست ہوگا کہ شک کی معنون
مین مستعمل ہو ورنہ ہمارے مدعا سے خارج ہو گا منجملہ اونکی **استفہام**
ہے اور وہ دو قسم ہے ایک تحقیقی دوسرا انکاری اور حقیقت مین
استفہام خبر ہوتا ہے لیکن بظاہر انشا نظر آتا ہے اور نکتہ اسمین
وہی ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہین کلمات جو استفہام کی واسطے
موضوع ہین یہہ ہین آیا کیا کون کیون کسلیے کسطرح کیونکر
کیسے یا کیسا کب کون کہان کتنی کسقدر مگر جو شک کی لیے
موضوع ہے کبھی استفہام کی واسطے بھی آجاتا ہے گو **نکتہ**
آیا کبھی طلب تصور کے واسطے آتا ہے چنانچہ کہتے ہین آیا حافظ جی آئے
ہین یا منشی جی اور کبھی طلب تصدیق کی واسطے آتا ہے جیسا کہ کہتے
ہین آیا تمنے زید کو مارا ہے یا بکر کو اور فرق تصور و تصدیق میز
بحسب قدرا ین معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگر ذات فعل مین شک ہے اور
اوسکی طلب کا ارادہ کیا جاتا ہے تو مخاطب سے طلب تصدیق صدور
فعل کی ہوگی اور ذات فعل سے مراد وہ ضرب ہے جو مخاطب سے صادر

ہوکر زید کے اوپر واقع ہوئی اور طلب بقصور اسکے برخلاف ہے تاہم
یعنی اسمین ذات فعل کا صدور متحقق ہوتا ہے لیکن طلب بقصور فاعل
منظور ہوتی ہے **نکتہ** ذوق طبیعت کا مقتضی ہے کہ کلمہ آیا قضایا
شرطیہ منفصلہ پر آیا کرے اور انفصال کا لحاظ بھی اسمین ضرور ہو جملہ
دوسرا جزو دو بیان ہو اور قضیہ ایک بات ہے جسکی کہنے والیکو سچا
یا جھوٹا کہہ سکتی ہین اور وہ تین قسم ہے ایک حملیہ دوسرا شرطیہ
متصلہ تیسرا شرطیہ منفصلہ اگر محکوم علیہ و محکوم بہ مفرد ہونگی
تو اسکو حملیہ کہین گے اگر مفرد نہون تو اوسکی دو حالتین ہین اگر حکم
باتصال ہے تو شرطیہ متصلہ کہین گے اور اگر حکم بانفصال ہے تو شرطیہ
منفصلہ انفصال سے یہہ مراد ہے کہ شرطیہ مین جو دو نسبتین پائی جاتی
ہین وہ منافی ایک دوسرکی ہون صدق اور کذب مین یعنی نہ دونون
صادق ہو سکین اور نہ دونون کاذب ٹھیرین مثلا کہین کہ یہہ عدد
جفت ہے یا طاق جس عدد کو خیال کرو گی دونون حالتو نمین
سے ایک ضرور رکھتا ہو گا نہ یہہ کہ جفت بھی اور نہ طاق بھی

یا صفت طاق کچھہ بہی نہ ہو پس کلمہ آیا ایسی ہی قضیو نیز آیا کرتا ہے
چنانچہ آیا یہہ عدد زوج ہے یا فرد - آیا زید سوتا ہی یا جاگتا اور ایسے
قضیے کا دوسرا جزو جزو اول کے قرینہ سی معلوم ہو سکتا ہے چنانچہ
آیا زید آیا ہے ایک ایسا قضیہ ہے کہ اسکا جزو ثانی مذکور نہین مگر جزو
اول سے معلوم ہو سکتا ہے اور طریق اوسکی دریافت کرنیکا یہہ ہے
کہ اگر شک نفس فعل مین ہو گا تو جزو ثانی لامحالہ (یا نہین آیا ہوگا)
اور اگر فاعل مین شک ہے تو دوسرا جزو (یا عمرو) ہوگا اور اگر مفعول
مین شک ہو گا تو بہی دوسرا جزو (یا عمرو) ہی ہو گا اور کیا اور
کون طلب تصور کے واسطے آتے ہین پہلا غیر ذوی العقول مین مستعمل
ہوتا ہے اور دوسرا ذوی العقول مین اور نیز پہلا طلب عام اور طلب
ماہیت کی واسطے خواہ حقیقۃً ہو چنانچہ یہہ کیا چیز ہے متکلم کو
اس کلام سے تصور ماہیت کا مطلوب ہے یا ادعاءً یعنی باوجود
علم کے کسی چیز کی ماہیت سی سوال کیا جاتا ہے چنانچہ ؎ پوچھتے
ہمسے کیا ہو کیا ہی عشق + سچ تو یون ہے بری بلا ہے عشق +

اور دوسرا سوا ہی محل اعلام یا مشابہ محل اعلام کے اور جگہ مستعمل نہین ہوتا
چنانچہ **ع** کون آتا ہی یہ کسکی پاؤن کی آواز ہے + ہر صدا آیا مین جسکی
سو طرح کانا ہے + اور یہہ مشابہ محل اعلام مین مستعمل ہوا ہی مگر کونسا
جو مرکب ہے کون اور سا سے غیر ذوی العقول پر بہی مستعمل ہو سکتا ہی اور
مطلب اوس سے بہی طلب تصور ہوتا ہے چنانچہ کہتی ہین نواب صاحب کا
کونسا باغ ہے۔ زید کا گہوڑا کونسا ہی کونسی کتاب پڑہتی ہو اور کونسا
بہی اسی کے قریب قریب ہے لیکن یہہ عام نہین بلکہ خاص اوس چیز کا تصور
اس سے مطلوب ہوتا ہی جو کسی عدد کی طرف منسوب ہو جیسا کہ کہین آج
کونسی تاریخ ہے کونسا مہینا ہی **نکتہ** کبہی کیا اور کون طلب تصدیق
کے واسطی بہی آجاتی ہین چنانچہ استفہام انکاری جو ادعای کمال وضوح
مطلب کے واسطی آتا ہی یعنی مطلب بہا نبات واضح ہوتا ہی کہ مخاطب بہی
اوسکو جانتا ہی اور پہر اوس سے سوال کرتا ہے **ذوق** کیا فایدہ فکر بیش
و کم سی ہوگا + ہم کیا ہین جو کوئی کام ہمسی ہوگا + **جان صاحب**
کون کہتا ہے ہمسی بولو تم + ہو نہ تو گہونگٹ سی اپنا کہولو تم **نکتہ**

کیون کسلئی کسو اسطی طلب سبب کے واسطی آتے ہین **ذوق** شانہ کا لی
چاک سینہ آپکو آیا + کسو اسطی ان سینہ فگارون سے تو کہیئے **غالب**
کہین نظر نہ لگی اوسکی دست و بازو کو + یہہ لوگ کیون مری زخم جگر کو
دیکھتی ہین + کسطرح کیونکر طلب وضع کے واسطی آتے ہین **غالب**
فراق یار مین تسکین ہو تو کیونکر ہو **ذوق** ابر رحمت ہی تجہی
اسدم لگادی تو جہڑی + کہتی ہین جانیکو وہ دیکھین تو کیونکر جائینگی
اور کسطرح اور کیونکر دونون ایک دوسری کی جگہہ آسکتی ہین اسلیئی
ایک ہی کی مثال پر اکتفا کیا گیا + کیسی طلب وضع کی واسطی آتا ہے
شہیدی در پردہ ستم ہمیشہ وہ کرجاتی ہین کیسی + جب یہ چہو تو
پہر صاف مکر جاتے ہین کیسی + کیسا طلب کیفیت کی واسطی آتا ہے
ذوق ہماری نعش یہ ہنگامہ کیون ہے ای قاتل + اوٹھا ہی قصہ یہہ
بعد انفصال کے کیسا + کس طلب تعین کے واسطی آتا ہی مثلا کسکو
ڈہونڈہتی ہو اور دو ذوی العقول اور غیر ذوی العقول اسمین مساوی ہین
ذوق لیگیا دل کون میرا ذوق کسکا نام لون + سامنی آجاتی تو شناخت

بتا دون دل کھکر + **ولہ** کس دم نہین ہوتا قلق ہجر سے مجھکو + کس وقت میرا
ہونہہ کو کلیجا نہین آتا + کب طلب تعین زمانہ کی واسطی آتا ہی **میرحسن**
قلق دل یہ یعنی کٹی روز کب ملی مجھسے شمع شب فروز کب + **ذوق**
عبث ہی جان لیو نہیں منتظر وہ شوخ کب آیا + اگر جہلم بھی آیا تو ہم جانینگے
اب آیا + اور یہہ استفہام انکاری ہے کبھی طلب تعین صدور فعل کے
واسطی آتا ہی **میر** میرا و گی آپ مین بھی کبھو + سخت مشتاق ہین تمہاری
ہم + اور کبھو اور کبھی دونون ایک ہی ہین فرق صرف یہی ہے کہ پہلا
پہلے زمانہ میں مستعمل تھا اور اب وہ کامحاورہ متروک ہوگیا ہی اور کبھی
بمعنی گاہ گاہ مستعمل ہوتا ہی اور اکثر اوقات ایسی موقع پر تکرار کے ساتھ
بولتی ہین اور کبھی وقت غیر معین کے معنے دیتا ہی **میر** کبھی جائیگی جو اودہر
صبا تو یہہ کہیو اوس سے کہ بیوفا + مگر ایک میر شکستہ پا ترے باغ تازہ
مین خار تھا + اور کبھی بمعنی زنہار و ہرگز بھی آتا ہے لیکن یہہ جملہ منفیہ
مین آتا ہی کہان طلب تعین مکان کے واسطی مستعمل ہوتا ہی **سے**
لئی پہرتی ہے بلبل چونچ مین گل + شہید ناز کی تربت کہان ہے +

کب کبھی کہان کبھی محض تمنا کی واسطی آجاتی ہین لذت شناسان سخن
اشعار مرقومہ سے ذوق وافر و حظ کامل اوٹھا سکتی ہین کہ ہر طلب تعین
جہت کے واسطی مستعمل ہوتا ہے بہیر حسن ہیر نوجوان ہین کہ ہر جا ان
بہیر نظر تو نی مجہ پیر کی بنظیر کتنی طلب کمیت عدد کے واسطی آتا ہے مثلاً
کہتی ہین کتنی بیلکے ز رو پیہ ہین مگر طلب تصدیق کی واسطی آتا ہے بہیر
کبھو جائیگی جو ادہر صبا تو یہہ کہیو اوس سے کہ بیوفا مگر ایک بہیر شکستہ پا نری
باغ تازہ مین خار تہا چونکہ لفظ مگر سے شک کے معنی حاصل ہوتی ہین
اور شک موجب استفہام کا ہوتا ہی اس سبب سے کبھی کبھی ان معنو نمین
مستعمل ہوجاتا ہی کہین کبھی افادہ استفہام کا بہی دیتا ہی فوق زیادہ
ہوگا تو مگر سے ہی کہین مرزہ کہ ہمین آیا نو رونے سے ہی ورنہ نہین وزہ الخ
یہہ استفہام انکاری ہے اور کبھی محض تمنا کی واسطی آتا ہی مولفہ کہین
اوڑتی سی قاصد باد صبا ذرا وصل کی اوسکی سنادی مجہے کہین تو ہی نسیم مدکو
پہونچ وہ نقاب اولٹ کی وہ کہادی مجہے سودا اسودا اتری فریاد سے انکہون
کٹی رات آئی ہے سحر ہونے کو ظالم کہین مر بہی اور کبھی بمقام عدم تعین مکان

یہ بھی مستعمل ہوتا ہی جیسا ع آئی صدا گیا ہی کمر باندہ ہاکر کہین نکتہ

کبھی استفہام کو اختصار کے واسطی حذف بھی کر دیتی ہین کیونکہ جب قرینہ دال

موجود ہوتا ہی تو ذکر کرنیکی کچہہ حاجت نہین ہوتی **ذوق** تو کہی غنچہ

کہ اس لب پہ دہری خوب نہین جیب کہ مونہہ چھوٹا سا اور بات بڑی

خوب نہین + کیا یا آیا لفظ استفہام اسمین سے محذوف ہی **نکتہ** اصل

استفہام مین یہہ ہے کہ حقیقی ہو مگر کبھی کلمہ استفہام سی کوئی اور معنی

بھی مقصود ہوتے ہین جیسا کہ انکار اور نکتہ عامہ اسمین وہ ہے جو پہلی بیان

ہو چکا۔ کبھی جبر و توبیخ اس سے مطلوب ہوتے ہے **ذوق** تو کہی غنچہ کہ

اس الخ **ولہ** بغل سے لیگئی دل کو نکالکر وہ صریح + جو مانگا تو کہا ابھی

نکالکر کیسا + اور کبھی استفہام تسخر کی واسطی بھی آتا ہی چنانچہ کہتی ہین

کیا خوب ہے چہ خوش آور کبھی اظہار تاسف کی واسطی بھی آتا ہی **مومن**

کہان وہ لطف بتان ہاے اسکو تو مومن + ہزار ہا برس ہوئے سیکڑون

برس گزرے ۔ کبھی استفہام اظہار تعجب کے واسطی آتا ہے **غالب**

وہ آئین گہر مین ہماری خدا کی قدرت ہے + کبھی ہم انکو کبھی اپنے گہر

کو دیکھتے ہین - کبھی استفہام افادہ تعظیم کا کرتا ہی **فوق** شب فراق مین
اوس مہ جبین کے انجم چرخ + مجھی ڈرانی ہین آنکھین نکالکے کیسا + یعنی بہت
ڈرانی ہین آور اسی قسم سی ہے جو کہتی ہین کیسی کیسی بادشاہ گزر چکی ہین
یعنی بڑے بڑے عالی رتبہ اور صاحب اقتدار اور کبھی فایدہ تحسین کا دیتا ہی **منشی**
محمد لطیف صاحب فرماتے ہین سہ واہ رے جلوہ دیدار صنم کیا کہنا + قدرت
حق کا تماشا نظر آیا مجھکو + یعنی مین تیری صفت بیان نہین کر سکتا
اور یہہ ہے کہ تو نی مجھی قدرت حق کا تماشا دکھایا اور صنم اور حق مین
صنعت اضداد ہی اور یہہ صنایع بدیعی مین سے ہے اسی قسم سی ہے **ذوق**
نمود خال کی تو زیر ابرو ہی یارہ + ستارہ نکلا ہی نیچی ہلال کے کیسا + یعنی
نہایت عمدہ ہی آور کبھی تحقیر کے واسطی مستعمل ہوتا ہی چنانچہ **ذوق**
کیا فایدہ فکر بیش و کم سی ہوگا + ہم کیا ہین جو کوئی کام ہمسی ہوگا **غالب**
ہر ایک بات پہ کہتی ہو تم کہ تو کیا ہی + تمہین کہو کہ یہہ انداز گفتگو کیا ہی +
نکتہ جب کلمہ ہر یا اوسکا قایم مقام کلمات استفہام مین سے کسی
ایک کے ساتھہ متصل ہوجاتا ہی تو اوسکو اپنی اصلی معنون سے منتقل کر دیتا ہے

اور نئی معنی اوسمین پیدا کر دیتا ہی بعض کلمات انہین سے اسوقت حکم شرط کا
پیدا کرتے ہین قایم مقام کہنی سبی ہمارا یہہ مدعا ہی کہ بعض کلمات استفہام
کے ایسی ہین کہ اگر اونکی حرف اول کو جیم سی بدل دین تو وہی فایدہ دینگی جو
فارسی مین کلمہ ہر دیتا ہی اور اس سے ایک نوع کی تعمیم حاصل ہوتی ہے مثلا
کون سا جو نسا کیسا ہی جیسی کسطرح جسطرح کیسی جیسی کیسا جیسا کب جب
کہان جہان کتنی جتنی کسقدر جسقدر کدہر جدہر **نکتہ** منجملہ انشا کی ایک
امر ہے اور وہ موضوع ہی کسی چیز کی طلب کے واسطی جو بطریق استعلا و برتری
کیجاوے اور دلیل استعلا و بزرگی کی یہی ہے کہ جب سامع امر کے صیغہ کو سنتا
ہے تو اسکی ذہن مین فی الفور گزرتا ہی کہ متکلم مجھکو اس کام کے واسطی مامور
کرتا ہی اور خود آمر بنتا ہی اور شک نہین کہ آمر مامور سی بزرگتر ہوتا ہی
صیغہ امر کا امر کے سوا کبھی اور معنو ن مین بہی مستعمل ہوتا ہی سو وہ کبھی
تسویہ کے طور پہ ہوتا ہی مثلا اقبال اپنی قرضداروں سے کہی اصل دو ندو
سود دیدو یعنی اصل کا دینا ندینا مساوی ہے کبھی دعا کی طور پہ **تنسیم**
یارب مری خامہ کو زبان دے منقار ہزار داستان دے کبھی تمنا کی لیی

آتا ہی **نسیم** بلبل تو چہک اگر خیر ہے + گل تو ہی مہک بتا کدہر ہے + بجا دلی
کو کمال اشتیاق ہے کہ گل کا سراغ کہین ملے اسلیئے بلبل اور گل سے بتا نیکی
کی درخواست کرتی ہے اور محال ہے کہ یہہ دونون بتا سکین لیکن چونکہ
کمال اشتیاق پر محمول ہے اسلیئے ہم اسکو تمنی کہینگے نہ ترجی اور کبھی عرض
کے واسطے آتا ہی اور عرض کے معنی ہین بسبیل عجز و انکسار کسی فعل کا طلب کرنا
اس حیثیت سی کہ دعا کی درجہ کو نہ پہونچ جاے کیونکہ وہ خاصہ معبود کا ہی **نسیم**
کی عرض رضا ہی جو خوشی ہو + عاشق کی سزا جو پوچہتی ہو + مشکین نخون
سے مشکین کسو او + کالی ناگون سے مجہکو ڈسواو + تلوا سی ہو جو قتل منظور
ابرو کے اشارہ سے کرو جو ر + زندہ نہین جو زندہ بہیجا ہو + اپنی دل تنگ مین جگہ دو
اور ایسی مقام مین کبہی برابری بہی منظور ہوتی ہے جیسا کہ اپنے ہمرتبہ سی کہین
آیئے بیٹہیے ٹہیرئیے وغیرہ اس قسم کو علما تازی التماس کہتی ہین مگر
محاورہ اہل ہند و فارس مین التماس اون طلب کو کہتی ہین جو خورد بزرگ
سے کرین اور کبہی کمال اشتیاق کے سبب سے امر محال پر بہی صیغہ امر کا استعمال
کرتے ہین **مولف** اوس کوچہ مین ہین فرش جہان دیدۂ عشاق +

فائیض تجہے چلنا ہی تو آنکھون ہی کے بل چل + آنکھونکے بل چلنا ایک امر محال ہے
مگر ادب و تعظیم کو جو دلدار کا جو عاشق کو کمال خیال ہے اسواسطی ایسا کہا گیا اور
تمنا کی واسطی جو امر کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہی وہ بہی اسی قسم سی ہے اور امر
کبہی تخویف کے واسطی بھی آتا ہی فوق نہین شیشہ می ہے کسی میخوار کا دل
محتسب دیکہہ نکر دلشکنی خوب نہین ہمارا مطلب دیکہہ سے ہے اور کبہی جو توبیخ کے
واسطی بہی آتا ہی میر آخانہ خرابی اپنی مت کر + فحبہ ہے بیاس سے گہر ہوگا
نکتہ کبہی امر کو حذف کر دیتی ہین اور مفعول کو قایم رکہتے ہین مدعا اس سے
یہہ ہوتا ہی کہ اہمیت مفعول کے ثابت ہو غالب مرتا ہون اس آواز پہ ہر چند
سر اوڑ جائے + جلاد سی لیکن وہ کہی جائین کہ ہان اور + تا یہ صیغہ امر کا محذوف
ہے اور دہ متعدی بدو مفعول ہے مثلاً عمرو کو خنجر مارا مین عمرو پہلا مفعول
ہے اور خنجر دوسرا اور کو علامت مفعول کی آور یہان مفعول ذات متکلم ہی جو
قرینہ سی مفہوم ہوتا ہی اور مفعول ثانی عام ہے خواہ خنجر ہو یا کوئی اور آلہ
ضرب کا چونکہ لفظ آور کا ذکر کرنا اہم تہا وہی قایم مقام مفعول ثانی کے ٹہرایا
گیا اور اسی کی اہمیت کی لحاظ سی صیغہ امر کا محذوف کیا گیا اور اسکو قایم کہا گیا

نکتہ کبھی صیغہ امر یا اوسکی معنی کو مکرر لاتے ہین اور حقیقت مین فائدہ ہوتا ہے مگر مناسبت محل کے سبب سے ایک لطف پیدا کرتا ہی **مولف** ساقیا بادۂ دوشینہ کا اک جام پلا + مین نہین معتقد کفر نہ اسلام پلا + خیر مصرع کا پلا زائد ہی مگر گرمی کشونکو ہیہ یاد تیان ہے واہین **نکتہ** منجملہ انشا کی ایک **نہی** ہے اور اوسکی معنی ہین بطریق استعلا و برترگی ترک فعل کا طلب کرنا اس حیثیت سے کہ اسلوب کلمہ سے وہ ترک طلب سمجھی جاوے اگر اسلوب کلمہ سے سمجھی جاویگی تو وہ نہی ہوگی پس ہٹ جا جو اس شعر مین واقع ہی اس قسم مین داخل ہوگا **ذوق** سرد مہری سے کسیکے لگے ہی دل سرد ہونے + ہٹ جا یہان سے دہوپ اے ابر بہاران چہوڑ کر + کیونکہ یہان نہی ذات کلمہ سے مستفاد ہوتی ہے نہ اسلوب کلمہ سے بلکہ یہہ صیغہ امر کا ہی ور مراد اس اپنے سامنے سے ہٹا دینا اور دور کر دینا ہی اور یہہ بہ عنایت امر مین بہی ملحوظ ہے صیغہ نہی کا مت یا نہ کی ساتہہ بنایا جاتا ہے یعنی جب کوئی حرف انمین سے صیغہ امر پر زیادہ کیا جاوے تو نہی بن جاتی ہے چنانچہ کر مت کر نکر **نکتہ** نہی اوس طلب ترک فعل پر دلالت کرتی ہے جو فی الفور ہو

مین آوی ہیں یہی سبب ہے کہ حال مین مستعمل ہوتی ہے اور ماضی و مستقبل
مین نہین ہوتی اور جب اوسکو استقبال کی طرف رجوع کرنا چاہتی ہین
تو اوسکی آخر مین حرف گا جو علامت مستقبل کی ہے زیادہ کردیتے ہین اور
تکر کی جگہ تکریگا کہتے ہین معنی اسکے یہہ ہوتے ہین کہ تیرا کرنا اوسوقت درست
نہوگا **نکتہ** نہی کبہی اپنے اصلی معنون کے سوا امر کی طرح اور معنون مین بہی
مستعمل ہوتی ہے چنانچہ عرض اور دعا اور التماس وغیرہ **نکتہ** منجملہ انشا
کے ایک **ندا** ہی اور وہ طلب اقبال یعنی اپنی طرف بلانیکی واسطی آتی ہے اور
حروف اوسکی وہی ہین جو ہم پہلے بیان کرچکے ہین یعنی اہی او اری آی
رہی بی اور اواخر اعلام مین الف یا یا مثلا للو کو للوا یا للوی کہتی ہین
روزمرہ دان اس قاعدہ کو بخوبی سمجہہ سکتے ہین **نکتہ** جب ندا کی معنے
ہین کسیکو اپنی طرف بلانا تو شرط ہی کہ منادی یعنی مخاطب حاضر ہو نہ غایب
لیکن کبہی غایب کو بہی حاضر تصور کرلیتی ہین اور اوسکو پکارتے ہین **میر**
اترا تہا غریبانہ کنارے آکر + لب خشک ہوا سو نور چشم حیدر + تر حلق
دم آب سے اوسکا نہ ہوا + اہی آب فرات خاک تیری سر پر + میر صاحب

دلی کے رہنے والی ہین اور فرات ایک دریا ہی جو کوفہ کی نواح مین بہتا ہے
میر صاحب نے اوسکو حاضر سمجھکے ایسا فرمادیا آور کبھی اظہار کمال بے طاقتی
اور شوق کی واسطی کہ ایک گونہ جوش اوس سے مترشح ہو استعمال مین لاتے ہین
مثلاً باد صبا اور منزل محبوب ورا اور چیزونکو جو قابل خطاب نہین ہوتین
اپنا مخاطب ٹہیرالیتی ہین نسیم بلبل تو چہک اگر خبر ہے + گل تو ہی مہک
بتا کدہر ہے + حرف ندا دونون مصرعون سے ابتدا سی محذوف ہی آور کبھی
اظہار تعجب کے واسطی آتا ہے مثلاً کسی مصیبت زدہ یا مجروح وغیرہ کو یکایک دیکھ
پاتے ہین تو کہتے ہین ارے کیا ہوا کبھی حرف ندا کا اختصار کے واسطی
حذف کر دیتی ہین اور قرینہ پر ہی اعتماد کرلیتی ہین مثالین اسکی پہلے گذر چکے
ہین **نکتہ** منجملہ انشا کی ایک **دعا** ہی اور اسکے معنی ہین خدا کی جناب
سے بطریق عجز وانکسار کوئی چیز مانگنا اور صیغہ اوسکا مضارع کا صیغہ
قاعدہ اوسکا یہہ ہے کہ صیغہ مضارع واحد غایب کے آخر مین واو لگا دینے
سے دعا کا صیغہ حاصل ہوتا ہے مثلاً کرے کا کریو سنی کا سنیو دیکھی
کا دیکھیو وغیرہ آور کبھی حرف سوم مضارع کو جیم کے ساتھہ بدل دیتے ہین

مثلاً دیوی پیوی کی واو کو جیم سے بدلکر دیجیو پیجیو کہدیتے ہین اور کبہی دیجیو کے
اصل کرہی ہے خلاف قیاس ہے **غالب** حسن غمزہ کی ہو سکتی تہو تدبیر
رفو کی + لکہہ دیجیو یارب اوسی قسمت مین عدو کی + کبہی صیغہ دعائیہ
امر بطریق استقبال کے معنون مین بہی مستعمل ہوتا ہی **ذوق** تامل کیجیو ذوق
نیہ دن دیکھیے کیا ہو کہ ابتک ذبح کرنیکا نہین قاتل کو ڈہب آیا **دقیقہ**
کبہی جملہ خبریہ جملہ انشائیہ کے موقع پر آتا ہے اور یہہ کثیر الاستعمال ہے جیسا کہ
کہتے ہین امید ہی کل آپ میلہ مین ملینگے اور مطلب اس سے یہہ ہے کہ تم کل
میلہ مین ملنا اور اس حیثیت مین اسواسطے کہتے ہین کہ مخاطب کو گوارا
نہین کہ مین دروغگو ٹہیرون یعنی ملنے کا وعدہ کرون اور نہ مل سکون
اور کبہی جملہ شرطیہ دعا کی محل مین واقع ہوتا ہی چنانچہ تائیدات قصائد
مین اس قسم کے جملے بہت ہوتی ہین **ذوق** سر ہفت آسمان جبتک
کہ دور ہفت اختر ہو + الٰہی یہہ بہادر شاہ شاہ ہفت کشور ہو + +

ساتوان باب وصل و فصل کے بیان مین

نکتہ وصل کے معنی ہین ایک جملہ کا دوسرے پر عطف کرنا اور فصل

اسکے برخلاف ہے **نکتہ** عطف ایک جملہ کا دوسرے جملہ پر چار قسم ہے ایک
خبریہ کا خبریہ پر دوسرا انشائیہ کا انشائیہ پر تیسرا انشائیہ کا خبریہ پر چوتھا
خبریہ کا انشائیہ پر پہلا اور دوسرا قسم تو شایع ہے تیسرا اور چوتھا عربی
اور فارسی بائمین کبھی کبھی آتا ہے لیکن اردو مین بالکل نہین آتا یسے
نہین کہا جا سکتا کہ تو جا اور زید بیٹھا ہی آو اور تم چلو مین آتا ہون ہیر
عطف نہین **نکتہ** جب ایک جملہ دوسرے جملے کی بعد آوی تو دیکھنا چاہیے
کہ پہلے جملے کا کیا حال ہے اگر وہ محل اعراب ہی یعنے مبتدا خبر ہے یا حال
یا صفت وغیرہ تو اسوقت یہہ خیال کرنا چاہیے کہ اگر اس سے یہہ مقصود ہے
کہ دوسرے جملے کو پہلے جملہ کے اعراب کا حکم لگائین اور اوس حکم مین اوسکو
شریک کرین یعنی اوسکو بھی ویسا ہی مبتدا یا خبر یا حال یا صفت وغیرہ
بناوین تو ضرور ہے کہ پہلے پر دوسرے کا عطف مثل مفرد کی کرین پس اگر
کلمہ اور کے ساتھہ عطف کیا چاہی تو شرط عطف قبول کرنیکی یہان وہ
مناسبت ہوگی جو دونون جملہ مین پائی جاتی ہے اور اس مناسبت کو
علما تازی **جہت جامع** کہتی ہین چنانچہ **مولف** نگہ دل الف

ایمان لیگئی ہے + ادا اوس شوخ کی جان لیگئی ہے + پہلا مصرع دو جملون پر محتوی ہے پہلا معطوف علیہ اور دوسرا معطوف اور پہلی جملہ کا فعل اور حرف عطف دونون کے درمیان محذوف ہے اور پہلے جملہ کا فعل حرف عطف کی لحاظ سی حذف کیا گیا ہے اور ترکیب اسکی یہہ ہے کہ لیگئی فعل ہے نگہ اوسکا فاعل اور دل مفعول ہے اور یہہ تینون ملکر جملہ خبریہ ہنگئے اسیطرح دوسرے جملہ مین فعل ہے جو محذوف ہی اور زلف فاعل اور ایمان مفعول اور یہہ فعل مع اپنے فاعل اور مفعول کے جملہ خبریہ ہے پس پہلا جملہ خبریہ تہا دوسرے جملہ مین بہی یہی منظور تہا کہ اوسکو بہی خبریہ بناوین تاکہ دونون کی صورت یکسان ہوجاوی اسواسطی پہلے جملہ پر دوسرے کا عطف کردیا اور مناسبت ان دونون مین جسکا نام ہمنی جہت جامع رکہا ہی یہہ ہے کہ مخبر بہ یعنی مسند دونون مین ایک ہے **نکتہ** جب نثر مین دو فقرہ ہون دوسرے کو پہلے پر معطوف کرنا واجب ہے خواہ لفظاً ہو یا تقدیراً **نکتہ** اگر یہہ مقصود ہو کہ دوسرے جملہ کو پہلے کا اعراب مین اور اسکے حکم مین اوسکو شریک کرین تو اسموقع پر فصل کرنا چاہیئے جیسا کہ میرزا

اسد اللہ خاں غالب فرماتی ہیں **شعر** مینی مانا کہ کچہہ نہین غالب + مفت ہاتہہ آئے تو
برا کیا ہے مصرع ثانی پہلے پر معطوف نہین اگر معطوف کہا جائے تو لازم
آتا ہی کہ اسکو بہی مانا کا مفعول ٹہیرائین سو یہہ ہرگز مراد نہین **نکتہ** اگر
پہلا جملہ محل اعراب نہو اور پہلے جملہ کا دوسرے کے ساتہہ ربط مقصود ہو تو عطف
کرتے ہین مگر اوس حرف کے ساتہہ جو واو کی سوا ہو جیسا کہ کہتی ہین زید آیا
پہر عمرو آیا ان دونون جملونمین تعقیب اور مہلت ملحوظ ہے **نکتہ** کلمہ یا جو
تردید کے واسطے آتا ہی جب دو جملہ انشائیہ کے درمیان واقع ہو تو ہر چند یہہ
دونون جملے صورتا مین منفصلہ ہون لیکن پہلا جملہ بحال رہتا ہی اور
حرف عطف کی حذف کر دینے پر دوسرا جملہ شرطیہ متصلہ بن جاتا ہی چنانچہ
شعر یا تنگ نکر ناصح نادان مجہی اتنا + یا مجہکو دکہا دی ہن ایسا کمر ایسی
کیونکہ مطلب یہہ ہے کہ یا تو مجہے تنگ نکر اگر تنگ کرتا ہی تو مجہی ایسا دہن
اور ایسی کمر دکہا دی اگر پہلے جملہ کے ساتہہ دوسرے جملہ کا عطف اوس حرف
عطف کے ساتہہ جو سوے واو کی ہو مقصود نہوی اور پہلی جملہ کا حکم دوسرے
کو ندیں تو اس حالت مین فصل واجب ہے کیونکہ وصل مین اشتراک لازم

آتا ہے جیسا کہ صاحب باغ و بہار لکھتے ہیں **فقرہ** فقیر نے ناچار خاطر سے
مہمان کی استقبال کرکے نہایت تپاک سے برابر اوس جوان کے لا بٹھایا
جوان اوسکی دیکھتے ہی ایسا خوش ہوا جیسے دنیا کی نعمت ملی الخ جملہ جوان و اسکے
دیکھتے ہی الخ پہلے جملہ پر معطوف نہیں کیونکہ معطوف ہونے کی صورت میں
لازم آتا ہی کہ یہہ بھی متکلم کے فعل میں سے ہو اور یہہ منظور نہیں **نکتہ**
اگر پہلی جملہ کا ایسا حکم ہو کہ دوسرے جملہ کے مفہوم سے زیادہ ہو یا ہو تو ایسا
ہو کہ دوسرے جملہ پر بھی وہ حکم لگا سکیں تو دیکھنا چاہیے کہ ان دونون
جملون کے درمیان کمال اتصال یا کمال انقطاع تو نہین اگر ہی تو فصل
کرنا چاہیے اور نہین تو وصل کیونکہ وصل ایسے دو جملون کے درمیان ہوتا
ہے جو ایکدوسرے سے مغایرت رکھتے ہون اور مناسبت بھی دونون
مین موجود ہو اور جب کمال اتصال ہو گیا تو مناسبت تو موجود رہتی
ہے لیکن مغایرت مفقود ہو گی اور جب دونون مین سے ایک بھی مفقود
ہو گی تو عطف نہین کیا جائیگا اور کمال انفصال یا لفظی ہوتا ہی یا
معنوی مثلاً ایک جملہ انشائیہ ہو اور دوسرا خبریہ یا پہلا خبریہ ہو دو

دوسرا انشائیہ سوان دونون مین عطف نہین ہو سکتا جیسا کہ اس باب
کے ابتدا مین بیان ہو چکا ہی معنوی یہہ ہے کہ دونون جملے معنون مین
مختلف ہون **ذوق** کہتے ہین آج ذوق جہان سے گزر گیا + کیا خوب
آدمی تہا خدا مغفرت کری + پہلا مصرع دوسرے سی ایسا مختلف ہی کہ
ان دونون مین انقطاع پایا جاتا ہے اور کیا خوب آدمی تہا خدا مغفرت
کری سے منقطع ہی **نکتہ** کبہی کمال اتصال ایسے موقع پر آتا ہی کہ دوسرا
جملہ پہلے جملہ کی تائید واقع ہو **ذوق** شب ہجران بسر نہین ہوتی
نہین ہوتی سحر نہین ہوتے + دوسرا مصرع دو جملون پر محتوی ہے ایک نہین
ہوتی سحر دوسرا نہین ہوتی امین جو حکم پہلے کا ہی وہی بعینہ دوسرے کا یعنی
یہہ دونون لفظاً و معناً مغایر نہین ہین اور کمال اتصال امین موجود
ہے اسلئی ان دملون مین عطف نکیا گیا اور دوسرا جملہ پہلے کی تاکید ہے
اور یہہ دونون ملکے پہلے کی تاکید ہین **نکتہ** کبہی کمال اتصال ایسی
موقع پر آتا ہی جہان دوسرا جملہ اہم ہو اور پہلے سی غرض متعلق ہو
مثلاً کہتی ہین آپ تشریف کہیں یا لو کہانا کہا و جا و سو رہو ظاہر ہے

کہ ان مثالون مین دو دو جملے ہین پہلے سے کوئی غرض نہین دوسرے مطلوب دوسرا جملہ ہے
اسواسطے کمال اتصال کے لحاظ سے فصل کیا گیا اور عطف سے احتراز ہوا
نکتہ جامع تین قسم ہے ایک عقلی اور وہ ایک امر ہے جسکی سبب سے عقل
تقاضا کرتی ہے کہ قوت متفکرہ مین دو جملے جمع ہو جائین اور وہ امر
یا تو یہہ ہے کہ مخبر عنہ یا مخبر بہ دونون تصور مین ایک ہون یا کسی قید
مثلا صفت حال ظرف وغیرہ مین اتحاد ہو یعنی اگر ایک جملہ مقید
بصفت یا حال یا ظرف وغیرہ ہو تو دوسرا بھی ویسا ہی ہو یا دونون جملون
مین تماثل ہو یعنی ایک جملہ دوسرے کی مثل ہو **دقیقہ** تماثل کے معنی ہین
ایک دوسرے کی مثل ہونا اور اصطلاح مین تماثل اون دو چیزونمین ہوتا
ہے جو حقیقت مین متحد ہون اور تعین مین مختلف مثلاً زید اور عمر کہ
دونون کی حقیقت ایک ہے کیونکہ وہ بھی انسان ہے اور یہہ بھی لیکن
تعین مین مختلف ہین کیونکہ اوسکا نام زید رکھا گیا ہی اور اسکا نام عمرو
اگر کہا جائے کہ عقل کلیات کا ادراک کرسکتی ہے اور جزئیات کا ادراک
اوسکا کام نہین بلکہ جزئیات کا ادراک حواس سے علاقہ رکھتا ہی اور تماثل

جزئیات مین سی ہے پس اسکا ادراک عقل کیونکر کرسکتی ہے اور تماثل جامع عقلی کے قسم مین کیونکر متعدد ہوسکتا ہی تو ہم کہتی ہین کہ یہہ قول بیشک درست ہے لیکن قوت عاقلہ دو مثلون کو یعنی زید اور عمر و کو تشخص وتعین خارجی سی مجرد کرلیتی ہے یعنی زید کو زید اور عمرو کو عمرو نہین جانتی بلکہ انسان مطلق اونکو خیال کرتی ہے تفصیل اسکے فنون عقلیہ سے معلوم ہوگی ہمین یہان اپنا مدعا بیان کرنا مقصود ہے اور بعض فضلا کہتے ہین کہ تجانس اور تشابہ بہی جامع بن سکتا ہی تجانس کے یہہ معنی ہین کہ دو چیزین ایک جنس کی ہون مثلاً آدمی اور گہوڑا جو جنس مین شریک ہین یعنی وہ بہی حیوان ہے اور وہ بہی اور تشابہ کی یہہ معنی ہین کہ دو چیزین عرضیات مین متحد ہون مثلاً زید اور عمرو دونون سخاوت یا شجاعت مین شریک ہون یعنی یہہ بہی سخی یا شجاع ہی اور وہ بہی پس تجانس اور تشابہ بہی جامع بن سکتا ہی مثلاً حیوانات کی بیان مین کہا جائے کہ طوطا ایسا ہوتا ہی بیل ایسا ہوتا ہے اور گہوڑا ایسا اور بہادرون کے ذکر مین کہا جاتا ہی کہ زید ایسا شجاع ہی اور عمرو

ایسا شجاع یا **تضایف** اور تضایف کی یہہ معنی ہین کہ ایک
چیز دوسرے کی نسبت سی معلوم ہو مثلا کسی شخص کا باپ ہونا اوس وقت
ثابت ہوگا جبکہ اوسکا بیٹا موجود ہوگا اور بیٹا اوس حالت مین ہوگا
جبکہ اوسکا باپ موجود علی ہذا القیاس **علت و معلول** اور **اکثر و**
اقل مثلاً عمرو بڑا ہے اور زید چھوٹا دوسرا **جامع وہمی** ہے اور
وہ ایک امر ہے کہ اوسکی سبب سے وہم تقاضا کرتا ہے کہ دو جملہ قوت مفکرہ
مین جمع ہو جاوین اور وہ کبھی اس سبب سے ہوتا ہی کہ دونون مین
شبہ تماثل ہوتا ہی چنانچہ سفیدی اور زردی اور سبزی اور سیاہی
کیونکہ قوت واہمہ ان دونون کو دو مثل خیال کرتی ہے اس جہت سے
کہ یہہ دونون قریب قریب ہین اور قوت عاقلہ ان دونون کو مختلف
اور متباین سمجھتی ہے اور کبھی **تضاد** ہوتا ہی چنانچہ سفیدی اور
سیاہی اور کبھی **شبہ تضاد** چنانچہ زمین و آسمان اور پہلا
اور دوسرا ہر چند دونون مین تضاد نہین لیکن شبہ تضاد کا
پایا جاتا ہے اور تضاد اور شبہ تضاد مین اس سبب سے جامع

پیدا ہوتا ہی کہ وہم اسکو بمنزلہ تضایف کے بنا لیتا ہے پس یہی باعث ہے کہ جب ایک ضد خاطر مین گزرتی ہے تو دوسری بہی اکثر اوقات خیال مین آجاتی ہے اور یہہ خاطر مین گزرنا وہم کے رستے ہی نہ عقل کی راہ سی تیسرا جامع خیالی ہے اور وہ ایک امر ہے کہ اوسکی سبب سی خیال تقاضا کرتا ہی کہ دو جملہ قوت متفکرہ مین جمع ہو جاوین اور یہہ اس سبب سے ہوتا ہی کہ عطف کرنے سی پہلے ان دونون کے درمیان خیال مین قرب ہوتا ہی اور اس قرب کے اسباب مختلف ہین یہی سبب ہے کہ جو صورتین خیال مین ثابت ہو جاتی ہین وہ از روے ترتیب و وضوح کے مختلف ہو جاتی ہین کیونکہ بعض صورتین ایسی ہین کہ ایک شخص کے خیال مین وہ ایک دوسرے سے علیحدہ نہین ہوتین اور دوسرے شخص کے خیال مین وہی صورتین آپسمین جمع نہین ہوتین اور بعض ایسی صورتین ہین کہ ایک شخص کے خیال سے بالکل غایب ہی نہین ہوتین اور دوسرے شخص کے خیال مین وہ ہرگز آتی ہی نہین جب یہہ حال ہے تو ایسی دو جملون کے اجتماع کی واسطی اسباب بہی مختلف ہونگی پس ایسی خیال کا جاننا ضروری

ہے جو الفت طبیعت اور عادت سے پیدا ہووے مثلاً کہیں یار کا
قامت دیکھا اور قیامت کے قایل ہوئے - اجتماع قامت و قیامت کا
خیال ہیں فتنوں کے سبب سے ہے اور جب یہہ خیالی امور شعر شاعری
کے طریقہ پہ ہیں اور اس قسم کے آدمیوں کے دل میں خوب جمے ہوئے ہوتے
ہین اگر عام لوگ انکو سنتی ہین تو پسند نہیں کرتے اور اس قسم کی مثالیں
بہت ہین جو شخص ذہن سلیم رکھتا ہوگا وہ خود تلاش کرکے نکال لیگا
نکتہ جب شدت اتصال ملحوظ ہوتی ہے تو جو لفظ معطوف و معطوف علیہ
دونون میں چاہیے فقط معطوف علیہ پر لگاتے ہین اور معطوف سے
حذف کر دیتے ہین **غالب** اے شہنشاہ فلک منظر بے مثل و نظیر
اے جہاندار کرم شیوہ بے شبہ و عدیل بے مثل و بے نظیر اور بے شبہ و بے عدیل
کہنا چاہیے تھا مگر شدت اتصال کے واسطے لفظ بے صرف مثل اور شبہ
پر جو معطوف علیہ ہین لگایا گیا اور معطوفون سے حذف کیا گیا
نکتہ جب معطوف اور معطوف علیہ دونون کلمہ کیا کی جو استفہامیہ
ہے مدخول ہوون تو وصل کرنا جایز ہے **ذوق** کیا صوفی ہو کیا

می کہ اس قابل ہیں یہ دونون ہین **نکتہ** عطف کبھی شدت ملازمت
کے واسطی آتا ہے یعنی معطوف و معطوف علیہ ایکدوسرے کے سخت ملازم
ہوتے ہین اور یہہ اسکو اور وہ اوسکو لازم ہے گویا ایک دوسرے کا افتراق
ممکن نہین **غالب** تو اور سوے غیر نظرہای تیز تیز + مین اور دکھہ تری
مژہ ہای دراز کا + یعنی تیرا یہہ حال ہے کہ غیر کی طرف نظرہای تیز تیز سے
تجھی دیکھنا لازم ہے اور یہہ تجھسی اور تو اس سے جدا نہین ہو سکتا اور
مین وہ کہ مجھی دکھہ لازم ہے اور اوسکا مجھسی الگ ہونا ممکن نہین اور
کبھی شدت مفارقت کی واسطی بھی آتا ہی یعنی ان دونو کا اجتماع
ہرگز نہین ہو سکتا گویا دونون نقیض ایکدوسری کی ہین **غالب**
عشق و مزدوری عشرتگہ خسرو کیا خوب + ہمکو تسلیم نکو نامی فرہاد نہین
یعنی عشق و مزدوری مین ضد ہی اور اسی قسم سے ہے **میر** مین ادینہ یم
ہی سے یون تشنہ کام آؤن + گر بینی کی تہی تو بہ ساقی کو کیا ہوا تھا
نکتہ اگر دوسرا جملہ متکلم کے زعم مین پہلے جملے کی قید ہو تو وہ دوسرا
جملہ اسموقع پر حالیہ ہوگا **غالب** گئی وہ بات کہ ہو گفتگو تو کیونکر ہو

عطف یہان محذوف ہے ۱۲

وفاداری کیا کرتے تھی تم تقریر ہم خاموش رہتے تھی جملہ ہم خاموش رہتے تھی
معطوف ہی جملہ کیا کرتے تھی تم تقریر پر اور حال بھی ہے چونکہ یہہ دونون جملی افادہ
مین متصل ایک دوسرے کے ہین تو ربط کلام اور افادہ کے واسطی عطف کیا گیا
تاکہ جمعیت پر دلالت کری یعنی تمہارا تقریر کرنا اور میرا خاموش رہنا دونون
ایک وقت مین تھے اگر کہا جائے کہ حرف عطف یہان کوئی مذکور نہین تو ہم
کہتی ہین کہ ضرورت شعری کی واسطی حذف کیا گیا اور بغیر ضرورت کے بھی
ایسے موقع پر حذف جایز بلکہ حسن کلام کا باعث ہے

آٹھوان باب ایجاز اور اطناب اور مساوات کی بیان مین

نکتہ ادا کرنا اصل مراد کا تین قسم ہے یا تو ایسی لفظ کی ساتھہ ادا کرین جو
اصل مراد کی ساتھہ مساوی ہو یا ایسی ناقص لفظ کی ساتھہ جو اوسکو وفا کری
یا ایسی زاید لفظ کی ساتھہ جو کچھہ فایدہ دے پہلے کا نام **مساوات** ہی دوسرے
کا **ایجاز** تیسرے کا **اطناب** وفا کری کی قید جو معنی ایجاز کی تعریف مین
لگائی ہے اوس سے **اخلال** خارج ہو گیا اور وہ یہہ ہے کہ کلام کو ایسی ناقص
لفظون کی ساتھہ ادا کرین جنمین اصل مراد مین خلل واقع ہو جیسا کہ نشی

علامہ اصغر خان صاحب اصغر فرماتی ہین ع ماناشراب مین ہی تو طاعت
مین ہے ریا + اصل مراد متکلم کی یہہ ہے کہ فرض کیا کہ شراب مین شر ہے تو طاعت
مین بہی ریا موجود ہی کذا المستفاد من المصنف الفاظ اس کلام کی اپنی قصور
ہین کہ اپنی مدعا نہین حاصل ہو سکتا بلکہ مدعای قایل کے برعکس ہے کیونکہ
اس کلام سی ثابت ہی کہ آب مین شر ہے اور یہہ خود مطلوب نہین اگر یون کہا جاتا
کہ ع گر شر شراب مین ہے تو طاعت مین ہے ریا + تو درست ہو جاتا اور فایدہ
کی قید سی جو اطناب کی تعریف مین لگائی گئی ہے تطویل خارج ہو گئی
اور وہ یہہ ہے کہ ایک ایسا لفظ استعمال کرین جو اصل مراد سی زاید ہو بشرطیکہ
زیادت غیر متعین ہو جیسا کہ اس بیت مین میر حسن اگر اب مین لاگو
ہون اوسکی کبہی + تو پہر ہونٹ دیکہو مجہی تم تبہی + لفظ تبہی زاید محض ہے
مطلب مجہی تک ہی ختم ہو جاتا ہی لفظ پہر کی آنے سے تبہی بیفایدہ ہو گیا
اور اس فایدہ کی قید سی حشو بہی خارج ہو گیا اور وہ یہہ ہے کہ ایسا لفظ
استعمال کرین جو اصل مراد سی زاید ہو بشرطیکہ وہ زیادت غیر متعین ہو یعنی
مناسب موقع و حال ہو اور وہ دو قسم ہی ایک حشو مفسد یعنی کلام مین

فساد پیدا کرنیوالا میر حسن بنایا سمجھہ بوجھکر خوب وسی خدائی کیا اپنا محبوب اوسے سمجھہ بوجھکر حشو ہی کیونکہ معنی بدون اوسکی تمام ہوسکتے ہین اور غیر مفسد اسواسطے نہین کہ حال ہے فاعل فعل بنایا کا اور مفسد اسلیے ہی کہ اس سے لازم آتا ہے کہ فاعل حقیقی کبہی بے سمجھے بوجھی بہی بنایا کرتا ہی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کی مخلوقات سے ہین جنکو سمجھہ بوجھکر اوسنی بنایا تعالی شانہ عن ذلک علوا کبیرا دوسرا حشو غیر مفسد اور وہ تین قسم ہے ایک ملیح دوسرا متوسط تیسرا قبیح ملیح وہ ہے کہ حسن کلام کا باعث ہو اور کلام کو ملاحت بخشی ذوق کشتہ ہون مین کس چشم سیہ مست کا یارب پتلی ہے جو مستی میرے تربت کی شجر سے جملہ ندائیہ یعنی لفظ یارب حشو ہی اصل مدعا بدون اسکے تمام ہوسکتا ہی لیکن اس جملہ سے ایک قلق اور ضطراب پایا جاتا ہی جو ملاحت افزا ہی اسی قسم سے ہے لفظ ظالم سودا کی شعر مین سودا تری فریاد سے آنکھون مین کٹی رات آئی ہے سحر ہونی کو ظالم کہین مر بہی حشو متوسط وہ ہے کہ ہونا نہ ہونا اوسکا برابر ہو بشرطیکہ سلاست سخن کو نقصان

نہ پہونچا دی **ذوق** سایہ سرو چمن تجہہ بن ڈراتا ہی مجہی اژدہا بن شکلے
شب ای رشک گلشن آب مین + ای رشک گلشن جملہ ندائیہ اصل مراد سی زاید
ہے مگر سلاست سخن کو اس سے کچہہ نقصان نہین پہونچا اور عدم و وجود
اسکا برابر ہے ہان اگر صنعت لزوم مالا یلزم خیال کیجا وی اور تناسب
لفظی دیکہا جائے تو پہلا قسم ہی بن سکتا ہی حشو قبیح وہ ہے کہ ایسا زاید
لفظ استعمال کرین جو محض بفایدہ ہو **مولف** پنجابی ہے نام کو نظام
ہر ملک کے حال سے ہی ماہر + یہہ شعر پنجابی اخبار کی مدح مین لکہا گیا ہے
جو زمان تحریر اوراق ہذا مین دار السلطنتہ لاہور مین چہپتا ہے لفظ نظام
باوجود لفظ نام کو کی بفایدہ ہے **نکتہ** مساوات یہہ ہی **فوق**
زلفین تری کا فر انہین دل سے مری کیا کام + دل کعبہ ہی ور کعبہ مسلمان کیلیے
ہی ہے + اس شعر مین کوئی لفظ ایسا نہین جو اصل مراد سی زاید ہو یا کم
بلکہ پورے پورے ہین + **نکتہ** ایجاز دو قسم ہے ایک یہہ کہ اگر کلام سے کوئی
لفظ حذف کر دین تو اوسکا قایم مقام کوئی نہو مثلاً چور کی داڑہی مین تنکا
یہہ ایک ایسا جملہ ہے کہ لفظ اسکے بہت تہوڑے ہین اور مضمون اسکا

ایک مشہور قصہ ہی اور وہ طویل ہے جو حذف ہوگیا اور کوئی چیز اوسکے قایم
مقام نہین گویا حذف اسمین ہے ہی نہین اس ایجاز کا نام **ایجاز قصر**
ہے دوسری قسم **ایجاز حذف** ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی چیز اسمین سے
حذف کرین مثلاً جزو جملہ کا حذف کردین چنانچہ حروف جزائیہ جیسا کہ
تقدیم جزا کی صورت مین گذر چکا ہے یا جزا کا حذف کرنا **ذوق** ؎
ذوق شہید اوسکو کرتے ہین کئی عاشق + کرنی ہے اگر سبقت کیا دیر
لگائی ہے + جملہ نوکر یہان ہے محذوف ہے اور کیا دیر لگائی ہے جو جملہ جزا تھا
کا موید تھا اسکا قایم مقام ہے **نکتہ** کبھی ایجاز حذف ایسی جگہ
آتا ہے کہ کلمہ محذوف اظہار کے لایق نہین ہوتا چنانچہ ابواب سابقہ
مین مثال اسکی گزر چکی ہے **نکتہ** حذف ایجاز مین کبھی محذوف کا
قایم مقام بھی ہوتا ہے **ذوق** ہان تامل دم نادک فگنی خوب نہین
ابھی چھاتی سری تیروں سے چھنی خوب نہین + ہان کلمہ ایجاب کا ہی اور
اکثر اوقات ابتدای امر مین واقع ہوتا ہی خواہ امر ملفوظ ہو یا محذوف
مگر اسوقت کلمہ ایجاب ایجاب کے معنون مین مستعمل ہوگا امر محذوف کی

مثال یہہ ہے **غالب** مرتا ہون اس آواز پہ ہر چند سر اوڑجائی + جلاد سے
لیکن وہ کہی جائین کہ ہان اور + یعنی اور مارے + امر ملفوظ کی مثال یہہ
شعر یہہ غل تہا کہ ہان مارلو مارلو + خبردار دشمن کو مہلت نہ دو + ذوق
کے شعر مین بہی ہان کے بعد صیغہ امر کا محذوف ہے یعنی تامل نکرا اور
اوسکی علت قایم مقام محذوف ہے **نکتہ** اطناب کبہی ایضاح کے
ساتہہ کرتے ہین جو بعد ابہام کے واقع ہوتا ہے اور وہ اسواسطی ہوتا
ہے کہ ایک معنی دو مختلف صورتون مین بیان کیئے جائین یا اسواسطے
کہ ذہن مین وہ معنی خوب متمکن ہو جائین یا تکمیل لذت کے واسطے جو
ان معنون سے حاصل ہوتی ہے مثلا کہتی ہین بہت خوبصورت آدمی
ہے زید باوجود ضمیر مستتر کے زید بارز ذکر کیا گیا **توشیح** بہی
اسی قسم سے ہے اور وہ یہہ ہے کہ ابتدای کلام مین کوئی ایک چیز کو
مبہم ذکر کرین پہر اوسکی تفسیر کرین چنانچہ **شعر** دین و دنیا مین مجہے
آتے ہین دو باتین پسند + بندگی حق کی محبت حیدر کرار کی + یا تکرار
کے ساتہہ اطناب ہوتا ہے اور تکرار کسی نکتہ کے واسطی ہوتی ہے مثلاً

تاکید **ذوق** ساتھہ تیری ہم بھی جون سایہ مقرر جاوینگے نہ آگے جاوینگے پیچھے جاوینگے جاوینگے پرجاوینگے اور کبھی **تذییل** کے ساتھہ بھی ہوتاہے اور وہ یہہ ہے کہ ایک جملہ کے بعد دوسرا جملہ بیان کرین جو پہلے جملے کے معنونپر مشتمل ہو مثلاً **امیر** پان تو لیتا جا فقیر دیکھے برگ سبز است تحفۂ درویش + دوسرے مصرع مین پہلے مصرع کی معنے بتفاوت یسیر موجود ہین اور فایدہ اس سے تاکید ہے + اور کبھی **اعتراض** کے ساتھہ اطناب کرتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ کلام کے درمیان ایک جملہ ذکر کرین اور سوائے دفع ایہام کے اوس سے کوئی فایدہ مقصود ہو مثلاً **تقدیس** چنانچہ اللہ (جل جلالہ) فرماتے ہین + محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) خاتم الانبیا ہین + مخفی خطوط کے اندر جو جملے ہین وہ معترضہ ہین + یا **تعجب** مثلاً **ذوق** سر بوقت ذبح اوس قاتل کے زیر پای ہے + یہہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جای ہے + اللہ اکبر تعجب کے وقت یا عظمت کے مقام پر بولتے ہین + یا **دعا** مثلاً **ظفر** شاباش دلا ارشدک اللہ تعالے + پہچانا اوسے تونے جسے دیکھا نہ بھالا + یا

تتمیم مثال غالب حضرت ناصح جو آئیں دیدہ و دل فرش راہ + یہہ
تو سمجھا دو کوئی مجھکو کہ سمجھائینگے کیا + دیدہ و دل فرش راہ تعظیم کے
واسطے جملہ معترضہ واقع ہوا ہے یا تتمیم کی ساتھہ اور وہ
یہہ ہے کہ ایک فضلہ کلام مین لاوین جو خلاف مقصود کا ایہام نرکھتا
ہو اور یہہ کبھی مبالغہ کے واسطے آتا ہے مثلا کہتے ہین مینے اپنی آنکھون
سے دیکھا ہے لفظ اپنی آنکھون سے تتمیم کے واسطے ذکر کیا گیا ہے
جب قاعدہ تتمیم کا تمام ہو گیا تو ہم اپنے اس رسالہ کو بھی اسی لفظ
مبارک پر ختم کرتے ہین وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ ططہ

خاتمۃ الطبع

خدا کا شکر و احسان ہے کہ رسالہ فایض البیان [illegible] تصنیفہ حافظ عمر دراز
فایض تخلص تباریخ ۱۲ ربیع الآخر سنہ ۱۲۹۳ھ ختم ہوا
مئی سنہ ۱۸۷۶ عیسوی

تعظیم مثلاً **غالب** حضرت ناصح جو آئین دیده و دل فرش راه ٭ یه
تو سمجھا دو کوئی مجھکو که سمجھائین گے کیا ٭ دیده و دل فرش راه تعظیم
واسطے جمله معترضه واقع ہوا اب باب **تتمیم** کا بیان تتمیم وه
ہے که ایک فضله کلام مین لاوین جو خلاف مقصود کا ایہام نرکھتا
ہو اور یہه کبھی مبالغه کے واسطے آتا ہے مثلاً کہتے ہین مینے اپنی آنکھون
سے دیکھا ہے لفظ اپنی آنکھون سے تتمیم کے واسطے ذکر کیا گیا ہے
جب قاعده تتمیم کا تمام ہوگیا تو ہم اپنے اس رساله کو بہی لفظ
مبارک پر ختم کرتے ہین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ

خاتمة الطبع

خدا کا شکر و احسان ہے که رساله فایض البیا[illegible]فه حافظ عمر درا
فایض تخلص تباریخ ۱۲ ربیع الآخر سنه ۱۲۹۳ھ ختم ہوا
می سنه ۱۸۷۶ عیسوی